سوال عوام کے
جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور امام مہدی علیہ السلام
کے جوابات

حصہ چہاردہم

تالیف: حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

سوال عوام کے

اور

جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور امام مہدی علیہ السلام کے جوابات

مؤلف

حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی

مترجم

حجۃ الاسلام آزاد حسین مشہدی

نظر ثانی

حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

ناشر

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔ فون : 35425372

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

کتاب : سوال عوام کے اور جواب امامؑ کے

مؤلف : حجۃ الاسلام ڈاکٹر علامہ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

مترجم : حجۃ الاسلام آزاد حسین مشہدی

نظر ثانی : حجۃ الاسلام علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

پروف ریڈنگ : شیر محمد عابد مولائی، چودھری محمد عمران حیدر جعفری

فنی معاونت : زہراء بتول جعفری، محدثہ بتول جعفری

اشاعت : نومبر 2015ء

ہدیہ : [redacted] روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین ۔ لاہور

الحمد مارکیٹ فسٹ فلور دکان نمبر 20۔ غزنی سٹریٹ۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: 042-37225252 ، 0301-4575120

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال عوام کے
اور
جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور

امام مہدی علیہ السلام کے جوابات

ترتیب

✿ عرض ناشر 10
✿ مقدمہ 15
✿ آغاز سخن 15

پہلی فصل
توحید اور عبادت خدا سے متعلق سوالات
✿ کیا خدا نے اُمور ائمہ علیہم السلام کے سپرد کر دیے ہیں؟ 19
✿ کیا خدا کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اپنے دوست پر مسلط کرے؟ 21
✿ مفوضہ کا نظریہ کیا ہے؟ 28

دوسری فصل
نبوت اور پیغمبری کے بارے میں سوالات
✿ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے امر سے آگاہ کریں 32
✿ خدا نے حضرت زکریا کو کن حروف کی غیبی اخبار سے آگاہ کیا؟ 34

تیسری فصل
امامت وولایت کے بارے میں سوالات
✿ آپ کو میرے آقا بلا رہے ہیں 40
✿ امام حسن عسکری علیہ السلام کا جانشین کون ہے؟ 44

- کوشش کرنے والا ڈھونڈ لیتا ہے 53
- وہ شخص چل بسا ہے 54
- امام حسن عسکری علیہ السلام کا جانشین کون؟ 56
- اے ہمارے آقا! آپ کا وطن ہم سے دور ہے؟ 62
- کیا آپؑ میرے مولا ہیں؟ 74
- اگر کوئی چیز ہوتی تو تین سال گزرنے کے بعد ظاہر ہو جاتی 83
- آپ کے خاندان کے بعض لوگ آپ کے وجود کا انکار کرتے ہیں؟ 84
- محبانِ آلِ محمدؐ تک پہنچا ئیں 89
- میں شک و جستجو کی حالت میں ہوں 95
- لوگ کیوں اپنے لیے امام منتخب نہیں کر سکتے؟ 99
- میں شہر شہر آپ کی جستجو میں ہوں 102

چوتھی فصل

حضرت امام مہدیؑ کے فضائل کے متعلق سوالات

- آپؑ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ 123
- میرے آقا! اس پیغام کے ہمراہ نشانی چاہیے 135
- مجھ پر احسان کریں اور یہ درہم قبول فرمائیں 147
- میرے آقا کیا اس کے بعد میں آپؑ کو نہیں دیکھ پاؤں گا؟ 152
- آپؑ کا خط ایک گروہ کے پاس پہنچا 156
- میں نے ناحیہ مقدسہ سے ایک مشکل کی شکایت کی 158
- مجھے خوف ہے کہ اس سال حج سے مشرف نہ ہو سکوں 165
- مجھے ایک کفن عنایت فرمائیں 171

- میرے حالات اچھے نہیں اور میں تنگ دست ہوں 171
- آپ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟ 174

پانچویں فصل

معجزات وعجائبات سے متعلق سوالات

- میرے بیٹے میرے ساتھ بات کریں! 187
- زادِ راہ ختم ہو گیا، مجھے کچھ زادِ راہ عطا فرمائیں 194
- حتیہ کون لوگ ہیں؟ 196
- امامِ زمانؑ کی طرف گل دان کا ہدیہ 200
- میرے دو بھتیجوں کے لیے دعا کریں 203
- میری بیٹیوں کے لیے دعا فرمائیں 204
- ساتویں دن میرا نوزاد دُنیا سے چل بسا 204
- میرے ماں باپ کے لیے دعا کریں 207
- دعا کریں میرا بیٹا احمد اپنی اُم ولد کے بارے میں آزاد ہو 211
- ان اَموال کا مالک کون ہے؟ 211
- میری کنیز حاملہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے 213
- میری مدد کریں 214
- پیاس مجھے اذیت پہنچا رہی ہے 216
- آپ شیخ کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھنا چاہتے؟ 219
- آپ کو خدا کا واسطہ، اپنا لطف ہمارے اُوپر مکمل کریں 223
- اے اباصالح! مجھے راستہ بتائیں 244
- میرے آقا! یہ پھول کس جگہ سے ہے؟ 248

* میں ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ مجھے سکون نہیں 249
* آپ میری داستان سے آگاہ ہیں 253
* میرے آقا! آپ کون ہیں؟ 264
* میرے سر کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا 269
* مرض کا نام ونشان تک باقی نہ تھا 272
* میں زمین کو عدل وانصاف سے بھر دوں گا 274
* میرے آقا! ایک سال ہو گیا ہے میں اُٹھ نہیں سکتا 280
* اگر کوئی نشانیاں قبول نہ کرے اور دوسری دلیل مانگے تو کیا کروں؟ 284
* اے عربوں کی آبرو! میں تشنہ ہوں! 289
* میرے آقا ومولا! میری مدد کو آئیں 296
* کیا میں اسی مرض میں فوت ہو جاؤں گا؟ 301
* میرے آقا! آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اُٹھ نہیں سکتا 306
* میرے آقا! میری راہنمائی فرمائیں 309
* میرے نومولود بیٹے کا نام منتخب فرمائیں 312
* التماس کرتا ہوں کہ اہلِ یمن کے کاروان کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت 313
* کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اپنی کنیز سے بچے کا باپ بنوں؟ 315
* میرے خط کا جواب عنایت فرمائیں 316
* دُعا کریں کہ خداوند مجھے ایک فقیہ بیٹا عطا کرے 318
* امام زمانؑ کی دُعا سے شیخ صدوقؒ پیدا ہوئے 321
* میں حضرت سے التماس کرتا ہوں کہ خداوند متعال میری زبان کھول دے 322
* التجا کرتا ہوں کہ اجازت فرمائیں کہ میں بغداد سے کاروان کے ہمراہ سفر کروں 324
* میرے لیے خدا سے فرزند کی التجا کریں 325

❁ میری حاملہ بیوی کے لیے دعا فرمائیں 326
❁ بیٹے کی دُعا کا وقت کون سا ہے؟ 327
❁ میری اہم مشکل کے لیے دعا فرمائیں کہ جس نے مجھے غمگین کر رکھا ہے 328

چھٹی فصل

آخرالزمان امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں سوالات

❁ اے رسولؐ خدا کے فرزند! قیام کب ہوگا؟ 335
❁ ظہور فرج کب ہوگا؟ 347
❁ امامؑ کا ظہور کب ہوگا؟ 348
❁ غیبت کی علت کیا ہے؟ 348
❁ امامؑ غائب سے کس طرح استفادہ کر سکتے ہیں؟ 349
❁ میرے آقا! آپ کب قیام فرمائیں گے؟ 350
❁ آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے وضاحت فرمائیں 354
❁ میرے آقا! آپ کا امر کب آشکار ہوگا؟ 356

❁❁❁

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى آبَائِهٖ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيًّا وَّحَافِظًا وَّقَائِدًا وَّنَاصِرًا وَّدَلِيْلًا وَّعَيْنًا ط حَتّٰى تُسْكِنَهٗ أَرْضَكَ طَوْعًا وَتُمَتِّعَهٗ فِيْهَا طَوِيْلًا۔

يَاوَصِيَّ الْحَسَنِ وَالْخَلَفَ الْحُجَّةَ اَيُّهَا الْقَائِمُ الْمُنْتَظَرُ الْمَهْدِيُّ يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَاحُجَّةَ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ يَاسَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا اِنَّا تَوَجَّهْنَا وَاسْتَشْفَعْنَا وَتَوَسَّلْنَا بِكَ اِلَى اللّٰهِ وَقَدَّمْنَاكَ بَيْنَ يَدَيْ حَاجَاتِنَا يَاوَجِيْهًا عِنْدَ اللّٰهِ اشْفَعْ لَنَا عِنْدَ اللّٰهِ

عرضِ ناشر

دینِ مُبین اسلام کو دیگر ادیانِ عالم پر کئی پہلوؤں اور کئی حوالوں سے فضیلت و برتری حاصل ہے۔ ان مختلف پہلوؤں اور حوالوں میں سے ایک نمایاں پہلو اور روشن حوالہ مرد و زن کو تعلیم و تعلم کی ترغیب و تشویق دلانا بھی ہے۔ تحصیلِ علم اور کسبِ دانش سے فہم و ادراک میں اضافہ ہوتا ہے اور انسان اس کے ذریعے ذہنی و روحانی اوج کمال تک پہنچتا ہے۔ قرآن مجید نے بارہا حضرتِ انسان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی ہے۔

سورۂ زمر، آیت ۹ میں ارشادِ رب العزت ہوتا ہے:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

”کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں“؟

یقیناً عالم اور جاہل ہرگز برابر نہیں ہو سکتے، چنانچہ رسولِ اسلامؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام نے فروغِ علم اور ترسیلِ آگہی کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، یہاں تک کہ ان ہستیوں کی پوری پوری زندگیاں علم کی ترویج اور شعور کی ترغیب میں گزر گئیں۔ ختمی مرتبتؐ کا ارشادِ عالم تاب ہے:

”ہر مسلمان مرد و زن پر لازم ہے کہ وہ علم حاصل کرے“۔

امیر المومنین علیہ السلام کا فرمانِ عالی شان ہے:

"علم ایک ایسا خزینہ ہے جسے کوئی چرا نہیں سکتا، اور یہ ایسا گنجینہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا بلکہ مزید بڑھتا چلا جاتا ہے (مفہوماً) الغرض آیاتِ قرآنی اور روایاتِ الہامی سے نیز سیرتِ پیغمبرؐ اور کردار آئمہ اطہارؑ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے دورِ رہبری میں علم و دانش کی بھرپور اشاعت کی اور جاہلیت و جہالت کے خلاف مسلسل جہاد کیا"۔

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

"اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے سوال کرو"۔ (سورۂ نحل، آیہ ۴۳)

مگر افسوس صد افسوس اہلِ دنیا نے شہرِ علم کے ان ابوابِ عصمت کی طرف بہت کم رجوع کیا، بلکہ ان کے مقابلے میں نام نہاد علمی مگر درحقیقت جاہلی دروازے کھولنے کی کوشش کی۔ حالانکہ فضائے دہر میں سلونی سلونی کی صدا کی بازگشت گونجتی رہی۔۔۔ علم و دانش کے یہ خزینے آج بھی بند پڑے ہیں۔ ان کی کلید پرسش (پوچھنا اور سوال کرنا) ہے۔ ہاتفِ غیبی کی ندا آرہی ہے: خداوند متعال تم پر رحمت کے دروازے وا کرے، سوال کرو۔ یہ ایک ایسی راہ گزر ہے جس سے ثواب ہی ثواب ملتا ہے۔ سوال کرنے والے، جواب دینے والے اور سننے والے کے لیے اجرِ کثیر اور انعامِ جزیل ہے۔

اسلام نے سوال کرنے اور جواب دینے کی تشویق کی ہے اور ایسا بابِ علم کھولا ہے جو طولِ تاریخ میں کبھی بند نہیں ہوا۔ رسولِ معظمؐ اور آئمہ مکرمؑ کے ادوار میں علمی محفلیں سجتی رہیں، لوگ بابِ عصمت پر آتے رہے، دامنِ طلب پھیلاتے رہے اور علم

کی خیرات پاتے رہے۔ نتیجتاً ہزاروں لاکھوں سوالات فقہ، عقائد، تفسیر، اخلاقیات، ادبیات، اصول، فلسفہ، قیامت، برزخ وغیرہم کے متعلق جوابات سے مزین ہوئے اور ہمارے علمی اسلاف اور عمائدین کے توسط سے ترتیب پا کر نورانی خزائن کی صورت اختیار کر گئے اور آج بھی دعوت فکر و نظر دے رہے ہیں۔

لاریب سوال کرنے سے انسان کی جہالت دُور ہوتی ہے، تشکیک کا خاتمہ ہوتا ہے اور جاننے کی لیاقت و صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سوال کرنے والے کے لیے کسی خاص ذہنی استعداد کی ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ جواب دینے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ جوابِ سوال پر عبور رکھتا ہو۔ مبرہن اور مسکت جواب دینے پر قادر ہو اور سائل کی تشفی و تسلی کر سکے۔

تاریخ شاہد ہے کہ رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ عصمت ؑ کے بہت سے اصحابِ باصفا اور پیروانِ باوفا معارف و علوم کے ان بحورِ عصمت میں غوطہ زن رہے اور عقل و دانش کے ان بے کراں اور عمیق سمندروں سے متمسک رہ کر اپنی پیاس بجھاتے اور سیرابی کا سامان کرتے رہے۔

اپنے مجیب و نجیب رہبروں کے ان سائلوں اور دریوزہ گروں نے اُن کے فیضانِ علمی کی جان سے بڑھ کر حفاظت کی۔ اس اہتمامِ حفاظت اور حسنِ نیابت کی غالب وجہ یہ تھی کہ آئمہ اثنا عشر تین سو سال (یعنی غیبتِ صغریٰ) تک جو علمی گتھیاں سلجھاتے رہے، ساتھ ساتھ اپنے اصحاب و احباب کو اُن کی ترتیب و تالیف کی طرف بھی شدت سے مائل کرتے رہے۔ مثلاً صادقِ آلِ عبا نے اپنے پیروں کو تاکید فرمائی:

"اپنے ورثۂ علمی کی حفاظت کرو، کیوں کہ تمھیں ان کی ضرورت پڑتی رہے گی"۔

چنانچہ ہم پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم اپنے علمی ورثہ کو نسلِ حاضر اور عزیزانِ فردا تک ایک امانت سمجھ کر پہنچائیں، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہر اپنا پرایا اس سے استفادہ کرے اور ہر کس و ناکس کے دل میں عظمتِ معصومینؑ اور رفعتِ مکتبِ تشیع پیدا ہو۔ علمی ترقی کے اس زمانے میں آئمہ اہلِ بیتؑ کے ورثۂ علمی سے استفادہ اور بھی ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ تہذیبِ اسلامی اور فرہنگ اہلِ بیتؑ کو پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر نہایت احسن طریقے اور عمدہ سلیقے سے پیش کریں۔

ہمارے علمی اثاثوں کا پبلک لائبریریوں اور ملکی و بین الاقوامی کالجوں، یونی ورسٹیوں میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان صالح تعلیمات کے ذریعے ہم الیکٹرانک میڈیا پر پھیلائی جانے والی عریاں تہذیب کا سدِّباب کر سکتے ہیں۔ اس مقصدِ رفیع کے لیے علمی، قلمی اور ابلاغی جہاد کی ضرورت ہے۔

مشہور مغربی فلسفی برٹینڈرسل نے کہا تھا:

> "اگر آج علیؑ زندہ ہوتے تو کوفہ کی مسجد مغربی محققین اور دانشوروں سے پر ہوتی۔ وہ علی علیہ السلام پر سوالوں کی بارش کرتے مگر آپ انھیں دم لینے کی فرصت نہ دیتے"۔

اثنا عشری امامی حکماء، دانش وروں اور محققوں نے جو مذکورہ تین صدیاں آئمہ معصومینؑ سے علمی استفادہ کیا اور اُسے محفوظ کیا، اُسے پڑھ کر آج مشرق و مغرب کے بہت سے عالمی دانش وروں کی زبانوں پر حضرت علیؑ اور امام جعفر صادقؑ کے حکمت و معرفت سے لبریز اقوال وارشادات ہیں۔

ہم خداوند متعال کا لاکھ لاکھ شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہمیں یہ توفیق ارزانی فرمائی کہ ہم ایران کے معروف دانش ور حجۃ الاسلام والمسلمین

آقائے حاج شیخ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی مدظلہ العالی کی کتاب مستطاب أَسئلَةُ النَّاس وَأَجْوِبَةُ الْمَعصُومِين کا اُردو میں ترجمہ کروا کر اسے جزواً جزواً شائع کر رہے ہیں۔

زیرِنظر جلد سے پیش تر "سوال عوام کے اور جواب امامؑ کے" کے عنوان سے اوّلاً امام محمد باقر علیہ السلام، ثانیاً امام علی علیہ السلام اور ثالثاً حسنین شریفین علیہما السلام کے جوابات پر مبنی چار جلدیں شائع کر چکے ہیں۔

"سوال عوام کے جواب بنتِ رسولؐ اسلام" کے یعنی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا حصّہ اور "سوال عوام کے جواب رسولؐ اسلام کے" بھی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر دادِ تحسین پا چکے ہیں۔

زیرِنظر حصّہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے جوابات پر مشتمل ہے۔ اس کا ترجمہ ہمارے عزیز دوست حجۃ الاسلام مولانا آزاد حسین مشہدی نے کیا ہے جنھوں نے یہ کارِخیر نہایت جاں فشانی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا ہے۔ خالقِ لوح و قلم اُن کی توفیقاتِ خیر میں مزید اضافہ فرمائے۔

اللہ رب العزت سے التجا ہے کہ ہم سب کو کتبِ اہلِ بیتؑ کی کماحقہٗ خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قسم کی بلّیاتِ ارضی و سماوی سے محفوظ و مامون رکھے۔ آمین بحق طٰہٰ و یٰسین!

والسلام مع الاکرام

محتاجِ دُعا

ریاض حسین جعفری، فاضل قُم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

آغازِ سخن

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ و السلام علی سید الانبیاء
و خاتم المرسلین محمد و علی آلہ الطیبین الطاهرین

بلاشک وتردید وہ واضح ترین صفت اور خصوصیت کہ جو رسولِ خدا کے جانشین اور امام میں ہونی چاہیے، ایسا وسیع علم ہے کہ جو لوگوں کی علمی وفکری ضرورتوں کو پورا کرے اوران خطرناک شبہات وابہامات کا قلع قمع کرے جو گاہے بہ گاہے لوگوں کی زندگی میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔

امام لوگوں کی پناہ گاہ اور امت کا مرجع اور ملجا و ماوی ہوتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ شریعت کے اصول وفروع اور عالمی حقائق کے ہم گام صحیح عملی وفکری رہبری کے ذریعے اسلامی معاشرے کی کشتی کو ساحلِ نجات تک پہنچائے اور چراغِ ہدایت اور کشتیٔ نجات کا مکمل مصداق ہو۔

یہ ایسی حقیقت ہے کہ جس کی قرآن کریم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے پرنور، گویا اور بلیغ بیانات میں بیان فرمائی ہے اور فطرت اور عقلِ سلیم بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے؛ اس بنا پر اس حقیقت کے علاوہ اسلام کے پاس انسانی معاشرے کے لیے کوئی کارآمد اور نجات بخش پروگرام نہیں ہے۔

خوش نصیبی یہ ہے کہ تاریخ اسلام کے حقائق اس کی نشان دہی کرتے ہیں کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کہ جو خداوند متعال کی جانب سے اسلامی و انسانی معاشرے کے پیشوا اور اُمت کے رہبر و راہ نما معین ہوئے ہیں وہ عصمت کے گوہر گراں بہا کے علاوہ ایسے وسیع علم کی اہم ترین خصوصیت کے مالک ہیں کہ جس کا سرچشمہ خداوند علیم کے لامتناہی علم سے متصل ہے۔

ہم اس حقیقت کی تجلی اور مظہر آئمہ معصومین علیہم السلام کے فرامین و ارشادات میں دیکھتے ہیں، یوں کہ کوئی بھی سوال ایسا نہیں ہے کہ جس کا ان حضرات کے پاس جواب نہ ہو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تین سو سال سے زیادہ محیط عرصے میں معاشرے کے اندر جو بھی اشکال یا اعتراض رونما ہوا ہے آئمہ معصومین علیہم السلام کی جانب سے اس کا جواب دیا گیا ہے۔

اس بارے میں ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کے بے کراں علم کے سمندر سے کچھ قطرات کو سوال و جواب کی صورت میں علم و فضل کے پیاسوں کے حوالے کریں اور معصومین علیہم السلام کے گوہر بار ارشادات کا ایک عظیم دائرۃ المعارف فراہم کریں۔

اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی طرف سے سوالات و جوابات کی صورت میں جو مجموعہ پیش کیا جا رہا ہے شاید وہ دس ہزار تک پہنچ جائے۔ یہ خود ایک بہت بڑا خزانہ ہے کہ جو ہمارے زمانے میں پیش آنے والے بہت سے شبہات و ابہامات کا قانع کنندہ جواب دے سکے۔

یہ کتاب جو آپ کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے اس بہت بڑے خزانے کا ایک اور حصہ ہے کہ جو لطفِ الٰہی اور معصومین علیہم السلام کی عنایات سے تحریری صورت

میں مکمل ہوا ہے۔ یہ بہترین کتاب اہل بیت علیہم السلام کے بے کراں علوم کے متلاشی اور محققین حضرات کی خدمت میں "سوال عوام کے اور جواب حضرت امام مہدیؑ کے" کے عنوان سے پیش کی جارہی ہے۔

یہ مجموعہ ایسی روایات پر مشتمل ہے کہ جو سوال و جواب کی صورت میں بیان ہوئی ہیں کہ ہوسکتا ہے ان میں بعض روایات کو بعض افراد کے لیے ہضم کرنا مشکل ہو، لہٰذا ہم خداوند متعال سے ان روایات کو سمجھنے، ادا کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق کے لیے دعا گو ہیں۔

قابل ذکر ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ اور تصحیح کی ذمہ داری برادر بزرگوار، فاضل، محقق اور مصنف آقا محمد حسین رحیمیان نے پوری کی، ہم ان کی زحمتوں کی تعریف اور قدر شناسی کے ضمن میں کتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج اور نشرواشاعت کے لیے خداوند متعال سے ان کی روز افزوں توفیق کے لیے دعا گو ہیں۔

خداوند متعال کی بارگاہ میں بڑی عاجزی وانکساری کے ساتھ دعا کرتا ہوں کہ وہ مسلسل توفیق کے ذریعے میری مدد کرے تاکہ اس مفید اور اہم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور اسے میرے لیے ذخیرہ آخرت قرار دے اور ان شاء اللہ! بہت جلد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری وصی اور جانشین کے ظہور پرنُور کے باعث تمام کے تمام اہل بیت علیہم السلام کے علوم ومعارف کے چشمۂ زلال سے سیراب ہوں۔

آمین رب العالمین

۲۵ شوال قم المشرفہ ۱۴۳۲ ھ ق

روز شہادت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

احمد قاضی زاہدی گلپایگانی

فصلِ اوّل

توحید اور عبادتِ خدا سے متعلق سوالات

maablib.org

کیا خدا نے اُمورِ ائمہ علیہم السلام کے سپرد کر دیے ہیں؟

أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الدَّلَّالُ الْقُمِّيُّ قَالَ:

اخْتَلَفَ جَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ فِي أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَوَّضَ إِلَى الْأَئِمَّةِ عليهم السلام أَنْ يَخْلُقُوا وَيَرْزُقُوا، فَقَالَ قَوْمٌ: هٰذَا مُحَالٌ لَا يَجُوزُ عَلَى اللهِ تَعَالَى، لِأَنَّ الْأَجْسَامَ لَا يَقْدِرُ عَلَى خَلْقِهَا غَيْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

وَقَالَ آخَرُونَ: بَلِ اللهُ أَقْدَرَ الْأَئِمَّةَ عَلَى ذٰلِكَ، وَفَوَّضَ إِلَيْهِمْ، فَخَلَقُوا وَرَزَقُوا: وَتَنَازَعُوا فِي ذٰلِكَ نِزَاعًا شَدِيدًا۔ فَقَالَ قَائِلٌ: مَا بَالُكُمْ لَا تَرْجِعُونَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ فَتَسْأَلُوهُ عَنْ ذٰلِكَ لِيُوضِحَ لَكُمُ الْحَقَّ فِيهِ؟ فَإِنَّهُ الطَّرِيقُ إِلَى صَاحِبِ الْأَمْرِ عليه السلام۔

فَرَضِيَتِ الْجَمَاعَةُ بِأَبِي جَعْفَرٍ وَسَلَّمَتْ وَأَجَابَتْ إِلَى قَوْلِهِ فَكَتَبُوا الْمَسْأَلَةَ وَأَنْفَذُوهَا إِلَيْهِ۔

فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مِنْ جِهَتِهِ تَوْقِيعٌ نُسْخَتُهُ:

إِنَّ اللهَ تَعَالَى هُوَ الَّذِي خَلَقَ الْأَجْسَامَ وَقَسَّمَ الْأَرْزَاقَ، لِأَنَّهُ لَيْسَ بِجِسْمٍ وَلَا حَالٌّ فِي جِسْمٍ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ۔ وَأَمَّا الْأَئِمَّةُ عليهم السلام فَإِنَّهُمْ يَسْأَلُونَ اللهَ

تعالیٰ فَيَخْلُقُ وَيَسْأَلُونَهُ فَيَرْزُقُ اِيجَابًا لِمَسْأَلَتِهِمْ
وَاِعْظَامًا لِحَقِّهِمْ۔ (الاحتجاج: ج ۲ ص ۴۷۱)

"علی بن احمد دلال قمی کہتے ہیں: شیعوں کے ایک گروہ نے اس میں اختلاف کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ خداوند متعال نے خلق کرنے اور رزق دینے کے امور آئمہ علیہم السلام کے سپرد کر دیے ہیں۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ ایک محال اور نہ ہونے والا کام ہے، خداوند تعالیٰ کے بارے میں ایسی بات کرنا درست نہیں ہے کیوں کہ خلق کرنا فقط خدا کی خصوصیت ہے اور اجسام، اجسام کو خلق نہیں کر سکتے ہیں۔ ایک اور گروہ اس کا معتقد ہے کہ خداوند متعال نے آئمہ علیہم السلام کو ایسی قدرت عطا کی ہے اور یہ کام ان ہستیوں کے سپرد کیا ہے، وہی پیدا کرتے ہیں اور رزق پہنچاتے ہیں۔ ان کے درمیان شدید قسم کا اختلاف پیدا ہو چکا ہے، حتیٰ کہ ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہا ہے کہ تم یہ مسئلہ ابوجعفر محمد بن عثمان سے کیوں نہیں پوچھتے ہوتا کہ وہ تمھارے لیے حق کو واضح کریں؟! کیوں کہ ان کا صاحب العصر (امام زمان) علیہ السلام کے ساتھ رابطہ ہے۔ لہٰذا ان تمام گروہوں نے اس کی تجویز کا مثبت جواب دیا اور اس پر راضی ہو گئے کہ اس موضوع کو ابوجعفر کے سامنے رکھتے ہیں، لہٰذا انھوں نے یہ مسئلہ لکھ کر ابوجعفر تک پہنچایا۔ اس خط کے جواب میں ان کی طرف سے یوں فرمان صادر ہوا:

"بے شک! خدا وہی ہے کہ جو اجسام کو پیدا کرتا اور رزق بانٹتا ہے، کیوں کہ وہ (ذات) نہ تو جسم ہے اور نہ ہی کسی جسم میں حلول کرتی ہے، کوئی بھی چیز اس کے مانند نہیں ہے، وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے"۔

آئمہ علیہم السلام خداوند متعال کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں تو وہ پیدا کردیتا ہے اور وہ رزق و روزی کا سوال کرتے ہیں تو وہ عطا کرتا ہے، یہ سب کچھ ان کے سوال کے جواب اور ان کے حق کے احترام کی وجہ سے ہے۔

کیا خدا کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اپنے دوست پر مسلط کرے؟

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيِّ رحمه الله قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ قَالَ:

كُنْتُ عِنْدَ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ قدس سره مَعَ جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْقَصْرِيُّ، فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ: أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ۔

فَقَالَ لَهُ: سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ۔

فَقَالَ الرَّجُلُ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہما السلام أَهُوَ وَلِيُّ اللهِ؟

قَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ قَاتِلِهِ (لَعَنَهُ اللهُ) أَهُوَ عَدُوٌّ لِلهِ؟

قَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ الرَّجُلُ: فَهَلْ يَجُوزُ أَنْ يُسَلِّطَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ عَدُوَّهُ عَلَى وَلِيِّهِ؟

فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ: افْهَمْ عَنِّي مَا أَقُولُ لَكَ:

اعْلَمْ أَنَّ اللهَ تَعَالَىٰ لَا يُخَاطِبُ النَّاسَ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ، وَلَا يُشَافِهُهُمْ بِالْكَلَامِ، وَلٰكِنَّهُ جَلَّتْ عَظَمَتُهُ يَبْعَثُ إِلَيْهِمْ مِنْ أَجْنَاسِهِمْ وَأَصْنَافِهِمْ بَشَرًا مِثْلَهُمْ، وَلَوْ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رُسُلًا مِنْ غَيْرِ صِنْفِهِمْ وَصُوَرِهِمْ لَنَفَرُوا عَنْهُمْ، وَلَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُمْ۔

فَلَمَّا جَاءُوهُمْ وَكَانُوا مِنْ جِنْسِهِمْ يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ قَالُوا لَهُمْ: أَنْتُمْ بَشَرٌ مِثْلُنَا لَا نَقْبَلُ مِنْكُمْ حَتّٰى تَأْتُونَا بِشَيْءٍ نَعْجِزُ مِنْ أَنْ نَأْتِيَ بِمِثْلِهِ، فَنَعْلَمَ أَنَّكُمْ مَخْصُوصُونَ دُونَنَا بِمَا لَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ۔

فَجَعَلَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمُ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِي يَعْجِزُ الْخَلْقُ عَنْهَا۔

فَمِنْهُمْ مَنْ جَاءَ بِالطُّوفَانِ بَعْدَ الْإِعْذَارِ وَالْإِنْذَارِ، فَغَرِقَ جَمِيعُ مَنْ طَغَىٰ وَتَمَرَّدَ۔ وَمِنْهُمْ مَنْ أُلْقِيَ فِي النَّارِ فَكَانَتْ عَلَيْهِ بَرْدًا وَسَلَامًا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ أَخْرَجَ مِنَ الْحَجَرِ الصُّلْبِ النَّاقَةَ، وَأَجْرَىٰ مِنْ ضَرْعِهَا لَبَنًا،

وَمِنْهُمْ مَنْ فُلِقَ لَهُ الْبَحْرُ وَفُجِّرَ لَهُ مِنَ الْعُيُونِ، وَجُعِلَ لَهُ الْعَصَا الْيَابِسَةُ ثُعْبَانًا تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ۔

وَمِنْهُمْ مَنْ أَبْرَأَ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأَحْيَا الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ

اللهِ، وَأَنْبَأَهُمْ بِمَا يَأْكُلُونَ وَمَا يَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِهِمْ۔
وَمِنْهُمْ مَنِ انْشَقَّ لَهُ الْقَمَرُ وَكَلَّمَتْهُ الْبَهَائِمُ مِثْلُ الْبَعِيرِ وَالذِّئْبِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ۔
فَلَمَّا أَتَوْا بِمِثْلِ ذٰلِكَ وَعَجَزَ الْخَلْقُ عَنْ أُمَمِهِمْ مِنْ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِهِ كَانَ مِنْ تَقْدِيرِ اللهِ جَلَّ جَلَالُهُ وَلُطْفِهِ بِعِبَادِهِ وَحِكْمَتِهِ أَنْ جَعَلَ أَنْبِيَاءَهُ مَعَ هٰذِهِ الْمُعْجِزَاتِ فِي حَالٍ غَالِبِينَ وَأُخْرٰى مَغْلُوبِينَ وَفِي حَالٍ قَاهِرِينَ، وَأُخْرٰى مَقْهُورِينَ۔
وَلَوْ جَعَلَهُمُ اللهُ فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِمْ غَالِبِينَ وَقَاهِرِينَ وَلَمْ يَبْتَلِهِمْ وَلَمْ يَمْتَحِنْهُمْ لَاتَّخَذَهُمُ النَّاسُ آلِهَةً مِنْ دُونِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ۔
وَلَمَا عُرِفَ فَضْلُ صَبْرِهِمْ عَلَى الْبَلَاءِ وَالْمِحَنِ وَالْاِخْتِبَارِ، وَلٰكِنَّهُ جَعَلَ أَحْوَالَهُمْ فِي ذٰلِكَ كَأَحْوَالِ غَيْرِهِمْ لِيَكُونُوا فِي حَالِ الْمِحْنَةِ وَالْبَلْوٰى صَابِرِينَ، وَفِي حَالِ الْعَافِيَةِ وَالظُّهُورِ عَلَى الْأَعْدَاءِ شَاكِرِينَ، وَيَكُونُوا فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِمْ مُتَوَاضِعِينَ غَيْرَ شَامِخِينَ وَلَا مُتَجَبِّرِينَ،
وَلِيَعْلَمَ الْعِبَادُ أَنَّ لَهُمْ علیہم السلام إِلٰهًا هُوَ خَالِقُهُمْ وَمُدَبِّرُهُمْ فَيَعْبُدُوهُ وَيُطِيعُوا رُسُلَهُ وَتَكُونَ حُجَّةُ اللهِ ثَابِتَةً عَلٰى مَنْ تَجَاوَزَ الْحَدَّ فِيهِمْ، وَادَّعٰى لَهُمُ الرُّبُوبِيَّةَ، أَوْ

عَانَدَ وَخَالَفَ وَعَصَى وجَحَدَ بِمَا أَتَتْ بِهِ الأَنْبِيَاءُ وَالرُّسُلُ، وَ ﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ (سورۂ انفال: آیہ ۴۲)

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ رحمه الله: فَعُدْتُ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رحمه الله فِي الْغَدِ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي: أَتَرَاهُ ذَكَرَ لَنَا مَا ذَكَرَ يَوْمَ أَمْسِ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ؟

فَابْتَدَأَنِي وَقَالَ: يَامُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ! لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْتَطِفَنِي الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيَ بِيَ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ فِي دِينِ اللهِ بِرَأْيِي وَمِنْ عِنْدِ نَفْسِي، بَلْ ذٰلِكَ عَنِ الأَصْلِ وَمَسْمُوعٌ مِنَ الْحُجَّةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهُ (الاحتجاج: ج ۲، ص ۲۷۳)

محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی کہتے ہیں: میں کافی سارے لوگوں کے ہمراہ شیخ ابی القاسم بن روح رحمہ اللہ کی خدمت میں موجود تھا کہ ان میں سے ایک شخص علی بن عیسٰی قصری بھی تھے، اس دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے شیخ سے کہا: میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ شیخ نے اس سے کہا: تمہارے ذہن میں جو کچھ آیا ہے اس کے بارے میں پوچھیں۔

اس شخص نے کہا: مجھے حسین بن علی علیہ السلام کے بارے میں بتائیں کہ کیا وہ خدا کے ولی تھے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: مجھے یہ بتائیں کہ کیا ان کا قاتل دشمن

خدا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس شخص نے کہا: کیا یہ درست ہے کہ خداوند اپنے دشمن کو اپنے دوست پر مسلط کرے؟

ابو القاسم (قدس سرہ) نے کہا: جو کچھ میں بیان کرنے لگا ہوں اسے اچھی طرح سے سمجھیں۔ غور سے سنیں کہ خداوند متعال لوگوں کو آشکار اطور پر خطاب نہیں کرتا ہے، اور نہ ہی لوگوں سے روبرو گفتگو کرتا ہے، بلکہ اس نے ان کی طرف انھیں کی جنس اور قوم سے رسولوں کو بھیجا ہے، اگر وہ رسولوں کو ان کی قوم کے غیر سے بھیجتا تو لوگ ان سے دور بھاگتے اور ان سے (خداوند کے اوامر و نواہی) قبول نہ کرتے۔

جب انبیاء خداوند متعال کی جانب سے آئے تو وہ بشر کی جنس سے تھے، غذا کھاتے تھے اور (لوگوں کے مانند) بازار میں رفت و آمد کرتے تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا: آپ ہماری ہی طرح کے بشر ہیں، ہم آپ کی نبوت کو قبول نہیں کریں گے مگر یہ کہ کوئی ایسا معجزہ لائیں کہ جس کے مانند لانے پر ہم قادر نہ ہوں، لہٰذا ہمیں اس طرح سے معلوم ہو جائے گا کہ آپ خدا کی طرف سے اس کام کے لیے مخصوص ہیں جو ہماری قدرت میں نہیں ہے۔

پس! اللہ عزوجل نے پیغمبروں کے لیے ایسے معجزات قرار دیئے کہ مخلوق جن سے عاجز و ناتوان تھی۔ اس اعتبار سے ان میں سے بعض (جیسے حضرت نوح علیہ السلام) لوگوں پر حجت تمام کرنے اور انھیں ڈرانے کے بعد طوفان کا معجزہ لائے لہٰذا جنھوں نے بغاوت و سرکشی کی وہ تمام کے تمام غرق ہو گئے۔

ان میں سے بعض (جیسے حضرت ابراہیمؑ) کو جب آگ میں ڈالا گیا تو وہ ان کے لیے (معجزۂ الٰہی) سے ٹھنڈی اور سالم ہو گئی۔ ان میں سے بعض (جیسے حضرت صالحؑ)

نے پتھر سے اُونٹنی کو نکالا اور اس کے تھنوں سے دودھ جاری کیا۔ ان میں سے بعض (جیسے حضرت موسیٰؑ) ایسے ہیں کہ جن کے لیے خداوند متعال نے سمندر کو شگافتہ کیا اور ان کے لیے پتھر سے چشمے جاری کیے، ان کے خشک عصا کو اژدہا بنا دیا کہ جس نے بڑی تیزی کے ساتھ ان رسیوں کو نگل لیا جنھیں جادوگروں نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے بنایا تھا۔ ان میں سے بعض (جیسے حضرت عیسیٰؑ) نے اندھے کو بینائی اور جذامی کو شفا دی، مُردوں کو زندہ کیا اور لوگوں کو اس سے آگاہ کیا جو کچھ وہ کھاتے اور گھروں میں ذخیرہ کرتے تھے۔

ان میں سے بعض (جیسے پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسے ہیں کہ جن کے لیے خداوند متعال نے چاند کے دو ٹکڑے کیے اور اُونٹ، بھیڑیے اور دوسرے حیوانات ان سے گفتگو کرتے تھے۔

اس اعتبار سے پیغمبروں نے خداوند متعال کی جانب سے ایسے معجزے لائے کہ تمام بشری مخلوق جن کی طرح کے لانے سے عاجز و ناتوان ہے، تو خداوند کی تقدیر و مشیت، بندوں پر اس کا لطف اور اس کی حکمت اس پر ہوئی کہ وہ انبیاء جو ایسے معجزوں کے مالک تھے، بعض اوقات غالب اور کامیاب ہوں، بعض موارد میں مغلوب اور بعض حالات میں قاہر اور بعض میں مقہور ہوں۔

اگر انبیاءؑ ہر وقت اور ہر حالت میں غالب، قاہر اور کامیاب ہوتے، اور خداوند متعال انھیں تکلیف میں مبتلا نہ کرتا اور ان کا امتحان نہ لیتا تو اس صورت میں لوگ، انھیں خداوند متعال کے علاوہ دوسرے خدا سمجھ لیتے اور ہرگز انھیں مصیبت، آزمائش اور امتحان الٰہی کے مقابلے میں صابر و بردبار نہ سمجھتے لیکن خداوند متعال نے

اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی خاطر ان کے حالات کو دوسرے عام لوگوں کے حالات کی طرح قرار دیا ہے کہ بعض اوقات وہ غالب و قاہر اور بعض اوقات شاکر و صابر ہیں، تاکہ آزمائش اور مصیبت کی حالت میں شکر گزار رہیں، وہ اپنے تمام حالات میں عاجز و متواضع ہوں اور تکبر اور اپنی بڑائی کا اظہار نہ کریں۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کے لیے کوئی خدا ہے کہ جو انھیں پیدا کرنے والا اور ان کا مدبر ہے، پس! وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے رسولوں کے اطاعت گزار ہوں تاکہ ان لوگوں پر کہ جو ان کے بارے میں حدودِ الٰہی سے تجاوز کرتے اور غلو سے کام لیتے ہیں، پیغمبروں کی ربوبیت کا دعویٰ کرتے ہیں یا دشمنی سے کام لیتے ہیں، مخالفت کرتے ہیں، نافرمانی کرتے ہیں اور اور جو کچھ انبیاء لائے ہیں ان کا انکار کرتے ہیں، حجت خدا ثابت ہو، "تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ ہو اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ"۔

محمد بن ابراہیم اسحاق کہتے ہیں: میں اگلے روز دوبارہ شیخ حسین روح (قدس سرہ) کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اپنے آپ سے کہا کہ انھوں نے کل ہمارے سامنے جو گفتگو کی تھی کیا وہ ان کی اپنی طرف سے تھی؟

میں یہ سوچ رہا تھا تو انھوں نے میرے بولنے سے پہلے فرمایا: اے محمد بن ابراہیم! اگر آسمان سے کوئی پرندہ اترے اور مجھے اڑا کر لے جائے یا کوئی طوفان چلے اور مجھے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دے یہ میرے لیے اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں دین خدا کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کروں یا اس کے متعلق اپنی طرف سے کچھ کہوں، بلکہ میں نے کل جو کچھ بیان کیا تھا وہ سب اس کے اصلی سرچشمہ سے تھا اور سب کچھ حضرت حجت علیہ السلام سے سنا ہوا تھا"۔

مفوضہ کا نظریہ کیا ہے؟

الْفَزَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ:

وَجَّهَ قَوْمٌ مِنَ الْمُفَوِّضَةِ وَالْمُقَصِّرَةِ كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيَّ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، قَالَ كَامِلٌ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَسْأَلُهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتِي وَقَالَ بِمَقَالَتِي۔

قَالَ: فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام نَظَرْتُ إِلَى ثِيَابٍ بَيَاضٍ نَاعِمَةٍ عَلَيْهِ ۔ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: وَلِيُّ اللهِ وَحُجَّتُهُ يَلْبَسُ النَّاعِمَ مِنَ الثِّيَابِ.....

فَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ إِلَى بَابٍ عَلَيْهِ سِتْرٌ مُرْخًى ، فَجَاءَتِ الرِّيحُ فَكَشَفَتْ طَرَفَهُ ، فَإِذَا أَنَا بِفَتًى كَأَنَّهُ فِلْقَةُ قَمَرٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَرْبَعِ سِنِينَ أَوْ مِثْلِهَا ، فَقَالَ لِي: يَا كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ! فَاقْشَعْرَرْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَأُلْهِمْتُ أَنْ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا سَيِّدِي!

فَقَالَ: جِئْتَ إِلَى وَلِيِّ اللهِ وَحُجَّتِهِ وَبَابِهِ تَسْأَلُهُ هَلْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتَكَ وَقَالَ بِمَقَالَتِكَ؟

فَقُلْتُ: إِي وَاللهِ۔

.....ثُمَّ قَالَ: وَجِئْتَ تَسْأَلُهُ عَنْ مَقَالَةِ الْمُفَوِّضَةِ ، كَذَبُوا ،

بَلْ قُلُوْبُنَا أَوْعِيَةٌ لِمَشِيَّةِ اللهِ، فَاِذَا شَاءَ شِئْنَا وَاللهُ يَقُوْلُ:

﴿وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ﴾ (سورۂ انسان: آیہ ۳۰)

"محمد ابن احمد انصاری کہتے ہیں: مفوضہ ① ومقصرہ ② کی ایک جماعت نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ کامل کہتا ہے: میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں ان سے یوں سوال کروں گا: کیا وہ بہشت میں نہیں جائے گا کہ جس کا عقیدہ اور معرفت میرے عقیدے اور معرفت جیسی ہو؟

جب میں اپنے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ انھوں نے انتہائی خوب صورت لباس زیب تن کیا ہوا تھا میں نے اپنے آپ سے کہا کہ خدا کی حجت اور اس کا ولی سفید اور خوب صورت لباس زیب تن کرتا ہے۔۔۔

میں نے سلام کیا اور اس دروازے کے پاس بیٹھ گیا کہ جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اچانک ہوا کا جھونکا آیا اور وہ پردہ اُوپر اٹھا تو میں نے چاند جیسے ایک بچے کو دیکھا کہ جس کی عمر تقریباً چار سال تھی، اس نے مجھے مخاطب کیا اور فرمایا: اے کامل بن ابراہیم! یہ آواز سن کر میرے تن میں لرزہ طاری ہوا اور میری زبان سے بے اختیار نکلا: اے میرے آقا! لبیک۔

انھوں نے فرمایا: آپ ولی خدا، حجت خدا اور باب اللہ کے پاس آئے ہیں کہ ان سے پوچھیں: جس کا عقیدہ آپ کے عقیدے کے مخالف ہے، کیا وہ بہشت میں داخل ہوگا؟

---

① مفوضہ انھیں کہا جاتا ہے کہ جو معتقد ہیں کہ خدا نے تمام کام آئمہ علیہم السلام کے سپرد کر دیے ہیں۔

② مقصرہ وہ لوگ ہیں کہ جو آئمہ علیہم السلام کی معرفت اور ان کے مقام و مرتبہ کی شناخت کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ (ر۔ک: الھدایۃ الکبری، حسن بن حمدان حضینی: ص ۳۴۱)

میں نے عرض کیا: جی ہاں! خدا کی قسم۔

پھر فرمایا: کیا آپ مفوضہ کے عقیدے کے متعلق پوچھنے آئے ہیں؟ وہ جھوٹ بولتے ہیں، بلکہ ہمارے قلوب مشیت خدا کے لیے ظرف ہیں، جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں، خداوند متعال قرآن میں فرماتا ہے: "آپ تو صرف وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے"۔ ①

---

① اس خوب صورت حدیث کا مکمل متن اس جلد کی پانچویں فصل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے معجزات میں آئے گا۔

maablib.org

فصلِ دوم

نبوت اور پیغمبری کے بارے میں سوالات

maablib.org

مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے امر سے آگاہ کریں

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ النَّوْفَلِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى الْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ طَاهِرٍ الْقُمِّيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَحْرِ بْنِ سَهْلٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مَسْرُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقُمِّيِّ قَالَ:

قُلْتُ: فَأَخْبِرْنِي يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ! عَنْ أَمْرِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِنَبِيِّهِ مُوسَى علیہ السلام ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴾ (سورہ طٰہٰ: آیت ۱۲)

فَإِنَّ فُقَهَاءَ الْفَرِيقَيْنِ يَزْعُمُونَ أَنَّهَا كَانَتْ مِنْ إِهَابِ الْمَيْتَةِ۔

فَقَالَ علیہ السلام: مَنْ قَالَ ذٰلِكَ فَقَدِ افْتَرَىٰ عَلَىٰ مُوسَىٰ علیہ السلام وَاسْتَجْهَلَهُ فِي نُبُوَّتِهِ، لِأَنَّهُ مَا خَلَا الْأَمْرُ فِيهَا مِنْ خَطِيئَتَيْنِ:

إِمَّا أَنْ تَكُونَ صَلَاةُ مُوسَىٰ علیہ السلام فِيهَا جَائِزَةً۔

أَوْ غَيْرَ جَائِزَةٍ۔

فَإِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ جَائِزَةً جَازَ لَهُ لُبْسُهُمَا فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ إِذْ لَمْ تَكُنْ مُقَدَّسَةً وَ إِنْ كَانَتْ مُقَدَّسَةً مُطَهَّرَةً فَلَيْسَ بِأَقْدَسَ وَأَطْهَرَ مِنَ الصَّلَاةِ۔

وَ اِنْ كَانَتْ صَلَاتُهُ غَيْرَ جَائِزَةٍ فِيهِمَا فَقَدْ أَوْجَبَ عَلٰى مُوسٰى علیہ السلام أَنَّهُ لَمْ يَعْرِفِ الْحَلَالَ مِنَ الْحَرَامِ وَلَمْ يَعْلَمْ مَا جَازَ فِيهِ الصَّلَاةُ وَمَا تَجُزْ وَهٰذَا كُفْرٌ۔

قُلْتُ: فَأَخْبِرْنِي يَا مَوْلَايَ! عَنِ التَّأْوِيلِ فِيهِمَا۔

قَالَ: اِنَّ مُوسٰى علیہ السلام نَاجٰى رَبَّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ فَقَالَ: يَا رَبِّ! اِنِّي أَخْلَصْتُ لَكَ الْمَحَبَّةَ مِنِّي وَغَسَلْتُ قَلْبِي عَمَّنْ سِوَاكَ، وَكَانَ شَدِيدَ الْحُبِّ لِأَهْلِهِ۔

فَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: ﴿فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ﴾ أَيِ انْزِعْ حُبَّ أَهْلِكَ مِنْ قَلْبِكَ اِنْ كَانَتْ مَحَبَّتُكَ لِي خَالِصَةً وَقَلْبُكَ مِنَ الْمَيْلِ اِلٰى مَنْ سِوَايَ مَغْسُولًا (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۷۸)

"سعد بن عبد اللہ قمی ایک حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اس آیہ شریفہ کہ جس میں خداوند متعال نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: "آپ اپنے نعلین اُتار دیں کہ آپؑ طویٰ نام کی مقدس اور پاکیزہ وادی میں ہیں" سے کیا مراد ہے؟ کیوں کہ شیعہ وسنی فقہا یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نعلین مردار کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی بھی ایسا عقیدہ رکھتا ہے، اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائی اور انھیں ایک جاہل نبی سمجھا ہے؛ کیوں کہ یہ مطلب دو حال سے خالی نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے وہ نعلین پہن کر نماز پڑھنی جائز تھی یا جائز نہیں تھی؟

اگر نماز پڑھنا جائز تھی تو اس مقدس سرزمین پر بھی ان کے لیے نعلین پہننا جائز تھا کیوں کہ وہ سرزمین جس قدر بھی مقدس اور پاکیزہ ہو نماز سے زیادہ مقدس تر اور پاک تر نہیں ہے۔

اور اگر ان جوتوں کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اشکال ہوتا ہے کہ وہ خدا کے حلال و حرام سے آگاہ نہیں تھے جب کہ پیغمبرؑ خدا کی طرف ایسی نسبت دینا کفر ہے۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! اس کی تاویل کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جناب موسیٰ علیہ السلام نے اس بیابان میں خدا سے مناجات کیں اور عرض کیا: اے پالنے والے! میں نے اپنی محبت کو تیرے لیے خالص کر دیا ہے اور تیرے سوا باقی سب کو دل سے نکال دیا ہے، درحالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی اہلیہ سے شدید محبت تھی۔

خداوند متعال نے فرمایا: "اپنے نعلین اُتار دے"۔

یعنی اگر تمھاری دوستی میرے ساتھ خالص ہے اور آپ نے اپنے دل سے سب کو نکال دیا ہے تو اپنی اہلیہ کی محبت کو بھی اپنے دل سے نکال دے!"

خدا نے حضرت زکریا کو کن حروف کی غیبی اخبار سے آگاہ کیا؟

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ النَّوْفَلِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى الْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ طَاهِرٍ الْقُمِّيِّ مُحَمَّدِ بْنِ بَحْرِ بْنِ سَهْلٍ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مَسْرُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقُمِّيِّ قَالَ.....

قُلْتُ: فَأَخْبِرْنِي يَابْنَ رَسُولِ اللهِ! عَنْ تَأْوِيلِ كهيعص۔

قَالَ: هَذِهِ الْحُرُوفُ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ أَطْلَعَ اللهُ عَلَيْهَا عَبْدَهُ زَكَرِيَّا عليه السلام، ثُمَّ قَصَّهَا عَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله وسلم، وَذٰلِكَ أَنَّ زَكَرِيَّا عليه السلام سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يُعَلِّمَهُ أَسْمَاءَ الْخَمْسَةِ۔

فَأَهْبَطَ عَلَيْهِ جِبْرَئِيلَ عليه السلام فَعَلَّمَهُ إِيَّاهَا، فَكَانَ زَكَرِيَّا إِذَا ذَكَرَ مُحَمَّدًا وَعَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ عليهم السلام سُرِّيَ عَنْهُ هَمُّهُ وَانْجَلَى كَرْبُهُ، وَإِذَا ذَكَرَ اسْمَ الْحُسَيْنِ عليه السلام خَنَقَتْهُ الْعَبْرَةُ وَوَقَعَتْ عَلَيْهِ الْبُهْرَةُ۔

فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ:

إِلٰهِي! مَا بَالِي إِذَا ذَكَرْتُ أَرْبَعًا مِنْهُمْ تَسَلَّيْتُ بِأَسْمَائِهِمْ مِنْ هُمُومِي وَإِذَا ذَكَرْتُ الْحُسَيْنَ عليه السلام تَدْمَعُ عَيْنِي وَتَثُورُ زَفْرَتِي۔

فَأَنْبَأَهُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَنْ قِصَّتِهِ وَقَالَ: كهيعص:

فَالْكَافُ اسْمُ كَرْبَلَاءَ،

وَالْهَاءُ هَلَاكُ الْعِتْرَةِ،

وَالْيَاءُ يَزِيدُ وَهُوَ ظَالِمُ الْحُسَيْنِ عليه السلام،

وَالْعَيْنُ عَطَشُهُ، وَالصَّادُ صَبْرُهُ۔

فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ زَكَرِيَّا عليه السلام لَمْ يُفَارِقْ مَسْجِدَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَمَنَعَ فِيهَا النَّاسَ مِنَ الدُّخُولِ عَلَيْهِ وَأَقْبَلَ عَلَى الْبُكَاءِ وَالنَّحِيبِ، وَكَانَتْ نُدْبَتُهُ۔

اِلٰهِی! أَتُفَجِّعُ خَيْرَ خَلْقِكَ بِوَلَدِهِ؟ أَتُنْزِلُ بَلْوَى هٰذِهِ الرَّزِيَّةِ بِفِنَائِهِ؟

اِلٰهِی! أَتُلْبِسُ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ علیہما السلام ثِيَابَ هٰذِهِ الْمُصِيبَةِ۔

اِلٰهِی! أَتُحِلُّ كُرْبَةَ هٰذِهِ الْفَجِيعَةِ بِسَاحَتِهِمَا۔

ثُمَّ كَانَ يَقُولُ: اِلٰهِی! ارْزُقْنِي وَلَدًا تَقَرُّ بِهِ عَيْنِي عَلَى الْكِبَرِ وَاجْعَلْهُ وَارِثًا وَصِيًّا وَاجْعَلْ مَحَلَّهُ مَحَلَّ الْحُسَيْنِ، فَإِذَا رَزَقْتَنِيهِ فَافْتِنِّي بِحُبِّهِ، ثُمَّ أَفْجِعْنِي بِهِ كَمَا تُفَجِّعُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ حَبِيبَكَ بِوَلَدِهِ۔

فَرَزَقَهُ اللهُ يَحْيٰى علیہ السلام وَفَجَّعَهُ بِهِ، وَكَانَ حَمْلُ يَحْيٰى سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَحَمْلُ الْحُسَيْنِ علیہ السلام كَذٰلِكَ وَلَهُ قِصَّةٌ طَوِيلَةٌ۔

(بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۷۸)

سعد بن عبداللہ قمی ایک حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! "کھیعص" کی تاویل کیا ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ حروف ان غیبی اخبار میں سے ہیں کہ جن سے خداوند متعال نے اپنے بندے حضرت زکریا علیہ السلام کو آگاہ کیا؛ پھر اس قصے کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بھی بیان فرمایا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے خداوند کی بارگاہ میں التماس کی کہ وہ انھیں اسمائے خمسہ (پنجتن پاک کے اسمائے گرامی) کی تعلیم دے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انھیں وہ اسماء تعلیم دیئے۔ اس دن سے جب بھی جناب زکریا علیہ السلام محمد، علی، فاطمہ اور حسن علیہم السلام کے اسمائے گرامی زبان پر لاتے تو خوش حال ہو جاتے اور ان کا غم واندوہ برطرف ہو جاتا لیکن جب حسین علیہ السلام

کا نام زبان پر لاتے تو اس قدر گریہ کرتے کہ آنسوؤں سے ان کا گلا بند ہو جاتا اور سانس ٹوٹ جاتی۔ ایک دن انھوں نے التجا کی: خداوندا! جب میں اُن چار کا نام لیتا ہوں تو مجھے کیوں غم واندوہ سے تسکین ملتی ہے لیکن جب حسین علیہ السلام کا نام لیتا ہوں تو میری آنکھوں سے اشک جاری ہو جاتے ہیں اور میرے دل سے آہ نکلتی ہے؟

خداوند متعال نے انھیں حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ سے آگاہ کیا اور فرمایا: ''کھیعص''۔

''کاف'' کربلا کا نام ہے،

''ھا'' سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت کی شہادت مراد ہے،

''یا'' یزید پلید کہ جو امام حسین علیہ السلام پر ظلم کرے گا،

''عین'' امام حسینؑ کی عطش اور ''صاد'' امام حسین علیہ السلام کا صبر و تحمل ہے۔

جس وقت جناب زکریا علیہ السلام نے یہ واقعہ سنا تو تین دن تک اپنی مسجد سے باہر نہیں نکلے اور لوگوں کو بھی اپنے پاس آنے سے منع کر دیا تھا، وہ ان تین دنوں میں مسلسل گریہ وزاری کرتے رہے اور اس حال میں کہتے رہے: اے میرے معبود! کیا اپنی بہترین مخلوق کو ان کے فرزند کے غم میں مبتلا کرے گا؟ کیا یہ جان گداز واقعہ ان پر نازل کرے گا؟

اے میرے معبود! کیا اس غم واندوہ کا لباس علی وزہرا علیہما السلام کو پہنائے گا؟ کیا اس مصیبت کا غم واندوہ ان کے دل میں ڈالے گا؟

اس کے بعد کہا: اے میرے معبود! مجھے بیٹا عطا کر کہ اس بڑھاپے میں میری آنکھیں اس کی وجہ سے روشن ہوں، اسے میرا جانشین اور وارث قرار دے اور اسے میرے لیے حسین علیہ السلام کی جگہ پر قرار دے، جب مجھے وہ عطا کرے تو مجھے اس کی

محبت میں دیوانہ بنا دے، پھر مجھے اس کی موت کے دکھ میں مبتلا کر کہ جس طرح سے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بیٹے کی موت سے سوگوار کرو گے!

اس دعا کے بعد خداوند متعال نے حضرت زکریا علیہ السلام کو جناب یحییٰ علیہ السلام عطا فرمایا اور انھیں ان کی موت سے عزادار کیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حمل کی مدت بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے مانند چھے ماہ تھی اور یہ خود ایک طویل داستان ہے"۔

maablib.org

فصلِ سوم

امامت و ولایت کے بارے میں سوالات

آپ کو میرے آقا بلا رہے ہیں

أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَابَانَ الدِّهْقَانِ عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ دَاوُدَ بْنِ غَسَّانَ الْبَحْرَانِيِّ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى أَبِي سَهْلٍ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيِّ النَّوْبَخْتِيِّ قَالَ:

.... دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام فِي الْمَرْضَةِ الَّتِي مَاتَ فِيهَا، وَأَنَا عِنْدَهُ إِذْ قَالَ لِخَادِمِهِ عَقِيدٍ وَكَانَ الْخَادِمُ أَسْوَدَ نُوبِيًّا قَدْ خَدَمَ مِنْ قَبْلِهِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ رَبَّى الْحَسَنَ عليه السلام۔

فَقَالَ لَهُ: يَا عَقِيدُ! أَغْلِ لِي مَاءً بِمُصْطَكَى۔

فَأَغْلَى لَهُ ثُمَّ جَاءَتْ بِهِ صَقِيلُ الْجَارِيَةُ أُمُّ الْخَلَفِ عليه السلام صَارَ الْقَدَحُ فِي يَدَيْهِ وَهَمَّ بِشُرْبِهِ فَجَعَلَتْ يَدُهُ تَرْتَعِدُ حَتَّى ضَرَبَ الْقَدَحُ ثَنَايَا الْحَسَنِ عليه السلام فَتَرَكَهُ مِنْ يَدِهِ وَقَالَ لِعَقِيدٍ: ادْخُلِ الْبَيْتَ، فَإِنَّكَ تَرَى صَبِيًّا سَاجِدًا فَأْتِنِي بِهِ۔

قَالَ أَبُو سَهْلٍ: قَالَ عَقِيدٌ: فَدَخَلْتُ أَتَحَرَّى، فَإِذَا أَنَا بِصَبِيٍّ سَاجِدٍ رَافِعٍ سَبَّابَتَهُ نَحْوَ السَّمَاءِ۔ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَوْجَزَ فِي صَلَاتِهِ۔

فَقُلْتُ: إِنَّ سَيِّدِي يَأْمُرُكَ بِالْخُرُوجِ إِلَيْهِ!

إِذْ جَاءَتْ أُمُّهُ صَقِيلُ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ وَأَخْرَجَتْهُ إِلَى أَبِيهِ الْحَسَنِ عليه السلام۔

قَالَ أَبُو سَهْلٍ: فَلَمَّا مَثُلَ الصَّبِيُّ بَيْنَ يَدَيْهِ سَلَّمَ، وَإِذَا هُوَ دُرِّيُّ اللَّوْنِ وَفِي شَعْرِ رَأْسِهِ قَطَطٌ مُفَلَّجُ الْأَسْنَانِ فَلَمَّا رَآهُ الْحَسَنُ عليه السلام بَكَى وَقَالَ: يَا سَيِّدَ أَهْلِ بَيْتِهِ! اِسْقِنِي الْمَاءَ مَا إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي!

وَأَخَذَ الصَّبِيُّ الْقَدَحَ الْمَغْلِيَّ بِالْمُصْطَكَى بِيَدِهِ، ثُمَّ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ، ثُمَّ سَقَاهُ، فَلَمَّا شَرِبَهُ قَالَ: هَيِّئُونِي لِلصَّلَاةِ۔

فَطُرِحَ فِي حَجْرِهِ مِنْدِيلٌ، فَوَضَّأَهُ الصَّبِيُّ وَاحِدَةً، وَاحِدَةً وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِهِ وَقَدَمَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام:

أَبْشِرْ يَا بُنَيَّ! فَأَنْتَ صَاحِبُ الزَّمَانِ! وَأَنْتَ الْمَهْدِيُّ، وَأَنْتَ حُجَّةُ اللهِ عَلَى أَرْضِهِ، وَأَنْتَ وَلَدِي وَوَصِيِّي، وَأَنَا وَلَدْتُكَ، وَأَنْتَ ﴿م ح م د﴾ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَلَدَكَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وَأَنْتَ خَاتَمُ الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ، وَبَشَّرَ بِكَ رَسُولُ اللهِ وَسَمَّاكَ وَكَنَّاكَ، بِذٰلِكَ عَهِدَ إِلَيَّ أَبِي عَنْ آبَائِكَ الطَّاهِرِينَ صَلَّى اللهُ عَلَى أَهْلِ الْبَيْتِ رَبُّنَا إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

وَمَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ مِنْ وَقْتِهِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِيْنَ۔ (الغیبۃ شیخ طوسی: ص ۲۷۲ و ۲۷۳، بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۶)

اسماعیل بن علی نوبختی کہتے ہیں: جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام بستر شہادت پر تھے تو میں ان بزرگوار کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ انھوں نے اپنے خادم عقید [1] سے فرمایا: اے عقید! میرے لیے مصطکی [2] کا جوشاندہ تیار کرو۔ وہ جوشاندہ بنانے میں مصروف ہو گیا، اس دوران حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی زوجہ اور امام زمان علیہ السلام کی والدہ صیقل بھی تشریف لائیں، خادم نے جوشاندے کا پیالہ آں حضرتؑ کی خدمت میں پیش کیا تو انھوں نے اسے پینے کی کوشش فرمائی لیکن ان کے دست مبارک اس قدر لرز رہے تھے کہ وہ برتن آپؑ کے مبارک دانتوں سے ٹکرانے لگا، امام علیہ السلام نے اس برتن کو ایک طرف رکھ دیا اور عقید سے فرمایا: اس کمرے میں جاؤ! وہاں پر ایک بچے کو حالت سجدہ میں دیکھو گے، اسے میرے پاس لے آؤ۔

عقید کہتا ہے: جب میں کمرے میں داخل ہوا تو وہاں پر ایک بچے کو سجدے کی حالت میں دیکھا کہ جنھوں نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی ہوئی ہے۔

میں نے سلام کیا، انھوں نے اپنی نماز مختصر کی۔ میں نے عرض کیا: آپؑ کو میرے آقا بلا رہے ہیں۔ اس دوران ان کی والدہ گرامی بھی داخل ہوئیں، انھیں

---

[1] عقید سرزمین نوبہ کے رہنے والے ایک سیاہ غلام تھے کہ جو حضرت امام ہادی علیہ السلام کے خادم تھے، وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے خدمت گار بھی تھے۔

[2] ایک زرد رنگ کا مشہور گوند جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے۔

ساتھ لیا اور اکٹھے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

جب وہ بچے کو امامؑ کی خدمت میں لائے تو میں نے ان کے حُسن کا غور سے مشاہدہ کیا، ان کا چہرہ مروارید کی طرح سفید تھا، ان کے بال چھوٹے، گھونگریالے اور دانتوں کے درمیان فاصلہ تھا۔

جس وقت حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی نگاہیں ان پر پڑیں تو آپؑ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: اے اپنے اہل بیت کے سیّد و سردار! میری مدد کریں تاکہ میں یہ پانی پی سکوں، میں اپنے پروردگار کی طرف جلدی جانے والا ہوں۔ بچے نے مصطکی کا برتن اُٹھایا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے ہونٹوں پر لگایا اور انھوں نے اسے پیا۔

جب امام علیہ السلام جوشاندہ پی چکے تو فرمایا: مجھے نماز کے لیے تیار کریں! اس بچے نے امامؑ کے دامن میں ایک رومال بچھایا، امامؑ نے وضو اور مسح کیا، اس کے بعد امام حسن عسکری علیہ السلام نے اس بچے کی طرف رُخ کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے لال! میں آپؑ کو خوش خبری دے رہا ہوں کہ بے شک آپؑ صاحب الزمان ہیں، آپؑ وہی "مہدی" ہیں، آپؑ زمین پر خدا کی حجت اور میرے بیٹے اور جانشین ہو، آپؑ مجھ سے پیدا ہوئے ہیں، آپؑ کا نام "م ح م د" بن حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام ہے۔

آپؑ رسولِ خدا اور خاتم آئمۂ طاہرینؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ رسولِ خدا نے آپؑ کے ظہور کی خوش خبری دی ہے، انھوں نے ہی آپؑ کا نام رکھا ہے اور آپؑ کو کنیت عطا فرمائی ہے، میرے والد گرامی نے مجھ سے بھی اسی طرح کا عہد لیا ہے جیسا کہ انھوں نے خود اپنے پاکیزہ آباء واجداد سے اسے میراث میں لیا ہے، اہل بیتؑ پر خداوند حمید و مجید کا درود و سلام ہو"۔

امام حسن عسکری علیہ السلام یہ گفتگو فرمانے کے بعد دنیا سے چل بسے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کا جانشین کون ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْقَارِبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بِلَالٍ عَنِ الْأَزْهَرِيِّ مَسْرُورِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ:

أَتَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ غَانِمَ بْنَ سَعِيدٍ الْهِنْدِيَّ بِالْكُوفَةِ فَجَلَسْتُ، فَلَمَّا طَالَتْ مُجَالَسَتِي إِيَّاهُ سَأَلْتُهُ عَنْ حَالِهِ وَقَدْ كَانَ وَقَعَ إِلَيَّ شَيْءٌ مِنْ خَبَرِهِ۔

فَقَالَ: كُنْتُ مِنْ بَلَدِ الْهِنْدِ بِمَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا: قِشْمِيرُ الدَّاخِلَةُ وَنَحْنُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا۔

وَحَدَّثَنَا أَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَلَّانٍ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ قَيْسٍ عَنْ غَانِمِ بْنِ سَعِيدٍ الْهِنْدِيِّ قَالَ عَلَّانٌ: وَحَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنْ غَانِمٍ قَالَ:

كُنْتُ أَكُونُ مَعَ مَلِكِ الْهِنْدِ فِي قِشْمِيرَ الدَّاخِلَةِ وَنَحْنُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا نَقْعُدُ حَوْلَ كُرْسِيِّ الْمَلِكِ قَدْ قَرَأْنَا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَيَفْزَعُ إِلَيْنَا فِي الْعِلْمِ۔

فَتَذَاكَرْنَا يَوْمًا مُحَمَّدًا صلی الله علیه وآله وسلم وَقُلْنَا: نَجِدُهُ فِي كُتُبِنَا، فَاتَّفَقْنَا عَلَى أَنْ أَخْرُجَ فِي طَلَبِهِ وَأَبْحَثَ عَنْهُ۔

فَخَرَجْتُ وَمَعِي مَالٌ ـ فَقَطَعَ عَلَيَّ التُّرْكُ وَسَلَّحُونِي ، فَوَقَعْتُ إِلَى كَابُلَ وَخَرَجْتُ مِنْ كَابُلَ إِلَى بَلْخٍ وَالْأَمِيرُ بِهَا ابْنُ أَبِي شُورٍ شَمُونٍ، فَأَتَيْتُهُ وَعَرَّفْتُهُ مَاخَرَجْتُ لَهُ ـ فَجَمَعَ الْفُقَهَاءَ وَالْعُلَمَاءَ لِمُنَاظَرَتِي ، فَسَأَلْتُهُمْ عَنْ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَقَالُوا: هُوَ نَبِيُّنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَقَدْ مَاتَ۔

فَقُلْتُ: انْسُبُوهُ لِي۔

فَنَسَبُوهُ إِلَى قُرَيْشٍ۔

فَقُلْتُ: لَيْسَ هٰذَا بِشَيْءٍ وَمَنْ كَانَ خَلِيفَتَهُ۔

قَالُوا: أَبُوبَكْرٍ۔

فَقُلْتُ: إِنَّ الَّذِي نَجِدُهُ فِي كُتُبِنَا خَلِيفَتُهُ ابْنُ عَمِّهِ وَزَوْجُ ابْنَتِهِ وَأَبُو وُلْدِهِ ـ فَقَالُوا لِلْأَمِيرِ: إِنَّ هٰذَا قَدْ خَرَجَ مِنَ الشِّرْكِ إِلَى الْكُفْرِ فَمُرْ بِضَرْبِ عُنُقِهِ۔

فَقُلْتُ لَهُمْ: أَنَا مُتَمَسِّكٌ بِدِينٍ لَا أَدَعُهُ إِلَّا بِبَيَانٍ۔

فَدَعَا الْأَمِيرُ الْحُسَيْنَ بْنَ إِشْكِيبَ وَقَالَ لَهُ: يَاحُسَيْنُ! نَاظِرِ الرَّجُلَ!

فَقَالَ: الْعُلَمَاءُ وَالْفُقَهَاءُ حَوْلَكَ فَمُرْهُمْ بِمُنَاظَرَتِهِ۔

فَقَالَ لَهُ نَاظِرْهُ: كَمَا أَقُولُ لَكَ وَاخْلُ بِهِ وَالْطُفْ لَهُ۔

فَقَالَ: فَخَلَا بِي الْحُسَيْنُ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

فَقَالَ: هُوَ كَمَا قَالُوهُ لَكَ غَيْرَ أَنَّ خَلِيفَتَهُ ابْنُ عَمِّهِ عَلِيُّ بْنُ

أَبِي طَالِبٍ عليه السلام وَهُوَ زَوْجُ ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ وَأَبُوا وُلْدِهِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عليهما السلام.

فَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللهِ.

وَصِرْتُ إِلَى الْأَمِيْرِ، فَأَسْلَمْتُ، فَمَضَى بِي إِلَى الْحُسَيْنِ فَفَقَّهَنِي، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّا نَجِدُ فِي كُتُبِنَا أَنَّهُ لَا يَمْضِي خَلِيْفَةٌ إِلَّا عَنْ خَلِيْفَةٍ فَمَنْ كَانَ خَلِيْفَةَ عَلِيٍّ عليه السلام؟

قَالَ: الْحَسَنُ عليه السلام، ثُمَّ الْحُسَيْنُ عليه السلام، ثُمَّ سَمَّى الْأَئِمَّةَ حَتّٰى بَلَغَ إِلَى الْحَسَنِ عليه السلام، ثُمَّ قَالَ لِي: تَحْتَاجُ أَنْ تَطْلُبَ خَلِيْفَةَ الْحَسَنِ عليه السلام، وَتَسْأَلَ عَنْهُ فَخَرَجْتُ فِي الطَّلَبِ.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: وَوَافَى مَعَنَا بَغْدَادَ فَذَكَرَ لَنَا أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ رَفِيْقٌ قَدْ صَحِبَهُ عَلَى هٰذَا الْأَمْرِ، فَكَرِهَ بَعْضَ أَخْلَاقِهِ فَفَارَقَهُ.

قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا يَوْمًا وَقَدْ مَشَيْتُ فِي الصَّرَاةِ وَأَنَا مُفَكِّرٌ فِيْمَا خَرَجْتُ لَهُ، إِذْ أَتَانِي آتٍ فَقَالَ لِي: أَجِبْ مَوْلَاكَ!

فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَرِقُ بِي الْمَحَالَ حَتّٰى أَدْخَلَنِي دَارًا وَبُسْتَانًا وَإِذَا بِمَوْلَايَ عليه السلام جَالِسٌ. فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ كَلَّمَنِي بِالْهِنْدِيَّةِ وَسَلَّمَ عَلَيَّ وَأَخْبَرَنِي بِاسْمِي وَسَأَلَنِي عَنِ الْأَرْبَعِيْنَ رَجُلًا بِأَسْمَائِهِمْ عَنِ اسْمِ رَجُلٍ رَجُلٍ.

ثُمَّ قَالَ لِي: تُرِيْدُ الْحَجَّ مَعَ أَهْلِ قُمَّ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ؟ فَلَا تَحُجَّ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ وَانْصَرِفْ إِلَى خُرَاسَانَ وَحُجَّ مِنْ قَابِلٍ.

قَالَ: وَرَمَی إِلَیَّ بِصُرَّةٍ وَقَالَ: اجْعَلْ هٰذِهٖ فِي نَفَقَتِكَ وَلَا تَدْخُلْ فِي بَغْدَادَ دَارَ أَحَدٍ وَلَا تُخْبِرْ بِشَيْءٍ مِمَّا رَأَيْتَ۔

قَالَ مُحَمَّدٌ: فَانْصَرَفْتُ مِنَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ يُقْضَ لَنَا الْحَجُّ وَخَرَجَ غَانِمٌ إِلَى خُرَاسَانَ وَانْصَرَفَ مِنْ قَابِلٍ حَاجًّا، فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِأَلْطَافٍ وَلَمْ يَدْخُلْ قُمَّ وَحَجَّ وَانْصَرَفَ إِلَى خُرَاسَانَ، فَمَاتَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ الْكَابُلِيِّ:

وَقَدْ كُنْتُ رَأَيْتُهُ عِنْدَ أَبِي سَعِيْدٍ فَذَكَرَ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْ كَابُلَ مُرْتَادًا وَطَالِبًا وَأَنَّهُ وَجَدَ صِحَّةَ هٰذَا الدِّيْنِ فِي الْإِنْجِيْلِ وَبِهِ اهْتَدَى۔

فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ بِنَيْسَابُورَ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدْ وَصَلَ فَتَرَصَّدْتُ لَهُ حَتّٰی لَقِيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ خَبَرِهٖ۔

فَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَزَلْ فِي الطَّلَبِ وَأَنَّهُ أَقَامَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ لَا يَذْكُرُهُ لِأَحَدٍ إِلَّا زَجَرَهُ، فَلَقِيَ شَيْخًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَهُوَ يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُرَيْضِيُّ۔

فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الَّذِي تَطْلُبُهُ بِصَرْيَاءَ۔

قَالَ: فَقَصَدْتُ صَرْيَاءَ، وَجِئْتُ إِلَى دِهْلِيْزٍ مَرْشُوشٍ وَطَرَحْتُ نَفْسِي عَلَى الدُّكَّانِ، فَخَرَجَ إِلَيَّ غُلَامٌ أَسْوَدُ فَزَجَرَنِي وَانْتَهَرَنِي وَقَالَ: قُمْ مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ وَانْصَرِفْ!

فَقُلْتُ: لَا أَفْعَلُ۔

فَدَخَلَ الدَّارَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ وَقَالَ: ادْخُلْ۔

فَدَخَلْتُ فَإِذَا مَوْلَايَ علیہ السلام قَاعِدٌ وَسَطَ الدَّارِ ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ سَمَّانِي بِاسْمٍ لَمْ يَعْرِفْهُ أَحَدٌ إِلَّا أَهْلِي بِكَابُلَ وَأَخْبَرَنِي بِأَشْيَاءَ۔

فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ نَفَقَتِي ذَهَبَتْ فَمُرْ لِي بِنَفَقَةٍ!

فَقَالَ لِي: أَمَا إِنَّهَا سَتَذْهَبُ بِكَذِبِكَ۔

وَأَعْطَانِي نَفَقَةً فَضَاعَ مِنِّي مَا كَانَ مَعِي وَسَلِمَ مَا أَعْطَانِي۔

ثُمَّ انْصَرَفْتُ السَّنَةَ الثَّانِيَةَ فَلَمْ أَجِدْ فِي الدَّارِ أَحَدًا!

(کمال الدین: ص ۴۳۸، الخرائج والجرائح: ج ۳، ص ۱۰۹۶،
بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۲۷)

ابو سعید غانم ہندی کہتے ہیں: میں ہندوستان کے کشمیر کا رہنے والا ہوں، ہم چالیس افراد بادشاہِ ہند کے خدمت گار تھے، ہم تمام نے توریت، انجیل اور زبور پڑھی ہوئی تھی اس وجہ سے ہم اس کے مشیر شمار ہوتے تھے۔

ایک دن بادشاہ نے ہم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھا، ہم نے کہا: اس پیغمبر کا نام ہماری کتابوں میں موجود ہے، چوں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روبرو ملاقات کرنے کے لیے فیصلہ یہ کیا گیا کہ میں انھیں تلاش کرنے کے لیے سفر کا بندوبست کروں۔ اس کام کے لیے میں نے اپنے ہمراہ کافی مقدار میں پیسے رکھے اور سفر پر روانہ ہو گیا، دوران سفر ترکوں کے ایک گروہ نے مجھے لوٹ لیا، میں اسی حالت میں کابل پہنچا اور وہاں سے بلخ کی طرف روانہ ہوا۔

جب میں بلخ پہنچا تو اس شہر کے امیر کے پاس گیا، بلخ کے امیر ابن ابی شور

سے کہ جس کا نام داؤد بن عباس بن ابی اسود تھا۔ میں نے اسے اپنا تعارف کروایا اور اپنے سفر کی وجہ بیان کی۔

اس نے میرے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے تمام علماء وفقہاء کو اکٹھا کیا، میں نے ان سے پوچھا: محمد کون ہیں؟

انھوں نے کہا: وہ ہمارے پیغمبر محمدؐ بن عبداللہ ہیں کہ جو رحلت فرما گئے ہیں۔

میں نے کہا: ان کا کس خاندان سے تعلق ہے؟

انھوں نے کہا: قریش سے۔

میں نے کہا: یہ اہم نہیں ہے، ان کا جانشین کون ہے؟

انھوں نے کہا: حضرت ابوبکر۔

میں نے کہا: ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ ان کا جانشین ان کا چچا زاد، ان کا داماد اور ان کی اولاد کا باپ ہے۔ انھوں نے کہا: اے امیر! یہ شخص شرک سے کفر تک پہنچ چکا ہے لہٰذا اس کی گردن اڑا دی جائے۔ میں نے کہا: میں نے ایسے دین سے تمسک کیا ہے کہ واضح ہونے تک میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد امیر نے ایک شخص حسین بن شکیب کو بلایا اور کہا: اے حسین! اس شخص سے مناظرہ کرو! حسین نے کہا: آپ کے اردگرد بہت سارے علماء وفقہاء موجود ہیں انھیں اس کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے بھیجیں۔ امیر نے کہا: میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اس کے ساتھ مناظرہ کرو اور اس کے ساتھ دوستی اور محبت سے پیش آؤ۔ اس کے بعد حسین مجھے ایک گوشے میں لے گیا۔ میں نے اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال کیا۔ اس نے کہا: جیسا کہ آپ کو بتایا گیا، وہ ہمارے پیغمبر ہیں، سوائے اس کے کہ ان کے جانشین برحق ان کے چچا زاد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں کہ جو ان کی بیٹی

فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شوہر اور ان کے دو بیٹوں حسن و حسین علیہما السلام کے باپ ہیں۔

میں نے اسی وقت شہادتین کا اقرار کیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے بعد میں امیر کے پاس گیا اور اسلام قبول کر لیا، اس نے مجھے حسین کے حوالے کر دیا تا کہ میں ان سے دین کی تعلیمات سیکھوں۔

ایک دن میں نے حسین سے کہا: ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ کوئی بھی جانشین اس وقت تک دنیا سے رحلت نہیں کرتا جب تک وہ اپنا جانشین معین نہ کر دے، علی علیہ السلام کے بعد خلیفہ کون تھے؟

اس نے کہا: حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام اس کے بعد ایک ایک کر کے تمام آئمہ علیہم السلام کے اسماء ذکر کرتے ہوئے امام حسن عسکری علیہ السلام تک پہنچا۔ اس کے بعد کہا: ان کے بعد آنے والے جانشین اور خلیفہ کو جاننے اور ان کی شناخت کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آپ خود جستجو کریں۔

میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا جانشین معلوم کرنے کے لیے بلخ سے نکلا۔

محمد بن محمد کہتے ہیں: وہ ہمارے ہمراہ بغداد میں داخل ہوا اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں ایک عرصے تک ایک ایسے شخص کے ہمراہ رہا ہوں کہ جس کا دعویٰ یہ تھا وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کی تلاش میں ہے، لیکن اس کے بعض نامناسب اخلاق کی وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔

ابوسعید اپنی گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں: ایک دن میں دریائے فرات سے نکلنے والی نہر "صرات" کے کنارے کھڑا ہوا اپنے ہدف کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ جس کے لیے میں نے یہ سفر کیا ہے۔ اچانک ایک شخص آیا اور اس نے

مجھ سے کہا: اپنے مولا کو جواب دیں (یعنی ان کی خدمت میں جائیں)۔

میں اس شخص کے ہمراہ ایک گھر میں داخل ہوا کہ اس میں متعدد کمرے اور باغیچے تھے، میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام تشریف فرما ہیں۔

جب ان کی نگاہ مبارک مجھ پر پڑی تو انھوں نے ہندی زبان میں میرے ساتھ گفتگو فرمائی، مجھے سلام کیا، مجھے میرا نام لے کر بلایا اور مجھ سے ان چالیس افراد کہ جو بادشاہ ہند کے مشیر تھے، کے بارے میں ہر ایک کا نام لے کر پوچھا۔

اس کے بعد مجھ سے فرمایا: کیا آپ اس سال اہل قم کے ہمراہ حج سے مشرف ہونا چاہتے ہو؟ اس سال مت جاؤ، یہاں سے خراسان واپس چلے جاؤ اور اگلے سال حج سے مشرف ہونا۔

اس کے بعد اشرفیوں کی ایک تھیلی مجھے دی اور فرمایا: اسے اپنا زادِراہ قرار دو اور بغداد میں کسی کے گھر مت جانا اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے کسی کو نہ بتانا۔

محمد کہتے ہیں: ہم اسی سال عقبہ سے واپس لوٹ آئے تھے اور ہمیں حج نصیب نہیں ہوا تھا جبکہ غانم خراسان کی طرف لوٹ گیا تھا اور اگلے سال حج سے مشرف ہوا تھا، اس نے ہمارے لیے ہدیہ جات بھیجے، وہ قم میں داخل نہیں ہوا، لیکن حج سے مشرف سے مشرف ہوا اور اعمال حج بجالائے، خراسان واپس لوٹ آیا اور وہاں پر ہی دنیا سے چل بسا، اللہ اس پر رحمت کرے۔

یہ روایت محمد بن شاذان، کابلی سے یوں نقل کرتے ہیں کہ میں نے انھیں ابوسعید ہندی کے پاس دیکھا تھا، اس نے کہا: میں کابل سے امام کی جستجو میں شک وتردید کی صورت میں نکلا ہوں۔ انھوں نے اس دین کے درست ہونے سے متعلق انجیل میں پڑھا ہوا تھا لہٰذا وہ ہدایت پاگئے۔

محمد بن شاذان نے نیشاپور میں مجھے بتایا: مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ اس علاقے میں پہنچ گئے ہیں، میں اس کوشش میں تھا کہ ان کی زیارت کروں، جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: اس طرح سے ہے کہ میں امام کی جستجو میں تھا کہ مدینہ میں داخل ہوا، ایک مدت تک وہاں پر رہا، میں نے جس سے بھی پوچھا، اس نے مجھے اس بارے میں جستجو کرنے سے منع کیا، لیکن ایک دن میری ملاقات بنی ہاشم کے ایک بوڑھے شخص سے ہوئی کہ جس کا نام یحییٰ بن محمد عریضی تھا؛ اس نے کہا: آپ جس کی تلاش میں ہیں وہ "صریا" میں ہیں۔

میں وہاں سے "صریاء" چلا گیا۔ میں ایک صاف ستھری دہلیز کے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سیاہ غلام باہر نکلا، اس نے کہا: اندر آجاؤ۔ میں گھر میں داخل ہوا اور دیکھا کہ میرے مولا صحن کے وسط میں تشریف فرما ہیں۔ انھوں نے جب مجھے دیکھا تو مجھے وہ نام لے کر مخاطب کیا کہ جو کابل میں میرے سوا کوئی بھی نہیں جانتا تھا نیز کچھ اور مطالب بھی ارشاد فرمائے۔

میں نے عرض کیا: میرے سفر کے اخراجات ختم ہو چکے ہیں لہٰذا مجھے کچھ اخراجات مراحمت فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ جان لو کہ اسی جھوٹ کی وجہ سے بہت جلد اپنے تمام اُموال ہاتھ سے کھو بیٹھو گے۔ اس کے باوجود آپؑ نے مجھے ایک تھیلی عطا کی کہ اس میں کچھ مقدار پیسے تھے۔

میں حضرت کی خدمت سے رخصت ہوا، زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ میرے پاس پہلے سے جو کچھ تھا وہ ضائع ہو گیا اور فقط وہی باقی بچا جو حضرت نے مجھے عطا کیا تھا۔ پھر وہاں سے خراسان چلا گیا، اگلے سال دوبارہ جب اس گھر میں گیا تو وہاں پر

کسی کو بھی نہیں دیکھا"۔

کوشش کرنے والا ڈھونڈ لیتا ہے

حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَمَّارُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِسْحَاقَ الأُسْرُوشَنِي رحمه الله قَالَ:

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ الْخَضِرِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ الْخُجَنْدِيُّ رحمه الله أَنَّهُ خَرَجَ إِلَيْهِ مِنْ صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام تَوْقِيعٌ بَعْدَ أَنْ كَانَ أُغْرِيَ بِالْفَحْصِ وَالطَّلَبِ وَسَارَ عَنْ وَطَنِهِ لِيَتَبَيَّنَ لَهُ مَا يَعْمَلُ عَلَيْهِ، وَكَانَ نُسْخَةُ التَّوْقِيعِ:

مَنْ بَحَثَ فَقَدْ طَلَبَ، وَمَنْ طَلَبَ فَقَدْ دَلَّ، وَمَنْ دَلَّ فَقَدْ أَشَاطَ، وَمَنْ أَشَاطَ فَقَدْ أَشْرَكَ۔

قَالَ: فَكَفَّ عَنِ الطَّلَبِ وَرَجَعَ (کمال الدین: ج۲، ص۵۰۹)

"عمار بن حسین اسروشنی کہتے ہیں: احمد بن خضر خجندی نے مجھے بتایا کہ میں امام عصر علیہ السلام کی تلاش میں تھا اور اس غرض سے میں نے اپنے وطن سے سفر کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ کیا کرنا چاہیے، اس کے بعد صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف سے اس تک ایک توقیع (ہاتھ سے لکھی ہوئی چٹھی) پہنچی، اس توقیع کی عبارت کچھ یوں تھی:

"جو کوئی کوشش کرتا ہے وہ اسے ڈھونڈ تا ہے، جو کوئی ڈھونڈ تا ہے وہ اس کی نشاندہی کرتا اور جو کوئی نشان دہی کرتا ہے، اس نے اس کے خون میں ہم کاری کی اور مشرک ہوا ہے"۔

عمار کہتے ہیں: اس نے انھیں تلاش کرنا چھوڑ دیا اور اپنے وطن واپس لوٹ

گیا۔ ①

وہ شخص چل بسا ہے

ابْنُ قُولَوَيْهِ عَنِ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عِيسَى الْعُرَيْضِيِّ قَالَ:

لَمَّا مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عليهما السلام وَرَدَ رَجُلٌ مِنْ مِصْرَ بِمَالٍ إِلَى مَكَّةَ لِصَاحِبِ الْأَمْرِ عليه السلام، فَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عليهما السلام قَدْ مَضَى مِنْ غَيْرِ خَلَفٍ۔

وَقَالَ آخَرُونَ: الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِهِ جَعْفَرٌ۔

وَقَالَ آخَرُونَ: الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِهِ وَلَدُهُ۔

فَبَعَثَ رَجُلًا يُكَنَّى أَبُو طَالِبٍ إِلَى الْعَسْكَرِ يَبْحَثُ عَنِ الْأَمْرِ وَصِحَّتِهِ، وَمَعَهُ كِتَابٌ فَصَارَ الرَّجُلُ إِلَى جَعْفَرٍ، وَسَأَلَهُ عَنْ بُرْهَانٍ۔

فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ: لَا يَتَهَيَّأُ لِي فِي هَذَا الْوَقْتِ۔ فَصَارَ الرَّجُلُ إِلَى الْبَابِ وَأَنْفَذَ الْكِتَابَ إِلَى أَصْحَابِنَا الْمَوْسُومِينَ بِالسِّفَارَةِ۔ فَخَرَجَ إِلَيْهِ:

آجَرَكَ اللهُ فِي صَاحِبِكَ فَقَدْ مَاتَ وَأَوْصَى بِالْمَالِ الَّذِي

---

① سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کسی وقت میں اس طرح سے تلاش کیا جاتا تھا اور دشمن بھی امام عصر علیہ السلام کے ٹھکانے کی تلاش میں تھا، لہٰذا آں حضرت نے اسے ڈھونڈنے سے منع فرما دیا تھا۔

كَانَ مَعَهُ إِلَى ثِقَةٍ يَعْمَلُ فِيهِ بِمَا يُحِبُّ وَأُجِيبَ عَنْ كِتَابِهِ۔
وَكَانَ الْأَمْرُ كَمَا قِيلَ لَهُ ۔ (ارشاد شیخ مفید: ج ۲، ص ۳۶۳،
بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۲۹۹)

"حسن بن عیسیٰ عریضی کہتے ہیں: جب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت واقع ہو چکی تھی تو ایک مصری شخص مکہ میں داخل ہوا، وہ اپنے ہمراہ کچھ مقدار سہم امامؑ لایا ہوا تھا تا کہ صاحب العصر علیہ السلام کی خدمت میں تقدیم کرے، اسے معلوم ہوا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کے بارے میں لوگوں کے اندر اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں: امام نے اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین معین نہیں کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ امام کا جانشین جعفر بن محمد ہے اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کا بیٹا ان کا جانشین ہے۔

اس شخص نے ابوطالب نامی شخص کو تحقیق کرنے کے لیے ایک خط دے کر سامرہ کے محلہ عسکر کی طرف روانہ کیا۔ ابوطالب پہلے جعفر بن علی (امام ہادیؑ کے بیٹے) کے پاس گیا اور اس سے اثبات امامت کے لیے برہان کا مطالبہ کیا۔

جعفر نے کہا: اس وقت میرے پاس کوئی برہان نہیں ہے۔

ابوطالب حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے دروازے پر گیا اور اپنا خط اس شخص کو دیا کہ جس کے بارے میں شہرت یہ تھی کہ وہ امام کے سفراء میں سے ہے۔

امام علیہ السلام نے جواب مرقوم فرمایا: خداوند تمھارے دوست کو جزائے خیر دے وہ دنیا سے چل بسا ہے اور اس نے وصیت کی ہے کہ جو مال اس کے پاس تھا کسی مورد اعتماد شخص کو دیں کہ وہ جس طرح سے چاہے اسے خرچ کرے۔

میں نے خط کا جواب لیا اور جس طرح سے حضرت نے فرمایا تھا، واقعہ اسی طرح سے رُونما ہوا"۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کا جانشین کون؟

عَنِ الشَّيْخِ الْمُوَثَّقِ أَبِي عَمْرٍو الْعَامِرِيِّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ: تَشَاجَرَ ابْنُ أَبِي غَانِمٍ الْقَزْوِينِيُّ وَجَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ فِي الْخَلَفِ ، فَذَكَرَ ابْنُ أَبِي غَانِمٍ: أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عليه السلام مَضَى وَلَا خَلَفَ لَهُ۔

ثُمَّ إِنَّهُمْ كَتَبُوا فِي ذٰلِكَ كِتَابًا ، وَأَنْفَذُوهُ إِلَى النَّاحِيَةِ وَأَعْلَمُوا بِمَا تَشَاجَرُوا فِيهِ ۔ فَوَرَدَ جَوَابُ كِتَابِهِمْ بِخَطِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آبَائِهِ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

عَافَانَا اللهُ وَ إِيَّاكُمْ مِنَ الْفِتَنِ ، وَوَهَبَ لَنَا وَلَكُمْ رُوحَ الْيَقِينِ، وَأَجَارَنَا وَ إِيَّاكُمْ مِنْ سُوءِ الْمُنْقَلَبِ، إِنَّهُ أُنْهِيَ إِلَيَّ ارْتِيَابُ جَمَاعَةٍ مِنْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَادَخَلَهُمْ مِنَ الشَّكِّ وَالْحَيْرَةِ فِي وُلَاةِ أَمْرِهِمْ ، فَغَمَّنَا ذٰلِكَ لَكُمْ لَا لَنَا وَسَاءَنَا فِيكُمْ لَا فِينَا ، لِأَنَّ اللهَ مَعَنَا ، فَلَا فَاقَةَ بِنَا إِلَى غَيْرِهِ، وَالْحَقُّ مَعَنَا ، فَلَنْ يُوحِشَنَا مَنْ قَعَدَ عَنَّا وَنَحْنُ صَنَائِعُ رَبِّنَا وَالْخَلْقُ بَعْدُ صَنَائِعُنَا۔

يَا هٰؤُلَاءِ! مَا لَكُمْ فِي الرَّيْبِ تَتَرَدَّدُونَ وَفِي الْحَيْرَةِ

تَنْعَكِسُونَ؟

أَوَمَا سَمِعْتُمُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا أَطِيْعُوا اللهَ وَأَطِيْعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (سورۂ نساء: آیت ۵۹)

أَوَ مَا عَلِمْتُمْ مَاجَاءَتْ بِهِ الْآثَارُ مِمَّا يَكُونُ وَيَحْدُثُ فِي أَئِمَّتِكُمْ عَلَى الْمَاضِيْنَ وَالْبَاقِيْنَ مِنْهُمْ علیہم السلام؟

أَوَ مَا رَأَيْتُمْ كَيْفَ جَعَلَ اللهُ لَكُمْ مَعَاقِلَ تَأْوُونَ إِلَيْهَا، وَأَعْلَامًا تَهْتَدُوْنَ بِهَا مِنْ لَدُنْ آدَمَ إِلَى أَنْ ظَهَرَ الْمَاضِي علیہ السلام كُلَّمَا غَابَ عَلَمٌ بَدَا عَلَمٌ، وَ إِذَا أَفَلَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ؟

فَلَمَّا قَبَضَهُ اللهُ إِلَيْهِ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللهَ أَبْطَلَ دِيْنَهُ، وَقَطَعَ السَّبَبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ؟!

كَلَّا مَا كَانَ ذٰلِكَ وَلَا يَكُونُ حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ، وَيَظْهَرَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَارِهُوْنَ۔

وَ إِنَّ الْمَاضِيَ علیہ السلام مَضٰى سَعِيْدًا فَقِيْدًا عَلٰى مِنْهَاجِ آبَائِهِ علیہم السلام حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، وَفِيْنَا وَصِيَّتُهُ وَعِلْمُهُ، وَمَنْ هُوَ خَلَفُهُ، وَمَنْ يَسُدُّ مَسَدَّهُ، وَلَا يُنَازِعُنَا مَوْضِعَهُ إِلَّا ظَالِمٌ آثِمٌ، وَلَا يَدَّعِيْهِ دُوْنَنَا إِلَّا جَاحِدٌ كَافِرٌ۔

وَلَوْلَا أَنَّ أَمْرَ اللهِ لَا يُغْلَبُ وَسِرَّهُ لَا يُظْهَرُ وَلَا يُعْلَنُ لَظَهَرَ لَكُمْ مِنْ حَقِّنَا مَا تَبْهَرُ مِنْهُ عُقُولُكُمْ، وَيُزِيْلُ شُكُوكَكُمْ،

لَكِنَّهُ مَا شَاءَ اللهُ كَانَ وَلِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ۔

فَاتَّقُوا اللهَ وَسَلِّمُوا لَنَا وَرُدُّوا الْأَمْرَ إِلَيْنَا ، فَعَلَيْنَا الْإِصْدَارُ كَمَا كَانَ مِنَّا الْإِيرَادُ ، وَلَا تُحَاوِلُوا كَشْفَ مَا غُطِّيَ عَنْكُمْ، وَلَا تَمِيلُوا عَنِ الْيَمِينِ وَتَعْدِلُوا إِلَى الْيَسَارِ، وَاجْعَلُوا قَصْدَكُمْ إِلَيْنَا بِالْمَوَدَّةِ عَلَى السُّنَّةِ الْوَاضِحَةِ ، فَقَدْ نَصَحْتُ لَكُمْ وَاللهُ شَاهِدٌ عَلَيَّ وَعَلَيْكُمْ۔

وَلَوْلَا مَا عِنْدَنَا مِنْ مَحَبَّةِ صَلَاحِكُمْ وَرَحْمَتِكُمْ وَالْإِشْفَاقِ عَلَيْكُمْ لَكُنَّا عَنْ مُخَاطَبَتِكُمْ فِي شُغُلٍ مِمَّا قَدِ امْتُحِنَّا مِنْ مُنَازَعَةِ الظَّالِمِ الْعُتُلِّ الضَّالِّ الْمُتَابِعِ فِي غَيِّهِ ، الْمُضَادِّ لِرَبِّهِ الْمُدَّعِي مَا لَيْسَ لَهُ ، الْجَاحِدِ حَقَّ مَنِ افْتَرَضَ اللهُ طَاعَتَهُ الظَّالِمِ الْغَاصِبِ۔

وَفِي ابْنَةِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِي أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ، وَسَيُرْدِي الْجَاهِلَ رِدَاءُ عَمَلِهِ وَسَيَعْلَمُ الْكَافِرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ۔

عَصَمَنَا اللهُ وَإِيَّاكُمْ مِنَ الْمَهَالِكِ وَالْأَسْوَاءِ وَالْآفَاتِ وَالْعَاهَاتِ كُلِّهَا بِرَحْمَتِهِ ، فَإِنَّهُ وَلِيُّ ذٰلِكَ ، وَالْقَادِرُ عَلَى مَا يَشَاءُ، وَكَانَ لَنَا وَلَكُمْ وَلِيًّا وَحَافِظًا۔

وَالسَّلَامُ عَلَى جَمِيعِ الْأَوْصِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا (بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۱۷۸)

"ابو عمر عامری کا مورد اعتماد شیخ کہتا ہے: ابن ابی غانم قزوینی اور شیعوں کی ایک

جماعت کے درمیان حضرت امام حسن عسکریؑ کے جانشین کے بارے میں گفتگو ہوئی۔

ابن ابی غانم کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام رحلت فرما گئے ہیں اور اب ان کا کوئی جانشین نہیں ہے۔

انھوں نے خاص کر اس بارے میں ایک خط لکھا اور ناحیہ مقدس (امام زمانہؑ) کی خدمت میں بھیجا۔ ان لوگوں نے اس خط میں لکھا: ہمارے درمیان اس موضوع سے متعلق آپس میں گفتگو اور نزاع ہوا ہے۔

ان کے خط کا جواب آں حضرتؑ (ان اور ان کے آباء واجداد پر سلام ہو) نے یوں فرمایا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا ہمیں اور آپ کو فتنوں سے محفوظ رکھے، ہمیں اور آپ کو روح یقین عطا فرمائے اور عاقبت بد سے بچائے۔

آپ کے ایک گروہ کی امر دین کے بارے میں تردید اور اپنے صاحبانِ امر کے بارے میں ان کے شک کی مجھ تک اطلاع پہنچی ہے، ہم اس موضوع کے بارے میں آپ کی وجہ سے پریشان ہوئے ہیں نہ کہ ہم اپنی خاطر، بلکہ ہم آپ کی وجہ سے ناراحت ہوئے ہیں نہ کہ اپنے بارے میں، کیوں کہ خدا ہمارے ساتھ ہے ہمیں خدا کے سوا کسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور حق ہمارے ساتھ ہے۔

اس بنا پر اگر کوئی ہماری اطاعت سے سرگردانی کرتا ہے تو اس سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے، کیوں کہ ہم اپنے پروردگار کے تربیت شدہ

ہیں اور لوگ ہمارے تربیت شدہ ہیں۔
اے لوگو! کیوں شک و تردید میں گرفتار ہو گئے ہو اور مطلب کو اپنے پر مشتبہ کر رہے ہو؟ کیا تم لوگوں نے نہیں سنا ہے کہ خداوند متعال فرماتا ہے: "اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو خدا کی اطاعت کرو اور پیغمبرؐ اور صاحبان امر کی اطاعت کرو؟"
کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ روایت میں آیا ہے: آپ کے گذشتہ اور آنے والے اماموں کے لیے حادثات و واقعات رونما ہوں گے؟ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ خداوند متعال نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت امام حسن عسکریؑ تک کس طرح کے مورچے قرار دیے ہیں کہ آپ لوگوں ان میں پناہ لیں اور ایسے نشانات معین کیے ہیں کہ آپ ان کے ذریعے ہدایت حاصل کریں، کہ جب بھی ان میں سے کوئی ایک پنہاں ہو جائے تو دوسری علامت ظاہر ہو جاتی ہے، جب بھی کوئی ایک ستارہ غروب ہو جائے تو دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔
جب خدا نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی روح قبض کر لی تو کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ خدا نے اپنا دین باطل اور اپنے بندوں کے درمیان رابطہ ختم کر دیا ہے؟
ہرگز ایسا نہیں تھا اور نہ ہی قیامت تک کبھی ایسا ہوگا، امر خدا ظاہر ہوتا رہے گا درحالانکہ وہ اس سے ناخوش ہیں۔
یقیناً! گذشتہ پیشوا اپنے آباء و اجداد کے راستے پر چلتے ہوئے دنیا

کی سعادت و خوش بختی کے ہمراہ دنیا سے رخصت ہوئے اور انھیں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دارِ فانی سے چل بسے ہیں، ان کی وصیت، علم اور ان کا جانشین کہ جو ان کا قائم مقام ہے، وہ ہمارے درمیان موجود ہے، ظالم و گناہ گار کے سوا کوئی بھی ان کے منصب اور مقام امامت کے بارے میں نزاع نہیں کرے گا اور کافر کے علاوہ کوئی بھی اس عظیم منصب کا دعویٰ نہیں کرے گا۔

اگر ہم امر خدا کے مغلوب ہونے اور راز الٰہی کے آشکارا ہونے کو ملحوظ خاطر نہ رکھتے تو ہمارا حق آپ کے لیے یوں ظاہر ہو جاتا کہ تمھاری عقلیں دنگ رہ جاتیں اور تمھارا شک برطرف ہو جاتا، لیکن خداوند جو کچھ چاہتا ہے، وہ ہو کر رہتا ہے اور ہر چیز لوح محفوظ پر مرقوم ہے۔

اس بنا پر تقویٰ الٰہی اختیار کریں، ہمارے سامنے تسلیم ہوں اور کاموں کو ہمارے سپرد کر دیں کیوں کہ ہر طرح کی خیر و خوبی لوگوں تک ہمارے وسیلہ سے پہنچتی ہے، جو کچھ تمھارے لیے پوشیدہ ہے اس سے مطلع ہونے کے لیے پافشاری مت کریں، دائیں بائیں مت جھکیں۔ ہماری دوستی اور راہ روشن کی بنیاد پر اپنا مقصد ہماری طرف قرار دیں۔ یقیناً! جو کچھ لازم تھا میں نے اس کی آپ کو نصیحت کی ہے اور میرے اور تمھارے اُوپر خدا شاہد ہے۔

اگر ہمیں آپ لوگوں سے محبت نہ ہوتی اور ہم آپ کے لیے بہتر نہ سمجھتے اور شفقت و رحمت کی بنا پر نہ ہوتا تو ہم آپ لوگوں سے

گفتگو نہ کرتے، لیکن اب آپ کے ساتھ گفتگو کے ذریعے ایسے ماجرے میں سرگرم ہیں کہ ہم ایک سخت گیر اور گمراہ ستم گر کے ساتھ کشمکش اور جھگڑے میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ وہ وہی کہ جو اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتا ہے، وہ اپنے پروردگار کے فرمان سے رُوگردانی کرتا ہے۔ وہ ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے جو اس کے لیے نہیں ہے۔ اس کے حق کا انکار کرتا ہے کہ جس کی اطاعت خدا نے لازم کی ہے، وہ ستم گر غاصب ہے۔

اس بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دخترِ گرامی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں اور مستقبل میں بہت جلد جاہل اپنے کام سے ہاتھ اٹھا لیں گے اور کافر سمجھ لے گا کہ اچھی آخرت کس کے لیے ہے۔ خداوند ہمیں اور آپ کو خطرات، برائیوں، آفات اور بیماری سے اپنی رحمت کے ذریعے محفوظ ومصؤن رکھے، کیوں کہ فقط وہی ان اُمور کا سرپرست ہے، وہ جو چاہتا ہے اس پر قادر ہے اور ہمارے اور آپ کے لیے ولی حافظ ہے۔

تمام اولیا، اوصیا اور مومنین پر سلام اور خدا کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اور نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا کا درود وسلام ہو"۔

اے ہمارے آقا! آپ کا وطن ہم سے دُور ہے؟

جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ رَجُلٍ ذَكَرَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ قَزْوِيْنَ لَمْ

يَذْكُرِ اسْمَهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ بْنِ شَاذَانَ الصَّنْعَانِيِّ قَالَ:

دَخَلْتُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ الْأَهْوَازِيِّ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام.

قَالَ: يَا أَخِي لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ، حَجَجْتُ عِشْرِينَ حَجَّةً كُلًّا أَطْلُبُ بِهِ عِيَانَ الْإِمَامِ، فَلَمْ أَجِدْ إِلَى ذٰلِكَ سَبِيلًا، فَبَيْنَا أَنَا لَيْلَةً نَائِمٌ فِي مَرْقَدِي إِذْ رَأَيْتُ قَائِلًا يَقُولُ: يَا عَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ! قَدْ أَذِنَ اللهُ لَكَ فِي الْحَجِّ!

فَلَمْ أَعْقِلْ لَيْلَتِي حَتّٰى أَصْبَحْتُ فَأَنَا مُفَكِّرٌ فِي أَمْرِي أَرْقُبُ الْمَوْسِمَ لَيْلِي وَنَهَارِي، فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الْمَوْسِمِ أَصْلَحْتُ أَمْرِي وَخَرَجْتُ مُتَوَجِّهًا نَحْوَ الْمَدِينَةِ، فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلْتُ يَثْرِبَ، فَسَأَلْتُ عَنْ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليهما السلام فَلَمْ أَجِدْ لَهُ أَثَرًا وَلَا سَمِعْتُ لَهُ خَبَرًا۔

فَأَقَمْتُ مُفَكِّرًا فِي أَمْرِي حَتّٰى خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ أُرِيدُ مَكَّةَ، فَدَخَلْتُ الْجُحْفَةَ وَأَقَمْتُ بِهَا يَوْمًا، وَخَرَجْتُ مِنْهَا مُتَوَجِّهًا نَحْوَ الْغَدِيرِ وَهُوَ عَلٰى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ مِنَ الْجُحْفَةِ۔

فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ صَلَّيْتُ وَعَفَّرْتُ وَاجْتَهَدْتُ فِي الدُّعَاءِ وَابْتَهَلْتُ إِلَى اللهِ لَهُمْ، وَخَرَجْتُ أُرِيدُ عُسْفَانَ، فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلْتُ مَكَّةَ فَأَقَمْتُ بِهَا أَيَّامًا

أَطُوفُ الْبَيْتَ، وَاعْتَكَفْتُ فَبَيْنَا أَنَا لَيْلَةً فِي الطَّوَافِ إِذَا أَنَا بِفَتًى حَسَنِ الْوَجْهِ طَيِّبِ الرَّائِحَةِ يَتَبَخْتَرُ فِي مِشْيَتِهِ طَائِفٍ حَوْلَ الْبَيْتِ۔

فَحَسَّ قَلْبِي بِهِ فَقُمْتُ نَحْوَهُ فَحَكَكْتُهُ۔

فَقَالَ لِي: مِنْ أَيْنَ الرَّجُلُ؟

فَقُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ۔

فَقَالَ لِي: مِنْ أَيِّ الْعِرَاقِ؟

قُلْتُ: مِنَ الأَهْوَازِ۔

فَقَالَ لِي: تَعْرِفُ بِهَا ابْنَ الْخَضِيبِ؟

فَقُلْتُ: رَحِمَهُ اللهُ دُعِيَ فَأَجَابَ۔

فَقَالَ: رَحِمَهُ اللهُ فَمَا كَانَ أَطْوَلَ لَيْلَتَهُ وَأَكْثَرَ تَبَتُّلَهُ وَأَغْزَرَ دَمْعَتَهُ: أَفَتَعْرِفُ عَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْمَازِيَارَ؟

فَقُلْتُ: أَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ۔

فَقَالَ: حَيَّاكَ اللهُ أَبَا الْحَسَنِ! مَا فَعَلْتَ بِالْعَلَامَةِ الَّتِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام۔

فَقُلْتُ: مَعِي۔

قَالَ: أَخْرِجْهَا۔

فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِي، فَاسْتَخْرَجْتُهَا، فَلَمَّا أَنْ رَآهَا لَمْ يَتَمَالَكْ أَنْ تَغَرْغَرَتْ عَيْنَاهُ وَبَكَى مُنْتَحِبًا حَتَّى بَلَّ أَطْمَارَهُ۔

ثُمَّ قَالَ: أُذِنَ لَكَ الآنَ يَابْنَ الْمَازِيَارِ! سِرْ إِلَى رَحْلِكَ وَكُنْ عَلَى أُهْبَةٍ مِنْ أَمْرِكَ حَتَّى إِذَا لَبِسَ اللَّيْلُ جِلْبَابَهُ، وَغَمَرَ النَّاسَ ظَلَامُهُ سِرْ إِلَى شِعْبِ بَنِي عَامِرٍ، فَإِنَّكَ سَتَلْقَانِي هُنَاكَ۔

فَسِرْتُ إِلَى مَنْزِلِي، فَلَمَّا أَنْ حَسِسْتُ بِالْوَقْتِ أَصْلَحْتُ رَحْلِي وَقَدَّمْتُ رَاحِلَتِي وَعَكَمْتُهَا شَدِيدًا وَحَمَلْتُ وَصِرْتُ فِي مَتْنِهِ، وَأَقْبَلْتُ مُجِدًّا فِي السَّيْرِ حَتَّى وَرَدْتُ الشِّعْبَ، فَإِذَا أَنَا بِالْفَتَى قَائِمٌ يُنَادِي: إِلَيَّ يَا أَبَا الْحَسَنِ إِلَيَّ!

فَمَا زِلْتُ نَحْوَهُ، فَلَمَّا قَرُبْتُ بَدَأَنِي بِالسَّلَامِ وَقَالَ لِي: سِرْ بِنَا يَا أَخِ!

فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنِي وَأُحَدِّثُهُ حَتَّى تَخَرَّقْنَا جِبَالَ عَرَفَاتٍ، وَسِرْنَا إِلَى جِبَالِ مِنًى، وَانْفَجَرَ الْأَوَّلُ وَنَحْنُ قَدْ تَوَسَّطْنَا جِبَالَ الطَّائِفِ۔

فَلَمَّا أَنْ كَانَ هُنَاكَ أَمَرَنِي بِالنُّزُولِ وَقَالَ لِي: انْزِلْ فَصَلِّ صَلَاةَ اللَّيْلِ۔

فَصَلَّيْتُ وَأَمَرَنِي بِالْوَتْرِ، فَأَوْتَرْتُ وَكَانَتْ فَائِدَةً مِنْهُ، ثُمَّ أَمَرَنِي بِالسُّجُودِ وَالتَّعْقِيبِ۔

ثُمَّ فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَرَكِبَ وَأَمَرَنِي بِالرُّكُوبِ، وَسَارَ وَسِرْتُ مَعَهُ حَتَّى عَلَا ذِرْوَةَ الطَّائِفِ فَقَالَ: هَلْ تَرَى شَيْئًا؟

قُلْتُ: نَعَمْ أَرَى كَثِيبَ رَمْلٍ عَلَيْهِ بَيْتُ شَعْرٍ يَتَوَقَّدُ الْبَيْتُ نُوراً۔

فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُهُ طَابَتْ نَفْسِي فَقَالَ لِي: هُنَاكَ الْأَمَلُ وَالرَّجَاءُ۔

ثُمَّ قَالَ: سِرْ بِنَا يَا أَخِ!

فَسَارَ وَسِرْتُ بِمَسِيرِهِ إِلَى أَنِ انْحَدَرَ مِنَ الذِّرْوَةِ وَسَارَ فِي أَسْفَلِهِ فَقَالَ: انْزِلْ فَهَاهُنَا يَذِلُّ كُلُّ صَعْبٍ وَيَخْضَعُ كُلُّ جَبَّارٍ۔

ثُمَّ قَالَ: خَلِّ عَنْ زِمَامِ النَّاقَةِ!

قُلْتُ: فَعَلَى مَنْ أُخَلِّفُهَا؟

فَقَالَ: حَرَمُ الْقَائِمِ عليه السلام لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ۔

فَخَلَّيْتُ عَنْ زِمَامِ رَاحِلَتِي وَسَارَ وَسِرْتُ مَعَهُ إِلَى أَنْ دَنَا مِنْ بَابِ الْخِبَاءِ، فَسَبَقَنِي بِالدُّخُولِ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَقِفَ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَيَّ۔

ثُمَّ قَالَ لِي: ادْخُلْ هُنَاكَ السَّلَامَةُ۔

فَدَخَلْتُ: فَإِذَا أَنَا بِهِ جَالِسٌ قَدِ اتَّشَحَ بِبُرْدَةٍ وَاتَّزَرَ بِأُخْرَى وَقَدْ كَسَرَ بُرْدَتَهُ عَلَى عَاتِقِهِ، هُوَ كَأُقْحُوَانَةِ، أُرْجُوَانٍ قَدْ تَكَاثَفَ عَلَيْهَا النَّدَى وَأَصَابَهَا أَلَمُ الْهَوَى، وَإِذَا هُوَ كَغُصْنِ بَانٍ، أَوْ قَضِيبِ رَيْحَانٍ سَمْحٌ سَخِيٌّ تَقِيٌّ

لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الشَّامِخِ، وَلَا بِالْقَصِيْرِ اللَّازِقِ بَلْ مَرْبُوْعُ الْقَامَةِ مُدَوَّرُ الْهَامَةِ صَلْتُ الْجَبِيْنِ، أَزَجُّ الْحَاجِبَيْنِ أَقْنَى الْأَنْفِ سَهْلُ الْخَدَّيْنِ، عَلَى خَدِّهِ الْأَيْمَنِ خَالٌ كَأَنَّهُ فُتَاتُ مِسْكٍ، عَلَى رَضْرَاضَةِ عَنْبَرٍ۔

فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُهُ بَدَرْتُهُ بِالسَّلَامِ، فَرَدَّ عَلَيَّ أَحْسَنَ مَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَشَافَهَنِي وَسَأَلَنِي عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ۔

فَقُلْتُ: سَيِّدِي! قَدْ أُلْبِسُوا جِلْبَابَ الذِّلَّةِ وَهُمْ بَيْنَ الْقَوْمِ أَذِلَّاءُ۔

فَقَالَ لِي: يَابْنَ الْمَازِيَارِ! لَتَمْلِكُونَهُمْ كَمَا مَلَكُوكُمْ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَذِلَّاءُ۔

فَقُلْتُ: سَيِّدِي! لَقَدْ بَعُدَ الْوَطَنُ وَطَالَ الْمَطْلَبُ!

فَقَالَ: يَابْنَ الْمَازِيَارِ! أَبِي أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام عَهِدَ إِلَيَّ أَنْ لَا أُجَاوِرَ قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَلَهُمُ الْخِزْيُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْكُنَ مِنَ الْجِبَالِ إِلَّا وَعْرَهَا وَمِنَ الْبِلَادِ إِلَّا قَفْرَهَا وَاللهِ مَوْلَاكُمْ أَظْهَرَ التَّقِيَّةَ فَوَكَلَهَا بِي فَأَنَا فِي التَّقِيَّةِ إِلَى يَوْمِ يُؤْذَنُ لِي فَأَخْرُجُ۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! مَتَى يَكُوْنُ هٰذَا الْأَمْرُ؟

فَقَالَ: إِذَا حِيْلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ سَبِيْلِ الْكَعْبَةِ وَاجْتَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَاسْتَدَارَ بِهِمَا الْكَوَاكِبُ وَالنُّجُوْمُ۔

فَقُلْتُ: مَتَى يَا بْنَ رَسُولِ اللهِ؟

فَقَالَ لِي: فِي سَنَةِ كَذَا وَكَذَا تَخْرُجُ دَابَّةُ الْأَرْضِ مِنْ بَيْنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَمَعَهُ عَصَا مُوسَى وَخَاتَمُ سُلَيْمَانَ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ۔

قَالَ: فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ أَيَّامًا وَأَذِنَ لِي بِالْخُرُوجِ بَعْدَ أَنِ اسْتَقْصَيْتُ لِنَفْسِي، وَخَرَجْتُ نَحْوَ مَنْزِلِي۔

وَاللهِ لَقَدْ سِرْتُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْكُوفَةِ وَمَعِي غُلَامٌ يَخْدُمُنِي، فَلَمْ أَرَ إِلَّا خَيْرًا، وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا (الخرائج والجرائح: ج ۲، ص ۷۸۵۔ بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۲۔ مدینۃ المعاجز: ج ۸، ص ۲۰۲)

حبیب بن محمد بن یونس بن شاذان صنعانی کہتے ہیں: ایک دن میں علی بن ابراہیم بن مہزیار اہوازی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے بتایا: اے میرے بھائی! آپ نے ایک امر عظیم کے بارے میں سوال کیا۔ میں بیس مرتبہ خانۂ خدا (کے حج) سے مشرف ہوا ہوں، ان تمام سفروں میں میرا قصد یہ تھا کہ میں امام زمانہ کی زیارت کروں لیکن ان میں سفروں میں ملاقات کا کوئی راستہ نہیں نکلا، یہاں تک کہ ایک رات میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا تو میں نے دیکھا کہ کوئی مجھے کہہ رہا ہے: اے علی بن ابراہیم! خدا نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اس سال بھی حج پر جاؤ۔ جیسے بھی ہوسکا، وہ رات میں نے گزاری، صبح کے وقت اپنے کاموں کی فکر میں رہتا اور صبح وشام موسم حج کی انتظار میں رہتا۔ جب حج کا موسم آپہنچا تو میں نے اپنے تمام کام انجام دیے اور مدینہ کی طرف روانہ

ہوا۔ جب مدینہ پہنچا تو مَیں نے امام حسن عسکریؑ کی آل کے بارے میں پوچھا؛ لیکن کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا اور نہ ہی کوئی خبر ملی۔ میں وہاں پر بھی مسلسل اسی کے بارے میں سوچتا رہا یہاں تک کہ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا، دورانِ سفر مقام جحفہ پر پہنچا تو ایک دن وہاں پر رکا اور پھر غدیر کی طرف روانہ ہوا کہ جو "جحفہ" سے چار میل کے فاصلے پر ہے۔ میں مسجد جحفہ میں داخل ہوا، نماز بجالائی، اس کے بعد اپنا چہرہ خاک پر رکھا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی زیارت سے شرف یاب ہونے کے لیے خداوند متعال کی بارگاہ میں دعا اور گریہ زاری کی۔

وہاں سے "عُسفان" کی طرف روانہ ہوا، اور وہاں سے مکہ گیا، وہاں پر کچھ دیر رُکا اور خانہ خدا کا طواف کیا اور مسجد الحرام میں اعتکاف پر بیٹھ گیا۔ ایک رات مَیں نے دورانِ طواف ایک خوبصورت جوان کو دیکھا کہ جس سے خوش بو آرہی تھی، وہ بڑے وقار سے چل رہا تھا اور طواف کعبہ میں مشغول تھا، میرا دل اس کی طرف متوجہ ہوا۔ میں اٹھا اور اس کی طرف چل پڑا، میں اس کے ساتھ ٹکرایا تاکہ وہ میری طرف متوجہ ہو۔

اس نے مجھ سے پوچھا: تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے؟ مَیں نے کہا: اہلِ عراق سے ہوں۔ اس نے پوچھا: کون سا عراق؟ مَیں نے کہا: اہواز سے۔ اس نے پوچھا: ابن خضیب کو جانتے ہو؟ مَیں نے کہا: خدا اس پر رحمت کرے، اس نے داعی حق کو لبیک کہا ہے اور دنیا سے چل بسا ہے۔ اس نے کہا: خدا اس پر رحمت کرے، وہ شب زندہ دار تھا، خدا کی بارگاہ میں بہت زیادہ گریہ کرتا تھا اور ہمیشہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے۔ پھر پوچھا: کیا علی بن ابراہیم مہزیار کو پہچانتے ہو؟! مَیں نے کہا: میں علی بن ابراہیم ہوں۔ اس نے کہا: اے ابوالحسن! خدا آپ کو زندہ و سلامت

رکھے، آپ نے اس نشانی کے ساتھ کیا کیا ہے جو آپ اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے درمیان میں تھی۔ میں نے کہا: وہ اب میرے پاس ہے۔ اس نے کہا: اسے باہر نکالو۔

میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور اسے باہر نکالا، اس نے جب اسے دیکھا تو اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں اور زار و قطار رونے لگا، وہ اس قدر رویا کہ اس کے آنسوؤں سے اس کا لباس بھیگ گیا پھر کہا: اے ابن مہزیار! خدا نے آپ کو ملاقات کی اجازت دی ہے کہ آپ اپنی رہائش گاہ پر چلے جائیں اور رات چھا جانے تک صبر کریں، جب رات کی تاریکی لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے تو "شعب بنی عامر" کی طرف جائیں، وہاں پر آپ کی میرے ساتھ ملاقات ہوگی۔ میں اپنے ٹھکانے پر واپس چلا گیا۔ میں نے احساس کیا کہ وقت ہو گیا ہے لہٰذا میں نے اپنا سامان باندھا، پھر اپنی سواری پر مضبوطی سے زین باندھی، پھر اپنا سامان اس پر لادا، گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے تیزی سے دوڑاتا ہوا "شعب بنی عامر" پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہی جوان کھڑا ہے اور مجھے آواز دے رہا ہے: اے ابوالحسن! میرے پاس آئیں! جب میں اس کے قریب ہوا تو اس نے سلام کرنے میں پہل کی اور کہا: میرے ساتھ آئیں۔ ہم اکٹھے وہاں سے روانہ ہوئے اور گفتگو کرتے جا رہے تھے حتیٰ کہ ہم نے عرفات کے پہاڑوں کو پیچھے چھوڑا اور منیٰ کے پہاڑوں کی طرف چلے۔ اس وقت اس نے مجھے حکم دیا کہ میں سواری سے نیچے اتروں اور نماز تہجد بجا لاؤں۔ نماز پڑھنے کے بعد پھر حکم دیا کہ نماز وتر بھی پڑھوں۔ میں نے نماز وتر بھی بجا لائی، میں نے اس سے یہ فائدہ حاصل کیا۔ پھر مجھے حکم دیا کہ میں سجدہ بجا لاؤں اور تعقیباتِ نماز پڑھوں۔ جب اس نے نماز ختم کر لی تو گھوڑے پر سوار ہوا اور مجھے بھی سوار ہونے کا حکم دیا۔ میں اس کے ہمراہ روانہ ہوا، یہاں تک کہ کوہ

طائف کا قلعہ نظر آنے لگا۔

اس نے پوچھا: کیا کوئی چیز دیکھ رہے ہو؟

مَیں نے کہا: ہاں! ریت کا ٹیلہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کی چوٹی پر ایک خیمہ نصب ہے اور اس سے نُور چمک رہا ہے۔ جب مَیں نے اسے دیکھا تو خوش حال ہوا اور سکون کا سانس لیا۔ اس نے کہا: آپ کی اُمید وہاں پر ہے۔

پھر کہا: اے بھائی! میرے ہمراہ آئیں۔

اس نے کہا: میں بھی اسی راستے سے گیا ہوں، حتیٰ کہ ہم پہاڑ کی چوٹی سے نیچے اترے،، پھر کہا: سواری سے نیچے اُتر آئیں، کیوں کہ یہاں پر ہر سرکش، ذلیل اور ہر ستم گر خاضع ہو جاتا ہے۔

پھر کہا: اپنے اُونٹ کی مہار چھوڑ دیں۔ مَیں نے کہا: کس کے سپرد کروں؟

اس نے کہا: یہاں پر قائم آل محمدؐ کا حرم ہے، یہاں پر مومن کے سوا کوئی نہیں آتا اور نہ ہی مومن کے علاوہ کوئی یہاں سے باہر جاتا ہے۔

مَیں نے اُونٹ کی مہار کھلی چھوڑ دی اور اس کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ ہم خیمے کے قریب پہنچ گئے، وہ پہلے خیمے میں داخل ہوا اور مجھے کہا کہ میرے آنے تک خیمے سے باہر ہی کھڑے رہیں۔

پھر وہ لوٹ آیا اور کہا: اندر داخل ہوں، یہاں پر سلامتی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

میں خیمے میں داخل ہوا، آں حضرت کو دیکھا کہ آپ تشریف فرما ہیں اور دھاری دار دو یمنی چادریں پہنی ہوئی ہیں کہ ان میں سے ایک کا کچھ حصّہ اپنے کاندھے پر ڈالا ہوا ہے۔ ان کے اعضائے بدن لطافت میں گل بابونہ کے مانند اور

رنگ مبارک اس ارغوانی پھول کی طرح سرخ تھا کہ جس پر شبنم کے قطرات پڑے ہوئے ہوں لیکن زیادہ سرخ نہیں تھا۔

ان کا قد بان کے درخت کی شاخ یا ریحان کی ڈالی کے مانند تھا، وہ ایک پاکیزہ و پاک سرشت نوجوان تھے کہ جن کا قد زیادہ لمبا اور نہ زیادہ چھوٹا بلکہ متوسط تھا۔ ان کا سر گول، پیشانی چوڑی، ابرو کمان دار، ناک ستواں، رخسار نرم اور کم گوشت اور دائیں رخسار پر سیاہ رنگ کا خال تھا یوں کہ گویا عنبر پر سیاہ پارہ کندہ کیا گیا ہو۔ جب میں نے آں حضرت کو دیکھا تو سلام کیا، انھوں نے مجھے میرے سلام سے بہتر جواب دیا۔ اس کے بعد آں حضرتؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اہل عراق (شیعوں) کے حالات کیسے ہیں؟

میں نے عرض کیا: میرے آقا! انھوں نے ذلت وخواری کا لباس پہن رکھا ہے اور وہ لوگوں کے درمیان سب سے زیادہ ذلیل وخوار ہیں۔ انھوں نے فرمایا: اے ابن مہزیار! ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ ان پر غالب آئیں گے اور غیر شیعہ لوگوں کے آپ حاکم و مالک ہوں گے، بالکل اسی طرح سے کہ جس طرح آج وہ تمھارے اُوپر غالب ہیں، اس دن وہ سب ذلیل وخوار ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! آپ کا وطن دور ہے اور آپ کو ملنے کے لیے طویل عرصہ لگتا ہے۔ انھوں نے فرمایا: اے ابن مہزیار! میرے پدر بزرگوار حضرت امام حسن عسکریؑ نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں لوگوں کے ہمسائے میں نہ رہوں، کیوں کہ خداوند ان پر غضب ناک ہے، دنیا میں ان کے لیے ذلت وخواری اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔

انھوں نے فرمایا ہے کہ میں سخت پہاڑوں اور ہموار بیابانوں کے علاوہ کہیں

اور نہ رہوں۔

خدا کی قسم! آپ کے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام نے خود تقیہ کیا اور مجھے بھی تقیہ کرنے کا حکم دیا ہے اور میں اب تقیہ کی حالت میں زندگی گزار رہا ہوں اور اس وقت تک تقیہ میں رہوں گا جب تک خدا مجھے قیام کرنے کی اجازت نہ دے دے۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! آپ کب قیام کریں گے؟

انھوں نے فرمایا: جب تمھارے لیے حج کا راستہ بند ہو جائے، سورج اور چاند اکٹھے ہو جائیں اور ستارے ان کے اردگرد چکر کاٹیں گے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ خدا! یہ علامتیں کب ظاہر ہوں گی؟

انھوں نے فرمایا: "فلاں سال میں اور فلاں سال دابۃ الارض" ایسا موجود جو زمین پر چلتا ہے، صفا و مروہ کے درمیان قیام کرے گا، درحالانکہ عصائے موسیٰؑ اور انگشتر سلیمانؑ اس کے پاس ہوگی اور وہ لوگوں کو محشر کی طرف راہ نمائی کر رہا ہوگا۔

علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں کچھ دن حضرت کی خدمت میں رہا، جب میں اپنی آرزو تک پہنچ گیا تو میں نے ان سے اجازت طلب کی اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا۔

خدا کی قسم! میں مکہ سے کوفہ آیا، فقط میرے ساتھ میرا خدمت گار غلام تھا، مجھے راستے میں کسی قسم کا کوئی خطرہ پیش نہیں آیا۔ محمدؐ اور ان کی آلؑ پر خداوند کا درود و سلام ہو"۔ (1)

---

(1) علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں: بعید نہیں ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں کا اکٹھے ہونا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علی مرتضیٰؑ اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے کنایہ ہو۔ اسی طرح احتمال ہے کہ مراد امام زمانؑ کا قیام قیامت کے نزدیک ہو کہ اس زمانے میں ستاروں کے اوضاع اس طرح سے ہوں گے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ اس کا معنی عبارت کا ظاہری مفہوم ہو۔

کیا آپؑ میرے مولا ہیں؟

أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَغْدَادِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سِنَانٍ الْمَوْصِلِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:

لَمَّا قُبِضَ سَيِّدُنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْعَسْكَرِيُّ علیہ السلام وَفَدَ مِنْ قُمَّ وَالْجِبَالِ وُفُودٌ بِالْأَمْوَالِ الَّتِي كَانَتْ تُحْمَلُ عَلَى الرَّسْمِ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ خَبَرُ وَفَاتِهِ علیہ السلام. فَلَمَّا أَنْ وَصَلُوا إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى سَأَلُوا عَنْ سَيِّدِنَا الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ علیہ السلام فَقِيلَ لَهُمْ: إِنَّهُ قَدْ فُقِدَ.

قَالُوا: فَمَنْ وَارِثُهُ؟

قَالُوا: أَخُوهُ جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ.

فَسَأَلُوا عَنْهُ.

فَقِيلَ لَهُمْ: قَدْ خَرَجَ مُتَنَزِّهًا وَرَكِبَ زَوْرَقًا فِي الدِّجْلَةِ يَشْرَبُ وَمَعَهُ الْمُغَنُّونَ.

قَالَ: فَتَشَاوَرَ الْقَوْمُ وَقَالُوا: لَيْسَتْ هَذِهِ صِفَاتِ الْإِمَامِ.

وَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: امْضُوا بِنَا لِنَرُدَّ هَذِهِ الْأَمْوَالَ عَلَى أَصْحَابِهَا.

فَقَالَ أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ الْقُمِّيُّ: قِفُوا بِنَا حَتَّى يَنْصَرِفَ هَذَا الرَّجُلُ وَنَخْتَبِرَ أَمْرَهُ عَلَى الصِّحَّةِ.

قَالَ: فَلَمَّا انْصَرَفَ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَسَلَّمُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا: يَا سَيِّدَنَا! نَحْنُ قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ وَمَعَنَا جَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيْعَةِ وَغَيْرِهَا وَكُنَّا نَحْمِلُ إِلَى سَيِّدِنَا أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام الْأَمْوَالَ۔

فَقَالَ: وَأَيْنَ هِيَ؟

قَالُوا: مَعَنَا۔

قَالَ: احْمِلُوهَا إِلَيَّ!

قَالُوا: إِنَّ لِهٰذِهِ الْأَمْوَالِ خَبَرًا طَرِيفًا۔

فَقَالَ: وَمَا هُوَ؟

قَالُوا: إِنَّ هٰذِهِ الْأَمْوَالَ تُجْمَعُ وَيَكُونُ فِيهَا مِنْ عَامَّةِ الشِّيْعَةِ الدِّيْنَارُ وَالدِّيْنَارَانِ ثُمَّ يَجْعَلُونَهَا فِي كِيْسٍ وَيَخْتِمُوْنَ وَكُنَّا إِذَا وَرَدْنَا بِالْمَالِ، قَالَ سَيِّدُنَا أَبُوْ مُحَمَّدٍ عليه السلام جُمْلَةُ الْمَالِ كَذَا وَكَذَا دِيْنَارًا مِنْ فُلَانٍ كَذَا وَمِنْ فُلَانٍ كَذَا، حَتّٰى يَأْتِي عَلَى أَسْمَاءِ كُلِّهِمْ وَيَقُولُ مَا عَلَى الْخَوَاتِيمِ مِنْ نَقْشٍ۔

فَقَالَ جَعْفَرٌ: كَذَبْتُمْ، تَقُولُونَ عَلَى أَخِي مَا لَمْ يَفْعَلْهُ، هٰذَا عِلْمُ الْغَيْبِ۔

قَالَ: فَلَمَّا سَمِعَ الْقَوْمُ كَلَامَ جَعْفَرٍ جَعَلَ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ۔

فَقَالَ لَهُمْ: احْمِلُوا هٰذَا الْمَالَ إِلَيَّ!

فَقَالُوا: إِنَّا قَوْمٌ مُسْتَأْجَرُوْنَ وُكَلاءُ لِأَرْبَابِ الْمَالِ، وَلَا نُسَلِّمُ الْمَالَ إِلَّا بِالْعَلَامَاتِ الَّتِي كُنَّا نَعْرِفُهَا مِنْ سَيِّدِنَا أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام فَإِنْ كُنْتَ الْإِمَامَ فَبَرْهِنْ لَنَا وَإِلَّا رَدَدْنَا إِلَى أَصْحَابِهَا يَرَوْنَ فِيهَا رَأْيَهُمْ۔

قَالَ: فَدَخَلَ جَعْفَرٌ عَلَى الْخَلِيفَةِ ۔ وَكَانَ بِسُرَّ مَنْ رَأَى فَاسْتَعْدَى عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا حَضَرُوا قَالَ الْخَلِيفَةُ: احْمِلُوا هٰذَا الْمَالَ إِلَى جَعْفَرٍ۔

قَالُوا: أَصْلَحَ اللهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّا قَوْمٌ مُسْتَأْجَرُوْنَ وُكَلاءُ لِأَرْبَابِ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ وَهِيَ وَدَاعَةٌ لِجَمَاعَةٍ أَمَرُوْنَا أَنْ لَا نُسَلِّمَهَا إِلَّا بِعَلَامَةٍ وَدَلَالَةٍ وَقَدْ جَرَتْ بِهٰذَا الْعَادَةُ مَعَ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام۔

فَقَالَ الْخَلِيفَةُ: وَمَا الدَّلَالَةُ الَّتِي كَانَتْ لِأَبِي مُحَمَّدٍ؟

قَالَ الْقَوْمُ: كَانَ يَصِفُ الدَّنَانِيْرَ وَأَصْحَابَهَا وَالْأَمْوَالَ وَكَمْ هِيَ، فَإِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ سَلَّمْنَاهَا إِلَيْهِ وَقَدْ وَفَدْنَا عَلَيْهِ مِرَارًا فَكَانَتْ هٰذِهِ عَلَامَتَنَا مِنْهُ، وَدَلَالَتَنَا وَقَدْ مَاتَ، فَإِنْ يَكُنْ هٰذَا الرَّجُلُ صَاحِبَ هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُقِمْ لَنَا مَا كَانَ يُقِيْمُ لَنَا أَخُوهُ وَإِلَّا رَدَدْنَاهَا إِلَى أَصْحَابِهَا۔

فَقَالَ جَعْفَرٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمٌ كَذَّابُوْنَ، يَكْذِبُوْنَ عَلَى أَخِي وَهٰذَا عِلْمُ الْغَيْبِ۔

فَقَالَ الْخَلِيفَةُ: الْقَوْمُ رُسُلٌ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ.

قَالَ: فَبُهِتَ جَعْفَرٌ وَلَمْ يَحِرْ جَوَابًا.

فَقَالَ الْقَوْمُ: يَتَطَوَّلُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ بِإِخْرَاجِ أَمْرِهِ إِلَى مَنْ يُبَذْرِقُنَا حَتَّى نَخْرُجَ مِنْ هَذِهِ الْبَلْدَةِ.

قَالَ: فَأَمَرَ لَهُمْ بِنَقِيبٍ، فَأَخْرَجَهُمْ مِنْهَا، فَلَمَّا أَنْ خَرَجُوا مِنَ الْبَلَدِ خَرَجَ عَلَيْهِمْ غُلَامٌ أَحْسَنُ النَّاسِ وَجْهًا كَأَنَّهُ خَادِمٌ فَنَادَى: يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ! وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ! أَجِيبُوا مَوْلَاكُمْ.

قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: أَنْتَ مَوْلَانَا؟

قَالَ: مَعَاذَ اللهِ أَنَا عَبْدُ مَوْلَاكُمْ فَسِيرُوا إِلَيْهِ.

قَالُوا: فَسِرْنَا مَعَهُ حَتَّى دَخَلْنَا دَارَ مَوْلَانَا الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليه السلام فَإِذَا وَلَدُهُ الْقَائِمُ عليه السلام قَاعِدٌ عَلَى سَرِيرٍ كَأَنَّهُ فِلْقَةُ الْقَمَرِ عَلَيْهِ ثِيَابٌ خُضْرٌ. فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ.

فَرَدَّ عَلَيْنَا السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ: جُمْلَةُ الْمَالِ كَذَا وَكَذَا دِينَارًا حَمَلَ فُلَانٌ كَذَا وَفُلَانٌ كَذَا وَلَمْ يَزَلْ يَصِفُ حَتَّى وَصَفَ الْجَمِيعَ.

ثُمَّ وَصَفَ ثِيَابَنَا وَرِحَالَنَا وَمَا كَانَ مَعَنَا مِنَ الدَّوَابِّ.

فَخَرَرْنَا سُجَّدًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شُكْرًا لِمَا عَرَّفَنَا وَقَبَّلْنَا الْأَرْضَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ سَأَلْنَاهُ عَمَّا أَرَدْنَا.

فَأَجَابَ فَحَمَلْنَا إِلَيْهِ الْأَمْوَالَ وَأَمَرَنَا الْقَائِمُ عليه السلام أَنْ لَا نَحْمِلَ إِلَىٰ سُرَّ مَنْ رَأَىٰ بَعْدَهَا شَيْئًا، فَإِنَّهُ يَنْصِبُ لَنَا بِبَغْدَادَ رَجُلًا نَحْمِلُ إِلَيْهِ الْأَمْوَالَ وَيَخْرُجُ مِنْ عِنْدِهِ التَّوْقِيعَاتُ۔

قَالَ: فَانْصَرَفْنَا مِنْ عِنْدِهِ وَدَفَعَ إِلَىٰ أَبِي الْعَبَّاسِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْقُمِّيِّ الْحِمْيَرِيِّ شَيْئًا مِنَ الْحَنُوطِ وَالْكَفَنِ وَقَالَ لَهُ: أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ فِي نَفْسِكَ۔

قَالَ: فَمَا بَلَغَ أَبُو الْعَبَّاسِ عَقَبَةَ هَمْدَانَ حَتَّىٰ تُوُفِّيَ رحمه الله، وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ تُحْمَلُ الْأَمْوَالُ إِلَىٰ بَغْدَادِ إِلَى النُّوَّابِ الْمَنْصُوبِينَ وَيَخْرُجُ مِنْ عِنْدِهِمُ التَّوْقِيعَاتُ۔

قَالَ الصَّدُوقُ رحمه الله:

هٰذَا الْخَبَرُ يَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّ الْخَلِيفَةَ كَانَ يَعْرِفُ هٰذَا الْأَمْرَ كَيْفَ هُوَ وَأَيْنَ مَوْضِعُهُ، فَلِهٰذَا كَفَّ عَنِ الْقَوْمِ وَعَمَّا مَعَهُمْ مِنَ الْأَمْوَالِ وَدَفَعَ جَعْفَرَ الْكَذَّابَ عَنْهُمْ وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ بِتَسْلِيمِهَا إِلَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْفَىٰ هٰذَا الْأَمْرِ وَلَا يَظْهَرُ لِئَلَّا يَهْتَدِيَ إِلَيْهِ النَّاسُ فَيَعْرِفُونَهُ۔

(بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۴۷)

''علی بن سنان موصلی کہتے ہیں: جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت واقع ہوچکی تو قم اور کوہستانی شہروں سے ایک وفد بہت زیادہ مال و دولت کے ہمراہ سامرہ شہر میں داخل ہوا۔ وہ لوگ ایک مرسوم طریقے سے اموالِ امام کی خدمت میں پہنچاتے

تھے، لیکن انھیں امام علیہ السلام کی شہادت کی خبر نہیں تھی۔ جب وہ سامرہ پہنچے تو انھوں نے امام علیہ السلام کے بارے میں پوچھا، انھیں بتایا گیا کہ آں حضرت شہادت پا چکے ہیں۔

اُنھوں نے پوچھا: اُن کا وارث کون ہے؟

اُنھوں نے کہا: ان کا وارث جعفر بن محمد (امام ہادیؑ) ہے۔

اُنھوں نے پوچھا: وہ کہاں ہے؟

اُنھوں نے کہا: وہ سیر وسیاحت کے لیے گیا ہوا ہے، وہ کشتی پر سوار دجلہ میں تفریح کر رہا ہے، وہ شراب خواری میں مشغول رہتا ہے اور کچھ گانے والیاں اس کے ہمراہ ہیں۔

جب انھوں نے یہ سنا تو اپنے آپ سے کہا: اس طرح کے کام امامؑ کی خصوصیات میں سے نہیں ہیں۔

ان میں سے ایک نے کہا: یہ اَموال ان کے مالکوں کو واپس کر دیتے ہیں۔

ابوالعباس محمد بن جعفر حمیری قمی نے کہا: ہم یہاں پر ٹھہرتے ہیں کہ یہ شخص (جعفر) واپس آجائے تاکہ اس کے حالات سے مکمل طور پر آگاہ ہو سکیں۔

جب جعفر لوٹ آیا تو انھوں نے اسے سلام کیا اور کہا: اے ہمارے آقا! ہم قم سے ملنے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ شیعوں اور غیر شیعوں کا ایک گروہ بھی موجود ہے، ہم اپنے آقا و مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کے لیے کچھ اَموال لائے ہیں۔

جعفر نے پوچھا: وہ اَموال کہاں ہیں؟

انھوں نے کہا: وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔

جعفر نے کہا: وہ میرے پاس لے آؤ۔

انھوں نے کہا: ان اَموال کی ایک دل چسپ داستان ہے۔

اس نے کہا: وہ داستان کیا ہے؟

انھوں نے کہا: یہ اُموال اس طرح سے اکٹھے ہوتے ہیں کہ عام شیعہ ایک یا دو دینار تھیلی میں ڈال کر اسے مہر اور موم لگا کر ہمیں دیتے ہیں، ہم جب بھی وہ اُموال ان کی خدمت میں پیش کرتے تو وہ تمام اُموال کی مقدار بیان فرماتے ہیں اور یہ بھی بیان فرماتے کہ فلان ابن فلان کے کتنے دینار ہیں، فلان ابن فلان کے اتنے دینار ہیں اور فلان بن فلان کے دیناروں کی مقدار اس قدر ہے، حتیٰ کہ تمام اسما ذکر فرماتے اور ہر تھیلی کے اوپر جس جس کا نام لکھا ہوا ہوتا قبل اس کے کہ وہ آں حضرت کو دکھائیں، وہ اس کا نام ذکر کرتے ہیں۔ جعفر نے کہا: تم لوگ جھوٹ بول رہے ہو، تم لوگ میرے بھائی کی طرف ایسی چیز کی نسبت دے رہے ہو جو اس میں نہیں تھی، یہ علم غیب ہے۔ جب انھوں نے جعفر کی گفتگو سنی تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ انھوں نے کہا: ہم ان اُموال کے وکیل واجیر ہیں اور ہم یہ اُموال اس وقت تک کسی کے سپرد نہیں کریں گے جب تک ہم ان کے ذریعے امام کو نہ پہچان لیں۔

اگر تم امام ہو تو ان نشانیوں کو بیان کرو، ورنہ ہم انھیں ان کے مالکوں کی طرف لوٹا دیں گے تاکہ وہ جس طرح سے مناسب سمجھیں اپنے اُموال کو استعمال کریں۔ جعفر اسی وقت خلیفہ کے پاس گیا اور ان کی شکایت کی، خلیفہ نے انھیں بلا بھیجا اور کہا: تم لوگ جو اُموال اپنے ہمراہ لائے ہو، وہ جعفر کے حوالے کردو! انھوں نے کہا: ہم ان اُموال کے وکیل واجیر ہیں اور ان کے مالکوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم یہ اُموال صرف اس کو دیں کہ جو دلیل و برہان کے ذریعے ثابت کرے کہ وہ یہ اُموال لینے کی لیاقت رکھتا ہے، جیسا کہ ہم امام حسن عسکریؑ کے ساتھ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ خلیفہ نے پوچھا: امام حسن عسکریؑ کے پاس کون سی نشانیاں تھیں۔ انھوں نے کہا: وہ بزرگوار

دیناروں، ان کے مالکوں، قسم اور ان کی مقدار تک بیان فرماتے تھے، جب وہ یہ نشانیاں بیان فرماتے تھے تو ہم اپنے اُموال ان کے سپرد کر دیتے تھے۔ ہم متعدد بار آں حضرت کی خدمت میں شرف یاب ہوئے ہیں اور ان سے یہی علامت و دلیل دیکھی ہے۔ اب آں حضرت دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں، اگر یہ مرد ان کا جانشین ہے تو اپنے بھائی کی طرح ان اُموال کی نشانیاں بتائے تاکہ اُموال اس کے حوالے کریں، ورنہ ہم ان کے مالکوں کو واپس کر دیں گے!

جعفر نے جب یہ سنا تو اُس نے خلیفہ سے کہا: اے امیرالمومنین! یہ لوگ جھوٹے ہیں، میرے بھائی پر جھوٹ باندھ رہے ہیں اور یہ لوگ اس بارے جس چیز کے معتقد ہیں، وہ علمِ غیب ہے (کہ جسے خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا)۔

خلیفہ نے کہا: یہ لوگوں کے بھیجے ہوئے ہیں اور ایلچی کا کام صرف مطلب کو پہنچانا ہے۔ جعفر خلیفہ کا جواب سن کر ہکا بکا رہ گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ سے کہا کہ کسی کو ان کے ہمراہ بھیجے کہ انھیں شہر سے باہر رخصت کر کے آئے تاکہ کوئی ان کے مزاحم نہ ہو۔ خلیفہ نے ان کے ہمراہ ایک راہ نما کو بھیجا کہ جو انھیں شہر سے باہر رخصت کر کے آئے۔ جب وہ شہر سے دور چلے گئے تو اچانک انھوں نے ایک خوبصورت جوان کو دیکھا کہ جو کسی کا خادم نظر آ رہا تھا۔ اس خوب صورت جوان نے آواز دی: اے فلاں اور فلاں کے بیٹے فلاں! اپنے مولا کی دعوت قبول کریں۔

انھوں نے پوچھا: آپ ہمارے آقا ہیں؟

اس نے کہا: خدا کی پناہ چاہتا ہوں، میں آپ کے مولا کا نوکر ہوں، آپ لوگ میرے ہمراہ آئیں تاکہ آں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں۔

وہ کہتے ہیں: ہم اس کے ہمراہ گئے اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر میں

داخل ہوئے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ ان بزرگ وار کے فرزند ارجمند حضرت قائمؑ ایک تخت پر تشریف فرما ہیں، گویا کہ چاند کا ٹکڑا تھے۔ انھوں نے سبز لباس پہنا ہوا تھا، ہم نے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا، انھوں نے ہمارے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا: تمھارے پاس جو اَموال ہیں وہ اتنی مقدار میں ہیں۔ فلاں کے اس قدر ہیں اور فلاں کے اتنی مقدار میں ہیں، حتیٰ کہ تمام اَموال کی نشانیاں بتائیں۔

پھر ہمارے لباس، زادراہ اور ان حیوانات کے بارے میں بتایا جو ہمارے ہمراہ تھے۔ اس وقت ہم سب اپنے مقصود و مطلوب کی پہچان کرنے کے بعد خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوئے اور ان کے سامنے والی زمین کو بوسہ دیا، پھر اپنے سوالات پوچھے اور جو اَموال ہمارے ہمراہ تھے، ان کی خدمت میں پیش کیے۔

حضرت قائم علیہ السلام نے ہمیں حکم دیا کہ آج کے بعد ہم جو کچھ لائیں، اسے سامرہ نہ لے جائیں اور فرمایا: میں بغداد میں ایک وکیل معین کرتا ہوں، جو کچھ آپ لوگوں کے پاس ہو، اس کے سپرد کریں، میرے خطوط اس کے ہاں سے صادر ہوں گے۔

اس کے بعد ہم آپؑ کی خدمت سے رخصت ہوئے۔

آں حضرت نے ابوالعباس احمد بن جعفر حمیری قمی کو کچھ مقدار خطوط اور ایک کفن عنایت کیا اور فرمایا: خداوند تمھارے اجر میں اضافہ فرمائے۔

اس کے ساتھیوں نے بتایا: ہم ابھی ہمدان کی دشوار گزار پہاڑی راستے تک نہیں پہنچے تھے کہ ابوالعباس دنیا سے چل بسے، خدا ان پر رحمت کرے۔ اس دن کے بعد ہمارے پاس جو بھی سہم امامؑ ہوتا، ہم اسے بغداد لاتے اور آں حضرت کے اس وکیل کے سپرد کرتے جو ان کی طرف سے معین تھا، ان کے جوابات بھی اسی شخص کے وسیلہ سے صادر ہوتے جو امام کا وکیل تھا۔

جناب شیخ صدوق کہتے ہیں: یہ روایت اس مطلب کو بیان کرتی ہے کہ خلیفہ کو امامِ زمانؑ کے وجودِ مقدس کی خبر تھی کہ وہ کیسے ہیں اور ان کی منزل کہاں ہے، اسی وجہ سے ان لوگوں اور ان کے اَموال کے درپے نہیں ہوا اور جعفر کذاب کے شر سے انھیں بچایا اور یہ حکم نہ دیا کہ اَموال جعفر کے حوالے کردو۔

خلیفہ اس کام کے ذریعے یہ چاہتا تھا کہ امامِ زمان علیہ السلام کا موضوع پوشیدہ رہے اور ظاہر نہ ہو، تاکہ لوگ ان کے طرف نہ جائیں اور انھیں نہ پہچانیں"۔

اگر کوئی چیز ہوتی تو تین سال گزرنے کے بعد ظاہر ہو جاتی

رُوِيَ عَنْ عِلَانِ بْنِ اَحْمَدَ عَنْ أَبِي الرَّجَاءِ الْمِصْرِيِّ وَكَانَ أَحَدَ الصَّالِحِيْنَ قَالَ:

خَرَجْتُ فِي الطَّلَبِ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَوْ كَانَ شَيْءٌ لَظَهَرَ بَعْدَ ثَلَاثِ سِنِيْنَ!

فَسَمِعْتُ صَوْتًا وَلَمْ أَرَ شَخْصًا: يَا نَصْرَ بْنَ عَبْدِ رَبِّهِ! قُلْ لِأَهْلِ مِصْرَ هَلْ رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَآمَنْتُمْ بِهِ؟

قَالَ أَبُوْ رَجَاءٍ: لَمْ أَعْلَمْ أَنَّ اسْمَ أَبِي عَبْدُ رَبِّهِ، وَذٰلِكَ أَنِّي وُلِدْتُ بِالْمَدَائِنِ، فَحَمَلَنِي أَبُوْ عَبْدِاللهِ النَّوْفَلِيُّ إِلَى مِصْرَ، فَنَشَأْتُ بِهَا، فَلَمَّا سَمِعْتُ الصَّوْتَ لَمْ أُعَرِّجْ عَلَى شَيْءٍ وَخَرَجْتُ (بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۲۹۵)

"ابوالرجاء مصری جو کہ ایک صالح شخص تھا، وہ کہتا ہے: میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد اپنے امامِ زمانہ کی تلاش کے لیے روانہ ہوا، تین

سال گزرنے کے بعد میں نے اپنے آپ سے کہا: اگر کوئی چیز ہوتی تو تین سال کے بعد ضرور ظاہر ہو جاتی۔

اس دوران میں نے ایک آواز سنی، لیکن کوئی شخص نظر نہیں آیا، اس نے کہا: اے نصر بن عبدربہ! مصر والوں سے کہیں کہ کیا آپ لوگوں نے رسولؐ خدا کو دیکھا ہے کہ ان پر ایمان لائے ہو؟

ابوالرجاء کہتے ہیں: میں اس وقت تک نہیں جانتا تھا کہ میرے باپ کا نام عبدربہ ہے، کیوں کہ میں مدائن میں پیدا ہوا تھا اور ابوعبداللہ نوفلی مجھے اپنے ہمراہ مصر لے گئے تھے اور میری پرورش وہاں پر ہوئی تھی۔ جب میں نے وہ آواز سنی تو مطلب کو سمجھ گیا اور اس کے بعد سفر کا ارادہ ترک کر کے اپنے وطن لوٹ آیا تھا۔ (خرائج: ج۲، ص۶۹۷ و ۶۹۹)

آپ کے خاندان کے بعض لوگ آپ کے وجود کا انکار کرتے ہیں؟

مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيُّ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ:

سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ رحمه الله أَنْ يُوصِلَ لِي كِتَابًا قَدْ سَأَلْتُ فِيهِ عَنْ مَسَائِلَ أَشْكَلَتْ عَلَيَّ۔

فَوَرَدَ التَّوْقِيعُ بِخَطِّ مَوْلَانَا صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام:

أَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ أَرْشَدَكَ اللهُ وَثَبَّتَكَ مِنْ أَمْرِ الْمُنْكِرِينَ لِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِنَا وَبَنِي عَمِّنَا فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَبَيْنَ أَحَدٍ قَرَابَةٌ مَنْ أَنْكَرَنِي فَلَيْسَ مِنِّي وَسَبِيلُهُ سَبِيلُ ابْنِ نُوحٍ ، وَأَمَّا سَبِيلُ عَمِّي جَعْفَرٍ

وَوُلْدِهِ فَسَبِيلُ إِخْوَةِ يُوسُفَ عليه السلام.

وَأَمَّا الْفُقَّاعُ، فَشُرْبُهُ حَرَامٌ وَلَا بَأْسَ بِالشَّلْمَابِ.

وَأَمَّا أَمْوَالُكُمْ فَمَا نَقْبَلُهَا إِلَّا لِتَطَهَّرُوا ، فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصِلْ، وَمَنْ شَاءَ فَلْيَقْطَعْ، فَمَا آتَانَا اللهُ مِمَّا آتَاكُمْ.

وَأَمَّا ظُهُورُ الْفَرَجِ، فَإِنَّهُ إِلَى اللهِ وَكَذَبَ الْوَقَّاتُونَ.

وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْحُسَيْنَ عليه السلام لَمْ يُقْتَلْ فَكُفْرٌ وَتَكْذِيبٌ وَضَلَالٌ.

وَأَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ ، فَارْجِعُوا فِيهَا إِلَى رُوَاةِ حَدِيثِنَا ، فَإِنَّهُمْ حُجَّتِي عَلَيْكُمْ، وَأَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيْهِمْ.

وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَمْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَنْ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ، فَإِنَّهُ ثِقَتِي وَكِتَابُهُ كِتَابِي.

وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ مَهْزِيَارَ الْأَهْوَازِيُّ ، فَسَيُصْلِحُ اللهُ قَلْبَهُ وَيُزِيلُ عَنْهُ شَكَّهُ.

وَأَمَّا مَا وَصَلْتَنَا بِهِ فَلَا قَبُولَ عِنْدَنَا إِلَّا لِمَا طَابَ وَطَهُرَ، وَثَمَنُ الْمُغَنِّيَةِ حَرَامٌ.

وَأَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ ، فَإِنَّهُ رَجُلٌ مِنْ شِيعَتِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ - وَأَمَّا أَبُو الْخَطَّابِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ الْأَجْدَعُ ، فَإِنَّهُ مَلْعُونٌ وَأَصْحَابُهُ مَلْعُونُونَ ، فَلَا تُجَالِسْ أَهْلَ مَقَالَتِهِمْ، فَإِنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَآبَائِي عليهم السلام مِنْهُمْ بِرَاءٌ.

وَاَمَّا الْمُتَلَبِّسُونَ بِأَمْوَالِنَا فَمَنِ اسْتَحَلَّ شَيْئًا مِنْهَا فَأَكَلَهُ، فَإِنَّمَا يَأْكُلُ النِّيرَانَ۔

وَاَمَّا الْخُمُسُ فَقَدْ أُبِيحَ لِشِيعَتِنَا وَجُعِلُوا مِنْهُ فِي حِلٍّ إِلَى وَقْتِ ظُهُورِ أَمْرِنَا لِتَطِيبَ وِلَادَتُهُمْ وَلَا تَخْبُثَ۔

وَاَمَّا نَدَامَةُ قَوْمٍ شَكُّوا فِي دِيْنِ اللهِ عَلَى مَا وَصَلُونَا بِهِ فَقَدْ أَقَلْنَا مَنِ اسْتَقَالَ وَلَا حَاجَةَ لَنَا إِلَى صِلَةِ الشَّاكِّيْنَ۔

وَاَمَّا عِلَّةُ مَا وَقَعَ مِنَ الْغَيْبَةِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت۱۰۱) إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ اَحَدٌ مِنْ آبَائِي إِلَّا وَقَدْ وَقَعَتْ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ لِطَاغِيَةِ زَمَانِهِ، وَ إِنِّي أَخْرُجُ حِيْنَ أَخْرُجُ وَلَا بَيْعَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الطَّوَاغِيْتِ فِي عُنُقِي۔

وَاَمَّا وَجْهُ الْاِنْتِفَاعِ بِي فِي غَيْبَتِي فَـ[illegible]ـاعِ بِالشَّمْسِ إِذَا غَيَّبَهَا عَنِ الْأَبْصَارِ السَّحَابُ، وَ إِنِّي لَأَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ، كَمَا أَنَّ النُّجُومَ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ۔

فَأَغْلِقُوا أَبْوَابَ السُّؤَالِ عَمَّا لَا يَعْنِيكُمْ، وَلَا تَتَكَلَّفُوا عِلْمَ مَا قَدْ كُفِيتُمْ، وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ فَرَجُكُمْ۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِسْحَاقَ بْنَ يَعْقُوبَ! وَعَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى (احتجاج: ج۲،ص ۴۷۰، الخرائج والجرائح: ج۳، ص۱۱۱۴، بحارالانوار: ج۵۳،ص۱۸۰)

"اسحاق بن یعقوب کلینی کہتے ہیں: میں نے محمد بن عثمان سے تقاضا کیا کہ میرا خط جس میں کچھ مشکل مسائل مذکور ہیں، امامِ زمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیں۔ اس نے قبول کیا اور وہ امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچایا۔

میرے سوالات کے جوابات میں میرے مولا صاحب الزمان علیہ السلام کی جانب سے یوں خط صادر ہوا: خداوند آپ کی ہدایت فرمائے اور آپ کو عقیدۂ حق پر ثابت قدم رکھے۔ آپ نے یہ سوال کیا کہ میرے خاندان کے بعض افراد اور میرے چچازاد میرے وجود کا انکار کرتے ہیں، جان لو! خداوند اور کسی دوسرے کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے، جو کوئی بھی میرے وجود کا منکر ہے وہ مجھ سے نہیں ہے اور اس کا راستہ پسر نوح کا راستہ ہے، اور وہ راستہ جو میرے چچا جعفر اور اس کے بیٹوں نے اختیار کیا ہے وہ برادرانِ یوسف کا راستہ ہے۔

دوسرا سوال فقاع (جو کی شراب) کے بارے میں تھا، اس کا پینا حرام ہے لیکن آبِ شلغم پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ جو اَموال ہمارے تک پہنچاتے ہیں، ہم وہ آپ کے گناہوں سے پاک ہونے کے لیے لیتے ہیں، اس بنا پر جو چاہتا ہے اپنے اَموال ہمارے تک پہنچائے اور جو نہیں چاہتا وہ نہ پہنچائے، جو کچھ خداوند نے ہمیں عطا کیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو آپ لوگ پہنچاتے ہیں۔

ظہور امام زمانؑ کے بارے میں سوال کیا گیا، ظہور، ارادۂ خدا سے وابستہ ہے اور جو لوگ اس کا وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ جس کسی کا یہ عقیدہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام قتل نہیں ہوئے ہیں اس کا عقیدہ کفر، تکذیب حقیقت اور ضلالت و گمراہی پر مبنی ہے۔ جو واقعات آپ لوگوں کو پیش آتے ہیں، ان کا حکم جاننے کے لیے ہماری حدیث کے راویوں کی طرف رجوع کریں کیوں کہ وہ آپ لوگوں پر میری طرف سے

حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے ان پر حجت ہوں۔

آپ نے محمد بن عثمان عمری کہ خدا ان پر اور ان سے پہلے ان کے والد پر راضی اور خوشنود ہو، کے بارے میں پوچھا ہے تو وہ میرے مورد اعتماد ہیں اور ان کی تحریر میری تحریر ہے۔

آپ نے محمد بن علی بن مہزیار کے بارے میں سوال کیا ہے تو خداوند جلد اس کے دل کی اصلاح کرے گا۔ آپ نے ان اَموال کے بارے میں پوچھا ہے جو آپ نے بھیجے ہیں تو ایسے اَموال ہمارے ہاں قبول نہیں ہیں مگر یہ کہ حرام سے پاک و پاکیزہ ہوں اور گانے والی عورت کے پیسے بھی حرام ہیں۔

ہم محمد بن شاذان بن نعیم کے بارے میں کہتے ہیں: وہ ایسا شخص ہے جو ہم اہل بیت کا محب ہے۔ ابو الخطاب محمد بن ابی زینب الاجدع اور اس کے تمام اصحاب ملعون ہیں اور آپ ان لوگوں کے ساتھ نشست و برخواست نہ رکھیں جو ان کے ہم عقیدہ ہیں، کیوں میں ان سے بے زار اور متنفر ہوں اور میرے آباء و اجداد بھی ان سے متنفر تھے۔ البتہ وہ لوگ جو ہمارے اَموال لیتے ہیں، اگر وہ اس سے کچھ کو اپنے لیے حلال سمجھ کر اسے کھاتے ہیں تو ان کی مثال یوں ہے جیسے انھوں نے آگ کھائی ہے۔

آپ نے خمس کے بارے میں سوال کیا ہے تو وہ ہمارے شیعوں کے لیے مباح ہے اور ہمارے ظہور تک ان کے لیے حلال ہو چکا ہے تا کہ اس کے واسطے سے ان کی ولادت پاک ہو اور وہ پلید نہ ہوں۔ البتہ وہ لوگ جو اپنے اَموال ہمارے ہاں بھیج کر پشیمان ہوئے ہیں، انھوں نے دین خدا میں شک کیا ہے؛ جس کسی نے ہمیں جو کچھ دیا ہے اگر وہ چاہتا ہے تو ہم اسے واپس کر دیں گے، ہم ان لوگوں کی بخشش کے محتاج نہیں ہیں جو ہمارے بارے میں شک کرتے ہیں۔

البتہ غیبت واقع ہونے کی علت یہ ہے کہ خداوند فرماتا ہے: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ان چیزوں کے بارے میں مت پوچھو اگر وہ تمہارے لیے آشکارا ہوجائیں تو تمہیں رنجیدہ کریں گی''۔

بے شک! میرے آباء واجداد میں سے ہر ایک نے اپنے زمانے کے طاغوت (سلطان) کی بیعت اپنی گردن پر لی، جب میں ظہور کروں گا تو زمانے کے کسی طاغوت کی بیعت میری گردن پر نہیں ہوگی۔ البتہ یہ کہ لوگ میری غیبت کے زمانے میں کس طرح مجھ سے مستفید ہوں گے، تو اس کی مثال اس سورج سے استفادہ کرنے کی ہے جو بادلوں کی اُوٹ میں ہوتا ہے۔ میں زمین والوں کے لیے اسی طرح سے امان ہوں جیسے ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں۔

اسی اعتبار سے وہ اشیاء کہ جو ضروری نہیں ہیں ان کے بارے میں سوالات کے دروازے بند کردیں اور جن چیزوں کا آپ سے مطالبہ نہیں کیا گیا ہے انھیں جاننے کے لیے اپنے آپ کو زحمت میں مت ڈالیں۔ تعجیل فرج کے لیے بہت زیادہ دعا کریں کیوں کہ تعجیل فرج کے لیے دعا کرنے میں تمہارے لیے آسائش ہے۔ اے اسحاق بن یعقوب! تم پر سلام ہو اور ان پر کہ جو ہدایت کی پیروی کرتے ہیں۔

محبانِ آلِ محمدؐ تک پہنچ گئیں

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِي رحمه الله: أَقُولُ: وَرُوِيَ فِي بَعْضِ تَأْلِيفَاتِ أَصْحَابِنَا عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ حَمْدَانَ، عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عِيسَى بْنِ مَهْدِيِّ الْجَوْهَرِيِّ قَالَ:

خَرَجْتُ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ إِلَى الْحَجِّ، وَكَانَ

قَصْدِي الْمَدِينَةَ حَيْثُ صَحَّ عِنْدَنَا أَنَّ صَاحِبَ الزَّمَانِ عليه السلام قَدْ ظَهَرَ، فَاعْتَلَلْتُ وَقَدْ خَرَجْنَا مِنْ فَيْدٍ، فَتَعَلَّقَتْ نَفْسِي بِشَهْوَةِ السَّمَكِ وَالتَّمْرِ۔

فَلَمَّا وَرَدْتُ الْمَدِينَةَ وَلَقِيتُ بِهَا إِخْوَانَنَا بَشَّرُونِي بِظُهُورِهِ عليه السلام بِصَابِرَ۔

فَصِرْتُ إِلَى صَابِرَ، فَلَمَّا أَشْرَفْتُ عَلَى الْوَادِي رَأَيْتُ عُنَيْزَاتٍ عِجَافًا، فَدَخَلْتُ الْقَصْرَ، فَوَقَفْتُ أَرْقُبُ الْأَمْرَ إِلَى أَنْ صَلَّيْتُ الْعِشَاءَيْنِ وَأَنَا أَدْعُو وَأَتَضَرَّعُ وَأَسْأَلُ۔

فَإِذَا أَنَا بِبَدْرٍ الْخَادِمِ يَصِيحُ بِي: يَا عِيسَى بْنَ مَهْدِيٍّ الْجَوْهَرِيُّ! ادْخُلْ فَكَبَّرْتُ وَهَلَّلْتُ وَأَكْثَرْتُ مِنْ حَمْدِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ۔

فَلَمَّا صِرْتُ فِي صَحْنِ الْقَصْرِ رَأَيْتُ مَائِدَةً مَنْصُوبَةً۔ فَمَرَّ بِي الْخَادِمُ إِلَيْهَا فَأَجْلَسَنِي عَلَيْهَا وَقَالَ لِي: مَوْلَاكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْكُلَ مَا اشْتَهَيْتَ فِي عِلَّتِكَ وَأَنْتَ خَارِجٌ مِنْ فَيْدٍ۔

فَقُلْتُ: حَسْبِي بِهٰذَا بُرْهَانًا فَكَيْفَ آكُلُ وَلَمْ أَرَ سَيِّدِي وَمَوْلَايَ؟

فَصَاحَ: يَا عِيسَى! كُلْ مِنْ طَعَمِكَ، فَإِنَّكَ تَرَانِي۔

فَجَلَسْتُ عَلَى الْمَائِدَةِ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عَلَيْهَا سَمَكٌ حَارٌّ يَفُورُ وَتَمْرٌ إِلَى جَانِبِهِ أَشْبَهُ التُّمُورِ بِتُمُورِنَا وَبِجَانِبِ التَّمْرِ لَبَنٌ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: عَلِيلٌ وَسَمَكٌ وَتَمْرٌ وَلَبَنٌ۔

فَقَالَ لِي: يَا عِيسَى! أَتَشُكُّ فِي أَمْرِنَا؟ أَفَأَنْتَ أَعْلَمُ بِمَا يَنْفَعُكَ وَيَضُرُّكَ؟

فَبَكَيْتُ وَاسْتَغْفَرْتُ اللهَ تَعَالَى وَأَكَلْتُ مِنَ الْجَمِيعِ، وَكُلَّمَا رَفَعْتُ يَدِي مِنْهُ لَمْ يَتَبَيَّنْ مَوْضِعُهَا فِيهِ، فَوَجَدْتُهُ أَطْيَبَ مَا ذُقْتُهُ فِي الدُّنْيَا، فَأَكَلْتُ مِنْهُ كَثِيرًا حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ۔

فَقَالَ لِي: لَا تَسْتَحْيِ يَا عِيسَى! فَإِنَّهُ مِنْ طَعَامِ الْجَنَّةِ لَمْ تَصْنَعْهُ يَدُ مَخْلُوقٍ۔

فَأَكَلْتُ فَرَأَيْتُ نَفْسِي لَا يَنْتَهِي عَنْهُ مِنْ أَكْلِهِ، فَقُلْتُ: يَا مَوْلَايَ! حَسْبِي۔

فَقَالَ لِي: أَقْبِلْ إِلَيَّ!

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: آتِي مَوْلَايَ وَلَمْ أَغْسِلْ يَدِي۔

فَقَالَ لِي: يَا عِيسَى! وَهَلْ لِمَا أَكَلْتَ غَمَرٌ؟

فَشَمِمْتُ يَدِي وَإِذَا هِيَ أَعْطَرُ مِنَ الْمِسْكِ وَالْكَافُورِ، وَدَنَوْتُ مِنْهُ عليه السلام۔

فَبَدَا لِي نُورٌ غَشِيَ بَصَرِي وَرَهِبْتُ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّ عَقْلِي قَدِ اخْتَلَطَ، فَقَالَ لِي: يَا عِيسَى! مَا كَانَ لَكَ أَنْ تَرَانِي لَوْلَا الْمُكَذِّبُونَ الْقَائِلُونَ بِأَيْنَ هُوَ، وَمَتَى كَانَ، وَأَيْنَ وُلِدَ وَمَنْ رَآهُ، وَمَا الَّذِي خَرَجَ إِلَيْكُمْ مِنْهُ، وَبِأَيِّ شَيْءٍ نَبَّأَكُمْ، وَأَيُّ مُعْجِزٍ أَتَاكُمْ، أَمَا وَاللهِ لَقَدْ دَفَعُوا أَمِيرَ

الْمُؤْمِنِیْنَ علیہ السلام مَعَ مَا رَوَوْهُ وَقَدَّمُوا عَلَيْهِ وَكَادُوهُ وَقَتَلُوهُ، وَكَذٰلِكَ آبَائِي علیہم السلام وَلَمْ يُصَدِّقُوهُمْ وَنَسَبُوهُمْ إِلَى السِّحْرِ وَخِدْمَةِ الْجِنِّ إِلَى مَا تَبَيَّنَ۔

يَا عِيْسٰى! فَخَبِّرْ أَوْلِيَاءَنَا مَا رَأَيْتَ وَ إِيَّاكَ أَنْ تُخْبِرَ عَدُوَّنَا فَتُسْلَبَهُ۔

فَقُلْتُ: يَا مَوْلَايَ! ادْعُ لِي بِالثَّبَاتِ!

فَقَالَ: لَوْلَمْ يُثَبِّتْكَ اللهُ مَا رَأَيْتَنِي وَامْضِ بِنَجْحِكَ رَاشِدًا۔

فَخَرَجْتُ أُكْثِرُ حَمْدَ اللهِ وَشُكْرًا۔

"جناب علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں: ہمارے علماء کی کتب میں سے ایک میں حسین بن حمدان سے نقل ہوا ہے کہ ابو محمد عیسیٰ بن مہدی جوہری کہتے ہیں: میں ۲۶۰ ہجری میں اعمال حج بجالانے کے لیے نکلا، میرا قصد مدینہ جانے کا تھا کیوں کہ میرے لیے ثابت ہو چکا تھا کہ امامِ زمان علیہ السلام نے وہاں پر ظہور فرمایا ہے۔

دورانِ سفر "فید" [1] کے علاقے میں مریض ہو گیا، جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو میرا دل مچھلی اور خرما کھانے کو چاہا۔ جب میں مدینہ میں داخل ہوا اور شیعہ بھائیوں سے ملا تو انھوں نے یہ خوش خبری دی کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے "صابر" کے مقام پر ظہور فرمایا ہے۔ میں "مقامِ صابر" کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں اس بیابان میں پہنچا تو وہاں پر میں نے کمزور بکریوں کے کچھ بچے دیکھے اور وہاں پر ایک محل بھی تھا۔ بکریوں کے بچے محل کے اندر چلے گئے اور میں وہاں پر کھڑا صورتِ

---

[1] فید مکہ مکرمہ کے نزدیک ایک قلعہ کا نام ہے۔

حال کا جائزہ لے رہا تھا حتیٰ کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی، دعا مانگی، گریہ وزاری کیا اور خداوند کی بارگاہ میں التجا کی۔

اچانک میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم بدر کو دیکھا، اس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: اے عیسیٰ بن مہدی جوہری! اندر آجاؤ۔ جب میں نے یہ سنا تو میں نے تکبیر و تہلیل بجالائی اور کثرت سے خداوند کی حمد وثنا بجالائی۔

جب میں اس محل کے صحن میں داخل ہوا تو وہاں پر دستر خوان لگا ہوا دیکھا، خادم نے مجھے حکم دیا کہ دستر خوان پر بیٹھ جاؤں۔ مجھے دستر خوان پر بٹھانے کے بعد کہا: آپ کے مولا نے آپ کو حکم دیا ہے کہ "مقام فید" سے رخصت ہوتے وقت آپ نے جس چیز کی تمنا کی تھی، اب وہ کھائیں!

میں نے اپنے آپ سے کہا: میرے لیے یہی دلیل کافی ہے، میں کیسے کھانا کھاؤں جبکہ ابھی تک میں نے اپنے مولا کی زیارت نہیں کی ہے؟

انھوں نے بلند آواز سے کہا: اے عیسیٰ! کھانا کھائیں، آپ مجھے دیکھیں گے۔ میں دستر خوان پر بیٹھ گیا، دیکھا کہ دستر خوان پر پکی ہوئی گرما گرم مچھلی رکھی ہوئی ہے، اس کے پاس ہمارے علاقے کی کھجوروں کے مانند کھجوریں رکھی ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ہی لسی بھی پڑی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں تو مریض ہوں، کس طرح مچھلی، کھجور اور لسی استعمال کروں۔

اچانک مجھے آواز دی اور فرمایا: اے عیسیٰ! کیا اب بھی آپ ہمارے بارے میں شک میں مبتلا ہیں؟ کیا آپ بہتر جانتے ہیں کہ آپ کے لیے کون سی چیز مفید اور کون سی مفید نہیں یا ہم؟

میں نے گریہ کیا، اللہ سے مغفرت طلب کی اور دستر خوان پر جو کچھ رکھا ہوا تھا

اسے کھایا۔ جب بھی میں غذا سے ہاتھ اٹھاتا تو میرے ہاتھ کی جگہ معلوم نہ ہوتی، وہ دنیا کی لذیذ ترین غذا تھی۔ میں نے اس قدر کھانا کھایا کہ مجھے شرم آنے لگی، لیکن ان بزرگوار نے بلند آواز سے فرمایا: اے عیسیٰ! شرم مت کریں کہ یہ بہشتی غذا ہے، اسے مخلوق نے نہیں پکایا ہے۔ میں نے پھر کھانا شروع کر دیا، میرا دل تو نہیں کر رہا تھا کہ اس سے ہاتھ کھینچوں اور نہ ہی میں سیر ہو رہا تھا، لیکن میں نے عرض کیا: میرے آقا و مولا! بس کافی ہے۔

اس دوران پھر آواز دی اور فرمایا: میرے پاس آئیں۔

میں نے اپنے آپ سے کہا: ابھی تک تو میں نے ہاتھ نہیں دھوئے ہیں، میں کس طرح اپنے مولا کی خدمت میں حاضر ہوں؟

آں حضرت نے آواز دی اور فرمایا: اے عیسیٰ! آپ نے جو غذا کھائی ہے کیا اس کے بعد ہاتھ دھونے کی ضرورت ہے؟ میں نے اپنے ہاتھ سونگھے تو وہ مشک و کافور سے زیادہ خوشبودار تھے۔ اس کے بعد میں حضرت کے قریب گیا، اچانک ان سے ایسا نور ساطع ہوا کہ جس نے میری آنکھیں خیرہ کر دیں اور میں اپنے آپ سے اس قدر بے خود ہوا کہ میں نے خیال کیا کہ میری عقل ہوا ہو گئی ہے۔

آں حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا: اے عیسیٰ! مجھے جھٹلانے والے اگر یہ نہ کہتے کہ وہ کہاں پر ہیں کب تھے، کہاں پیدا ہوئے، کس نے انھیں دیکھا، کون ان کے پاس سے آیا ہے کہ جو آپ کو مطلع کرے، کس چیز نے آپ کو خبر دی ہے اور آپ کے لیے کون سا معجزہ لائے ہیں تو آپ کو مجھے دیکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

خبردار! خدا کی قسم، لوگوں نے امیر المومنین علیؑ کو دیکھا، ان سے روایت نقل کی، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے باوجود انھیں چھوڑ دیا، ان سے آگے

بڑھے، انھیں دھوکہ دیا اور انھیں قتل کر دیا۔ انھوں نے میرے دوسرے آباء و اجدادؑ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا، ان کی تصدیق نہیں کی، ان کے معجزات کو جادو اور تسخیر جن سمجھتے رہے، یہاں تک کہ ان کے دعویٰ کی حقیقت واضح ہو جائے۔

اے عیسیٰ! آپ نے جو کچھ دیکھا ہے اسے ہمارے دوستوں تک پہنچائیں، انھیں ہمارے دشمنوں کے سامنے بیان کرنے سے پرہیز کریں، ایسا نہ ہو کہ انھیں لباس غم پہنائیں۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا و مولا! دعا فرمائیں کہ خداوند مجھے اس عقیدے پر ثابت قدم رکھے۔ فرمایا: اگر خداوند نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ مجھے کبھی نہ دیکھ سکتے، جائیں کہ آپ ہمیشہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ہیں۔

میں آں حضرتؑ کی خدمت سے رخصت ہوا در حالانکہ میں نے خداوند متعال کی بہت زیادہ حمد و ثنا کی اور شکر بجالایا۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۶۸)

میں شک و جستجو کی حالت میں ہوں

إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدٍ ابْنَيِ الْفَرَجِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ أَنَّهُ وَرَدَ الْعِرَاقَ شَاكّاً مُرْتَاداً۔

فَخَرَجَ إِلَيْهِ : قُلْ لِلْمَهْزِيَارِيِّ: قَدْ فَهِمْنَا مَا حَكَيْتَهُ عَنْ مَوَالِينَا بِنَاحِيَتِكُمْ، فَقُلْ لَهُمْ : أَمَا سَمِعْتُمُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ (سورۂ نساء: آیت ۵۹) هَلْ أُمِرَ إِلَّا بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟

أَوَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ جَعَلَ لَكُمْ مَعَاقِلَ تَأْوُونَ إِلَيْهَا، وَأَعْلَامًا تَهْتَدُونَ بِهَا مِنْ لَدُنْ آدَمَ عليه السلام إِلَى أَنْ ظَهَرَ الْمَاضِي أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام، كُلَّمَا غَابَ عَلَمٌ بَدَا عَلَمٌ، وَإِذَا أَفَلَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ؟

فَلَمَّا قَبَضَهُ اللهُ إِلَيْهِ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ قَطَعَ السَّبَبَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ خَلْقِهِ؟

كَلَّا، مَا كَانَ ذٰلِكَ وَلَا يَكُونُ حَتَّى تَقُومُ السَّاعَةُ، وَيَظْهَرَ أَمْرُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَهُمْ كَارِهُونَ۔

يَا مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ! لَا يَدْخُلَكَ الشَّكُّ فِيمَا قَدِمْتَ لَهُ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يُخَلِّي الْأَرْضَ مِنْ حُجَّةٍ۔

أَلَيْسَ قَالَ لَكَ أَبُوكَ قَبْلَ وَفَاتِهِ: أَحْضِرِ السَّاعَةَ مَنْ يُعَيِّرُ هٰذِهِ الدَّنَانِيرَ الَّتِي عِنْدِي؟

فَلَمَّا أُبْطِئَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَخَافَ الشَّيْخُ عَلَى نَفْسِهِ الْوَحَا قَالَ لَكَ: عَيِّرْهَا عَلَى نَفْسِكَ۔

وَأَخْرَجَ إِلَيْكَ كِيسًا كَبِيرًا، وَعِنْدَكَ بِالْحَضْرَةِ ثَلَاثَةُ أَكْيَاسٍ وَصُرَّةٌ فِيهَا دَنَانِيرُ مُخْتَلِفَةُ النَّقْدِ۔

فَعَيَّرْتَهَا وَخَتَمَ الشَّيْخُ بِخَاتَمِهِ وَقَالَ لَكَ: اخْتِمْ مَعَ خَاتَمِي، فَإِنْ أَعِشْ فَأَنَا أَحَقُّ بِهَا، وَإِنْ أَمُتْ فَاتَّقِ اللهَ فِي نَفْسِكَ أَوَّلًا ثُمَّ فِيَّ فَخَلِّصْنِي وَكُنْ عِنْدَ ظَنِّي بِكَ۔

أَخْرِجْ۔ رَحِمَكَ اللهُ! الدَّنَانِيرَ الَّتِي اسْتَفْضَلْتَهَا مِنْ بَيْنِ

النَّقْدَیْنِ مِنْ حِسَابِنَا، وَهِیَ بِضْعَةَ عَشَرَ دِینَارًا وَاسْتَرِدَّ مِنْ قِبَلِكَ، فَاِنَّ الزَّمَانَ أَصْعَبُ مِمَّا كَانَ وَحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ: وَقَدِمْتُ الْعَسْكَرَ زَائِرًا فَقَصَدْتُ النَّاحِیَةَ، فَلَقِیَتْنِی امْرَأَةٌ وَقَالَتْ: اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

فَقَالَتْ لِی: انْصَرِفْ فَاِنَّكَ لَاتَصِلُ فِی هٰذَا الْوَقْتِ وَارْجِعِ اللَّیْلَةَ، فَاِنَّ الْبَابَ مَفْتُوحٌ لَكَ، فَادْخُلِ الدَّارَ وَاقْصِدِ الْبَیْتَ الَّذِی فِیْهِ السِّرَاجُ۔

فَفَعَلْتُ: وَقَصَدْتُ الْبَابَ، فَاِذَا هُوَ مَفْتُوحٌ، فَدَخَلْتُ الدَّارَ وَقَصَدْتُ الْبَیْتَ الَّذِی وَصَفَتْهُ، فَبَیْنَا اَنَا بَیْنَ الْقَبْرَیْنِ أَنْتَحِبُ وَأَبْكِی اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا وَهُوَ یَقُوْلُ: یَامُحَمَّدُ! اتَّقِ اللهَ وَتُبْ مِنْ كُلِّ مَا اَنْتَ عَلَیْهِ، فَقَدْ قُلِّدْتَ أَمْرًا عَظِیْمًا (کمال الدین: ج۲، ص۴۸۷)

"فرج کے بیٹے ابراہیم اور محمد کہتے ہیں: محمد بن ابراہیم مہر یار شک و تردید کی حالت میں جستجو کرتے ہوئے عراق میں داخل ہوا اور اس کے لیے مندرجہ ذیل خط صادر ہوا: مہر یار سے کہیں: جو کچھ آپ نے ہمارے محبوں کے سامنے اپنی طرف سے نقل کیا ہے وہ ہم سمجھ گئے ہیں۔ ان سے کہیں کہ کیا آپ لوگوں نے نہیں سنا کہ خداوند متعال فرماتا ہے: "اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اور صاحبان

امر کی اطاعت کرو"۔ (سورۂ نساء: آیت ۵۹)

کیا یہ حکم تا قیام قیامت مورد قبول نہیں ہے؟ کیا آپ نہیں جانتے ہیں کہ خدا وند سبحان نے آپ لوگوں کے لیے پناہ گاہ بنا رکھی ہے کہ آپ لوگ اس میں پناہ حاصل کریں اور حضرت آدمؑ کے زمانے سے لے کر گذشتہ امام کے زمانے تک ایسے پیشوا موجود تھے کہ جس کے ذریعے آپ لوگوں کی رہبری ہوتی رہی ہے؟ جب بھی ایک پیشوا دنیا سے رخصت ہوتا تو اس کی جگہ پر دوسرا آجاتا اور جب بھی ایک ستارہ غروب کرتا تو دوسرا ستارہ طلوع ہو جاتا تھا۔

جب خداوند سبحان نے حضرت امام حسن عسکریؑ کی روح قبض کی تو آپ لوگوں نے یہ خیال کیا کہ خداوند نے اپنی مخلوق کے درمیان سے اپنا وسیلہ ختم کر دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے اور نہ ہی تا قیام قیامت ایسا ہو گا، ضروری ہے کہ حکم خدا آشکارا ہو، خواہ وہ ناراحت ہوں۔

اے محمد بن ابراہیم! جو کچھ آپ کے سامنے ہے اس میں شک نہ کریں، کیوں کہ خدا زمین کو اپنی حجت سے خالی نہیں کرے گا۔ کیا آپ کے باپ نے اپنی موت سے قبل آپ کو نہیں کہا تھا کہ کسی کو ابھی بلاؤ کہ وہ اس سامان کا وزن کرے جو میرے پاس ہے؟ جب اس بارے میں سستی کی گئی اور شیخ کو اپنی جان کا خطرہ پڑ گیا کہ وہ مرنے لگا ہے تو اس نے کہا: آپ اپنی ذمہ داری پر اس کا وزن کریں۔

اس کے بعد اس نے آپ کے لیے ایک بڑا سا تھیلا نکالا اور آپ نے بھی اپنی سبز رنگ کی تین تھیلیاں کہ جن میں سے ایک میں مختلف قسم کے دینار تھے، سب کا وزن کیا اور شیخ نے اس پر اپنی مہر لگائی اور کہا: "آپ بھی اس پر مہر لگائیں، اگر میں زندہ رہا تو میں سب سے زیادہ حق دار ہوں اور اگر دنیا سے رخصت ہو گیا تو پہلے اپنے

بارے میں تقویٰ الٰہی اختیار کریں اور پھر میرے بارے میں اور مجھے چھوڑ دیں اور اس طرح سے بنو کہ جس طرح میں خیال کرتا ہوں"۔

خداوند آپ پر رحمت نازل کرے، آپ دیناروں (اس زیادہ مقدار) میں سے کہ جن کی تعداد دس اور کچھ تھی، ہمارے حساب کے دینار باہر نکال لیں اور باقی ہمارے سپرد کر دیں، کہ زمانہ بہت سخت ہے، ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین وکیل ہے۔

محمد بن ابراہیم کہتے ہیں: میں حضرت کی زیارت کرنے کے لیے عسکر نامی محلہ میں گیا اور ناحیہ مقدسہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں میرا ایک عورت سے آمنا سامنا ہوا۔ اس نے کہا: آپ محمد بن ابراہیم ہیں؟

مَیں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: لوٹ جاؤ، اس وقت مقصود تک نہیں پہنچ سکو گے۔ آپ رات کو آئیں، دروازہ کھلا ہوگا، صحن میں داخل ہو جانا اور جس کمرے میں چراغ جل رہا ہوگا اس میں داخل ہو جانا۔ مَیں نے یہی کام کیا، رات کو دروازہ کھلا ہوا تھا، میں صحن میں داخل ہوا اور اس کمرے کی طرف چلا کہ جس کی نشانی عورت نے بتائی تھی۔ اس دوران مَیں نے دو قبروں کے درمیان گریہ وزاری کرنے کی آواز سنی، انھوں نے فرمایا: اے محمد! خدا سے ڈریں اور آپ نے جس کام کا ارادہ کیا ہے، اس سے توبہ کریں؛ آپ بہت بڑے کام سے پیچھے ہیں"۔

لوگ کیوں اپنے لیے امام منتخب نہیں کر سکتے؟

عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْقُمِّيِّ - فِي حَدِيْثٍ قَالَ: قُلْتُ: فَأَخْبِرْنِي يَامَوْلَايَ! عَنِ الْعِلَّةِ الَّتِي تَمْنَعُ الْقَوْمَ مِن اخْتِيَارِ إِمَامٍ لِأَنْفُسِهِمْ

قَالَ: مُصْلِحٌ أَوْ مُفْسِدٌ؟

قُلْتُ: مُصْلِحٌ۔

قَالَ: فَهَلْ يَجُوزُ أَنْ تَقَعَ خِيَرَتُهُمْ عَلَى الْمُفْسِدِ بَعْدَ الْمُفْسِدِ بَعْدَ أَنْ لَا يَعْلَمَ أَحَدٌ بِمَا يَخْطُرُ بِبَالِ غَيْرِهِ مِنْ صَلَاحٍ أَوْ فَسَادٍ؟

قُلْتُ: بَلَى۔

قَالَ: فَهِيَ الْعِلَّةُ أُورِدُهَا لَكَ بِبُرْهَانٍ يَثِقُ بِهِ عَقْلُكَ۔ أَخْبِرْنِي عَنِ الرُّسُلِ الَّذِيْنَ اصْطَفَاهُمُ اللهُ وَأَنْزَلَ الْكُتُبَ عَلَيْهِمْ وَأَيَّدَهُمْ بِالْوَحْيِ وَالْعِصْمَةِ إِذْهُمْ أَعْلَامُ الْأُمَمِ وَأَهْدَى إِلَى الْاخْتِيَارِ مِنْهُمْ مِثْلُ مُوسَى وَعِيسَى علیہما السلام هَلْ يَجُوزُ مَعَ وُفُورِ عَقْلِهِمَا وَكَمَالِ عِلْمِهِمَا إِذَا هَمَّا بِالْاخْتِيَارِ اَنْ تَقَعَ خِيَرَتُهُمَا عَلَى الْمُنَافِقِ وَهُمَا يَظُنَّانِ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ؟

قُلْتُ: لَا۔

فَقَالَ: هٰذَا مُوسٰى كَلِيمُ اللهِ مَعَ وُفُورِ عَقْلِهِ وَكَمَالِ عِلْمِهِ وَنُزُولِ الْوَحْيِ عَلَيْهِ اخْتَارَ مِنْ أَعْيَانِ قَوْمِهِ وَ وُجُوهِ عَسْكَرِهِ لِمِيقَاتِ رَبِّهِ سَبْعِينَ رَجُلًا مِمَّنْ لَا يَشُكُّ فِي إِيْمَانِهِمْ وَ إِخْلَاصِهِمْ، فَوَقَعَتْ خِيَرَتُهُ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ۔ قَالَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللهَ جَهْرَةً

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ﴾۔

فَلَمَّا وَجَدْنَا اخْتِيَارَ مَنْ قَدِ اصْطَفَاهُ اللهُ لِلنُّبُوَّةِ وَاقِعًا عَلَى الْأَفْسَدِ دُونَ الْأَصْلَحِ، وَهُوَ يَظُنُّ أَنَّهُ الْأَصْلَحُ دُونَ الْأَفْسَدِ عَلِمْنَا أَنْ لَا اخْتِيَارَ إِلَّا لِمَنْ يَعْلَمُ مَا تُخْفِي الصُّدُورُ وَتَكِنُّ الضَّمَائِرُ وَيَتَصَرَّفُ عَلَيْهِ السَّرَائِرُ، وَأَنْ لَا خَطَرَ لِاخْتِيَارِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ بَعْدَ وُقُوعِ خِيَرَةِ الْأَنْبِيَاءِ عَلَى ذَوِي الْفَسَادِ لَمَّا أَرَادُوا أَهْلَ الصَّلَاحِ

(بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۸۸)

''سعد بن عبداللہ قمی ایک حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میرے آقا! لوگ خود اپنے لیے کیوں امام منتخب نہیں کر سکتے؟

آپؑ نے فرمایا: امام مصلح یا مفسد؟

میں نے عرض کیا: مصلح۔

آپؑ نے فرمایا: کیا یہ ممکن ہے کہ لوگ اپنی مرضی سے کسی کو امام مصلح منتخب کریں لیکن در حقیقت وہ مفسد ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: یہی وجہ ہے کہ لوگ اپنا امام منتخب نہیں کر سکتے ہیں۔ اب میں ایسی دلیل بیان کرتا ہوں کہ جس پر تمہیں یقین آ جائے گا۔

مجھے یہ بتائیں کہ خداوند متعال نے حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام جیسے پیغمبر جو اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار تھے، کو لوگوں میں سے منتخب کیا، ان پر آسمانی کتابیں نازل فرمائیں اور وحی و عصمت کے ذریعے ان کی تائید کی، کیا ان کے لیے ممکن ہے کہ وہ عقل

سے مالا مال ہونے اور علم کامل رکھنے کے باوجود کسی منافق کو اس گمان کی بنا پر کہ وہ مومن ہے، منتخب کریں؟ میں نے عرض کیا: بالکل نہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں کہ جو عقل سے مالا مال تھے اور علم کامل کے مالک ہیں ان پر وحی بھی نازل ہوتی تھی، انھوں نے بزرگانِ قوم اور اپنے لشکر میں سے مشہور و معروف ستر افراد منتخب کیے تاکہ انھیں میقاتِ پروردگار پر لے جائیں۔ اس کے باوجود کہ انھیں ان کے ایمان واخلاص کے بارے میں کوئی شک نہیں تھا لیکن وہ منافق نکلے۔

خداوند متعال نے فرمایا: ''موسیٰ نے ہمارے میقات کے لیے اپنی قوم سے ستر افراد منتخب کیے''۔

انھوں نے کہا: ''ہم تمھارے اوپر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو ظاہر بہ ظاہر نہ دیکھ لیں۔ پس! آسمانی بجلی نے انھیں ان کے ظلم کی وجہ سے پکڑا''۔

جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ جنھیں خداوند نے اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا، اس گمان کی بنا پر کہ وہ مومن ہیں، منافقین کا انتخاب کر لیتے ہیں تو اس سے یقین ہو جاتا ہے کہ انتخاب فقط اس خدا کی جانب سے ہے جو سینے میں پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔ جب خدا کے برگزیدہ رسول، صالح افراد کو منتخب کرتے وقت فاسد افراد کا انتخاب کر لیتے ہیں تو یقیناً انصار ومہاجرین بھی اس خطرے سے باہر نہیں ہیں۔[1]

میں شہر شہر آپ کی جستجو میں ہوں

ابْنُ الْمُتَوَكِّلِ عَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ

---

[1] یہ روایت پانچویں فصل میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے معجزات میں بھی آئے گی۔

قَالَ:

قَدِمْتُ مَدِينَةَ الرَّسُولِ ﷺ فَبَحَثْتُ عَنْ أَخْبَارِ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْأَخِيرِ عليهما السلام ، فَلَمْ أَقَعْ عَلَى شَيْءٍ مِنْهَا ، فَرَحَلْتُ مِنْهَا إِلَى مَكَّةَ مُسْتَبْحِثًا عَنْ ذَٰلِكَ ، فَبَيْنَا أَنَا فِي الطَّوَافِ ، إِذْ تَرَاءَى لِي فَتًى أَسْمَرُ اللَّوْنِ رَائِعُ الْحُسْنِ جَمِيلُ الْمَخِيلَةِ يُطِيلُ التَّوَسُّمَ فِيَّ۔

فَعَدَلْتُ إِلَيْهِ مُؤَمِّلًا مِنْهُ عِرْفَانَ مَا قَصَدْتُ لَهُ ، فَلَمَّا قَرُبْتُ مِنْهُ سَلَّمْتُ ، فَأَحْسَنَ الْإِجَابَةَ۔ ثُمَّ قَالَ: مِنْ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ؟

قُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ۔

قَالَ: مِنْ أَيِّ الْعِرَاقِ؟

قُلْتُ: مِنَ الْأَهْوَازِ۔

قَالَ: مَرْحَبًا بِلِقَائِكَ هَلْ تَعْرِفُ بِهَا جَعْفَرَ بْنَ حَمْدَانَ الْخَصِيبِيَّ؟

قُلْتُ: دُعِيَ فَأَجَابَ۔

قَالَ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ مَا كَانَ أَطْوَلَ لَيْلَهُ ، وَأَجْزَلَ نَيْلَهُ۔

فَهَلْ تَعْرِفُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مَهْزِيَارَ؟

قُلْتُ: أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْزِيَارَ۔

فَعَانَقَنِي مَلِيًّا ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ! مَا فَعَلَتِ الْعَلَامَةُ الَّتِي وَشَجَتْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ

صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ؟

قُلْتُ: لَعَلَّكَ تُرِيدُ الْخَاتَمَ الَّذِي آثَرَنِيَ اللهُ بِهِ مِنَ الطَّيِّبِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عليهما السلام۔

قَالَ: مَا أَرَدْتُ سِوَاهُ۔

فَأَخْرَجْتُهُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ اسْتَعْبَرَ وَقَبَّلَهُ، ثُمَّ قَرَأَ كِتَابَتَهُ وَكَانَتْ: ﴿يَا اللهُ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ﴾۔

ثُمَّ قَالَ: بِأَبِي يَدًا طَالَ مَا جُلْتَ فِيهَا وَتَرَاخَى بِنَا فُنُونُ الْأَحَادِيثِ.....

إِلَى أَنْ قَالَ لِي: يَا أَبَا إِسْحَاقَ! أَخْبِرْنِي عَنْ عَظِيمِ مَا تَوَخَّيْتَ بَعْدَ الْحَجِّ؟

قُلْتُ: وَأَبِيكَ مَا تَوَخَّيْتُ إِلَّا مَا سَأَسْتَعْلِمُكَ مَكْنُونَهُ۔

قَالَ: سَلْ عَمَّا شِئْتَ، فَإِنِّي شَارِحٌ لَكَ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

قُلْتُ: هَلْ تَعْرِفُ مِنْ أَخْبَارِ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ، وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ شَيْئًا؟

قَالَ: وَايْمُ اللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ الضَّوْءَ فِي جَبِينِ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى ابْنَيِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا، وَإِنِّي لَرَسُولُهُمَا إِلَيْكَ قَاصِدًا لِأُنْبِئَكَ أَمْرَهُمَا، فَإِنْ أَحْبَبْتَ لِقَاءَهُمَا وَالْاكْتِحَالَ بِالتَّبَرُّكِ بِهِمَا، فَارْحَلْ مَعِي إِلَى الطَّائِفِ، وَلْيَكُنْ ذٰلِكَ فِي خُفْيَةٍ مِنْ رِجَالِكَ، وَاكْتِتَامٍ۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَشَخَصْتُ مَعَهُ إِلَى الطَّائِفِ أَتَخَلَّلُ رَمْلَةً

فَرَمْلَةً حَتّٰى أَخَذَ فِي بَعْضِ مَخَارِجِ الْفَلَاةِ، فَبَدَتْ لَنَا خَيْمَةُ شَعْرٍ قَدْ أَشْرَفَتْ عَلٰى أَكَمَةِ رَمْلٍ يَتَلَأْلَا تِلْكَ الْبِقَاعُ مِنْهَا تَلَأْلُؤًا۔

فَبَدَرَنِي إِلَى الْأُذُنِ وَدَخَلَ مُسَلِّمًا عَلَيْهِمَا وَأَعْلَمَهُمَا بِمَكَانِي۔

فَخَرَجَ عَلَيَّ أَحَدُهُمَا وَهُوَ الْأَكْبَرُ سِنًّا م ح م د بْنُ الْحَسَنِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَهُوَ غُلَامٌ أَمْرَدُ نَاصِعُ اللَّوْنِ وَاضِحُ الْجَبِينِ أَبْلَجُ الْحَاجِبِ مَسْنُونُ الْخَدَّيْنِ، أَقْنَى الْأَنْفِ أَشَمُّ أَرْوَعُ كَأَنَّهُ غُصْنُ بَانٍ، وَكَأَنَّ صَفْحَةَ غُرَّتِهِ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ بِخَدِّهِ الْأَيْمَنِ خَالٌ كَأَنَّهُ فُتَاتَةُ مِسْكٍ عَلٰى بَيَاضِ الْفِضَّةِ، فَإِذَا بِرَأْسِهِ وَفْرَةٌ سَحْمَاءُ سَبِطَةٌ تُطَالِعُ شَحْمَةَ أُذُنِهِ لَهُ سَمْتٌ مَا رَأَتِ الْعُيُونُ أَقْصَدَ مِنْهُ، وَلَا أَعْرَفَ حُسْنًا وَسَكِينَةً وَحَيَاءً۔

فَلَمَّا مَثَلَ لِي أَسْرَعْتُ إِلٰى تَلَقِّيهِ، فَأَكْبَبْتُ عَلَيْهِ أَلْثِمُ كُلَّ جَارِحَةٍ مِنْهُ۔

فَقَالَ لِي: مَرْحَبًا بِكَ يَا أَبَا إِسْحَاقَ! لَقَدْ كَانَتِ الْأَيَّامُ تَعِدُنِي وَشْكَ لِقَائِكَ وَالْمُعَاتِبُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ عَلٰى تَشَاحُطِ الدَّارِ وَتَرَاخِي الْمَزَارِ تَتَخَيَّلُ لِي صُورَتَكَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ نَخْلُ طَرْفَةَ عَيْنٍ مِنْ طِيبِ الْمُحَادَثَةِ، وَخَيَالِ الْمُشَاهَدَةِ۔

وَاَنَا اَحْمَدُ اللهَ رَبِّي وَلِيَّ الْحَمْدِ عَلٰى مَا قَيَّضَ مِنَ التَّلَاقِ وَرَفَّهَ مِنْ كُرْبَةِ التَّنَازُعِ وَالْاسْتِشْرَافِ۔

ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْ إِخْوَانِي مُتَقَدِّمِهَا وَمُتَأَخِّرِهَا۔

فَقُلْتُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، مَا زِلْتُ أَفْحَصُ عَنْ أَمْرِكَ بَلَدًا فَبَلَدًا مُنْذُ اسْتَأْثَرَ اللهُ بِسَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ ؑ، فَاسْتَغْلَقَ عَلَيَّ ذٰلِكَ حَتّٰى مَنَّ اللهُ عَلَيَّ بِمَنْ أَرْشَدَنِي إِلَيْكَ وَدَلَّنِي عَلَيْكَ وَالشُّكْرُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا أَوْزَعَنِي فِيكَ مِنْ كَرِيمِ الْيَدِ وَالطَّوْلِ۔

ثُمَّ نَسَبَ نَفْسَهُ وَأَخَاهُ مُوسٰى وَاعْتَزَلَ فِي نَاحِيَةٍ۔ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ أَبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَهِدَ إِلَيَّ أَنْ لَا أُوطِنَ مِنَ الْأَرْضِ إِلَّا أَخْفَاهَا، وَأَقْصَاهَا إِسْرَاراً لِأَمْرِي، وَتَحْصِينًا لِمَحَلِّي مِنْ مَكَايِدِ أَهْلِ الضَّلَالِ وَالْمَرَدَةِ مِنْ أَحْدَاثِ الْأُمَمِ الضَّوَالِّ۔

فَنَبَذَنِي إِلٰى عَالِيَةِ الرِّمَالِ وَجُبْتُ صَرَائِمَ الْأَرْضِ تُنْظِرُنِي الْغَايَةَ الَّتِي عِنْدَهَا يَحُلُّ الْأَمْرُ وَيَنْجَلِي الْهَلَعُ۔

وَكَانَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ أَنْبَطَ لِي مِنْ خَزَائِنِ الْحِكَمِ وَكَوَامِنِ الْعُلُومِ مَا إِنْ أَشَعْتُ إِلَيْكَ مِنْهُ جُزْءًا أَغْنَاكَ عَنِ الْجُمْلَةِ:

اِعْلَمْ يَا أَبَا إِسْحَاقَ! أَنَّهُ قَالَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ:

يَا بُنَيَّ! إِنَّ اللهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْلِيَ أَطْبَاقَ أَرْضِهِ

وَأَهْلَ الْجِدِّ فِي طَاعَتِهٖ وَعِبَادَتِهٖ بِلَاحُجَّةٍ يُسْتَغَلُّ بِهَا، وَ
إِمَامٍ يُؤْتَمُّ بِهٖ وَيُقْتَدَى بِسُبُلِ سُنَّتِهٖ وَمِنْهَاجِ قَصْدِهٖ
وَأَرْجُو يَا بُنَيَّ! أَنْ تَكُونَ أَحَدَ مَنْ أَعَدَّهُ اللهُ لِنَشْرِ الْحَقِّ
وَطَيِّ الْبَاطِلِ وَإِعْلَاءِ الدِّيْنِ، وَإِطْفَاءِ الضَّلَالِ۔
فَعَلَيْكَ يَا بُنَيَّ! بِلُزُومِ خَوَافِي الْأَرْضِ وَتَتَبُّعِ أَقَاصِيهَا،
فَإِنَّ لِكُلِّ وَلِيٍّ مِنْ أَوْلِيَاءِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ عَدُوًّا مُقَارِعًا،
وَضِدًّا مُنَازِعًا، افْتِرَاضًا لِمُجَاهَدَةِ أَهْلِ نِفَاقِهٖ وَخِلَافِهٖ
أُولِي الْإِلْحَادِ وَالْعِنَادِ فَلَا يُوحِشَنَّكَ ذٰلِكَ ۔ وَاعْلَمْ! أَنَّ
قُلُوبَ أَهْلِ الطَّاعَةِ وَالْإِخْلَاصِ نُزَّعٌ إِلَيْكَ مِثْلَ الطَّيْرِ إِذَا
أَمَّتْ أَوْكَارَهَا ، وَهُمْ مَعْشَرٌ يَطْلُعُونَ بِمَخَائِلِ الذِّلَّةِ
وَالْاِسْتِكَانَةِ ، وَهُمْ عِنْدَ اللهِ بَرَرَةٌ أَعِزَّاءُ يَبْرُزُونَ
بِأَنْفُسٍ مُخْتَلَّةٍ مُحْتَاجَةٍ، وَهُمْ أَهْلُ الْقَنَاعَةِ
وَالْاِعْتِصَامِ۔
اسْتَنْبَطُوا الدِّيْنَ فَوَازَرُوهُ عَلَى مُجَاهَدَةِ الْأَضْدَادِ
خَصَّهُمُ اللهُ بِاحْتِمَالِ الضَّيْمِ لِيَشْمُلَهُمْ بِاتِّسَاعِ الْعِزِّ فِي
دَارِ الْقَرَارِ، وَجَبَلَهُمْ عَلَى خَلَائِقِ الصَّبْرِ لِتَكُونَ لَهُمُ
الْعَاقِبَةُ الْحُسْنٰى وَكَرَامَةُ حُسْنِ الْعُقْبٰى۔
فَاقْتَبِسْ يَا بُنَيَّ! نُورَ الصَّبْرِ عَلَى مَوَارِدِ أُمُورِكَ تَفُزْ
بِدَرْكِ الصُّنْعِ فِي مَصَادِرِهَا وَاسْتَشْعِرِ الْعِزَّ فِيمَا يَنُوبُكَ
تُحْظَ بِمَا تُحْمَدُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

فَكَأَنَّكَ يَا بُنَيَّ! بِتَأْيِيدِ نَصْرِ اللهِ قَدْ آنَ وَتَيْسِيرِ الْفَلْجِ وَعُلُوِّ الْكَعْبِ قَدْ حَانَ وَكَأَنَّكَ بِالرَّايَاتِ الصُّفْرِ وَالْأَعْلَامِ الْبِيضِ تَخْفِقُ عَلَى أَثْنَاءِ أَعْطَافِكَ مَا بَيْنَ الْحَطِيمِ وَزَمْزَمَ۔

وَكَأَنَّكَ بِتَرَادُفِ الْبَيْعَةِ وَتَصَافِي الْوَلَاءِ يَتَنَاظَمُ عَلَيْكَ تَنَاظُمَ الدُّرِّ فِي مَثَانِي الْعُقُودِ وَتَصَافُقِ الْأَكُفِّ عَلَى جَنَبَاتِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ تَلُوذُ بِفِنَائِكَ مِنْ مَلَاءٍ۔

بَرَأَهُمُ اللهُ مِنْ طَهَارَةِ الْوَلَاءِ وَنَفَاسَةِ التُّرْبَةِ، مُقَدَّسَةً قُلُوبُهُمْ مِنْ دَنَسِ النِّفَاقِ، مُهَذَّبَةً أَفْئِدَتُهُمْ مِنْ رِجْسِ الشِّقَاقِ، لَيِّنَةً عَرَائِكُهُمْ لِلدِّينِ، خَشِنَةً ضَرَائِبُهُمْ عَنِ الْعُدْوَانِ، وَاضِحَةً بِالْقَبُولِ أَوْجُهُهُمْ، نَضِرَةً بِالْفَضْلِ عِيدَانُهُمْ، يَدِينُونَ بِدِينِ الْحَقِّ وَأَهْلِهِ۔

فَإِذَا اشْتَدَّتْ أَرْكَانُهُمْ وَتَقَوَّمَتْ أَعْمَادُهُمْ قُدَّتْ بِمُكَاتَفَتِهِمْ، طَبَقَاتُ الْأُمَمِ، إِذْ تَبِعَتْكَ فِي ظِلَالِ شَجَرَةٍ دَوْحَةٍ بَسَقَتْ أَفْنَانُ غُصُونِهَا عَلَى حَافَاتِ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ۔ فَعِنْدَهَا يَتَلَأْلَأُ صُبْحُ الْحَقِّ، وَيَنْجَلِي ظَلَامُ الْبَاطِلِ، وَيَقْصِمُ اللهُ بِكَ الطُّغْيَانَ، وَيُعِيدُ مَعَالِمَ الْإِيمَانِ، وَيُظْهِرُ بِكَ أَسْقَامَ الْآفَاقِ، وَسَلَامَ الرِّفَاقِ۔

يَوَدُّ الطِّفْلُ فِي الْمَهْدِ لَوِ اسْتَطَاعَ إِلَيْكَ نُهُوضًا، وَنَوَاشِطُ الْوَحْشِ لَوْ تَجِدُ نَحْوَكَ مَجَازًا، تَهْتَزُّ بِكَ أَطْرَافُ

الدُّنْيَا بَهْجَةً، وَتَهُزُّبِكَ أَغْصَانُ الْعِزِّ نَضْرَةً ، وَتَسْتَقِرُّ بَوَانِي الْعِزِّ فِي قَرَارِهَا ، وَتَئُوبُ شَوَارِدُ الدِّيْنِ إِلَى أَوْكَارِهَا۔

يَتَهَاطَلُ عَلَيْكَ سَحَائِبُ الظَّفَرِ، فَتَخْنُقُ كُلَّ عَدُوٍّ، وَتَنْصُرُ كُلَّ وَلِيٍّ، فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ جَبَّارٌ قَاسِطٌ، وَلَا جَاحِدٌ غَامِطٌ، وَلَا شَانِئٌ مُبْغِضٌ، وَلَا مُعَانِدٌ كَاشِحٌ۔

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا﴾ (سورۂ طلاق: آیت ۳)

ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا إِسْحَاقَ! لِيَكُنْ مَجْلِسِي هٰذَا عِنْدَكَ مَكْتُومًا إِلَّا عَنْ أَهْلِ الصِّدْقِ وَالْأُخُوَّةِ الصَّادِقَةِ فِي الدِّيْنِ۔ إِذَا بَدَتْ لَكَ أَمَارَاتُ الظُّهُورِ وَالتَّمْكِيْنِ فَلَا تُبْطِئْ بِإِخْوَانِكَ عَنَّا وَبِأَهْلِ الْمُسَارَعَةِ إِلَى مَنَارِ الْيَقِيْنِ، وَضِيَاءِ مَصَابِيحِ الدِّيْنِ تَلْقَ رُشْدًا ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْزِيَارَ: فَمَكَثْتُ عِنْدَهُ حِيْنًا أَقْتَبِسُ مَا أُوْرِي مِنْ مُوضِحَاتِ الْأَعْلَامِ وَنَيِّرَاتِ الْأَحْكَامِ، وَأُرْوِي بَنَاتِ الصُّدُورِ مِنْ نَضَارَةِ مَا ذَخَرَهُ اللّٰهُ فِي طَبَائِعِهِ مِنْ لَطَائِفِ الْحِكْمَةِ، وَطَرَائِفِ فَوَاضِلِ الْقِسَمِ حَتّٰى خِفْتُ إِضَاعَةَ مُخَلَّفِي بِالْأَهْوَازِ لِتَرَاخِي اللِّقَاءِ عَنْهُمْ۔

فَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الْقُفُولِ، وَأَعْلَمْتُهُ عَظِيمَ مَا أَصْدُرُ بِهِ عَنْهُ مِنَ التَّوَحُّشِ لِفُرْقَتِهِ، وَالتَّجَزُّعِ لِلظَّعْنِ عَنْ مَحَالِّهِ۔

فَأْذِنَ وَأَرْدَفَنِي مِنْ صَالِحِ دُعَائِهِ مَا يَكُونُ ذُخْرًا عِنْدَ اللهِ وَلِعَقْبِي وَقَرَابَتِي إِنْ شَاءَ اللهُ۔

فَلَمَّا أَزِفَ ارْتِحَالِ وَتَهَيَّا اعْتِزَامُ نَفْسِي غَدَوْتُ عَلَيْهِ مُوَدِّعًا وَمُجَدِّدًا لِلْعَهْدِ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ مَالًا كَانَ مَعِي يَزِيدُ عَلَى خَمْسِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ يَتَفَضَّلَ بِالْأَمْرِ بِقَبُولِهِ مِنِّي۔ فَابْتَسَمَ وَقَالَ:

يَا أَبَا إِسْحَاقَ، اسْتَعِنْ بِهِ عَلَى مُنْصَرَفِكَ، فَإِنَّ الشُّقَّةَ قُذْفَةٌ، وَفَلَوَاتِ الْأَرْضِ أَمَامَكَ جُمَّةٌ، وَلَا تَحْزَنْ لِإِعْرَاضِنَا عَنْهُ، فَإِنَّا قَدْ أَحْدَثْنَا لَكَ شُكْرَهُ وَنَشْرَهُ وَأَرْبَضْنَاهُ عِنْدَنَا بِالتَّذْكِرَةِ وَقَبُولِ الْمِنَّةِ۔

فَتَبَارَكَ اللهُ لَكَ فِيمَا خَوَّلَكَ، وَأَدَامَ لَكَ مَا نَوَّلَكَ، وَكَتَبَ لَكَ أَحْسَنَ ثَوَابِ الْمُحْسِنِينَ، وَأَكْرَمَ آثَارِ الطَّائِعِينَ، فَإِنَّ الْفَضْلَ لَهُ وَمِنْهُ۔

وَأَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَرُدَّكَ إِلَى أَصْحَابِكَ بِأَوْفَى الْحَظِّ مِنْ سَلَامَةِ الْأَوْبَةِ، وَأَكْنَافِ الْغِبْطَةِ بِلِينِ الْمُنْصَرَفِ، وَلَا أَوْعَثَ اللهُ لَكَ سَبِيلًا، وَلَا حَيَّرَ لَكَ دَلِيلًا، وَاسْتَوْدِعُهُ نَفْسَكَ وَدِيعَةً لَا تَضِيعُ وَلَا تَزُولُ بِمَنِّهِ وَلُطْفِهِ، إِنْ شَاءَ اللهُ۔

يَا أَبَا إِسْحَاقَ! إِنَّ اللهَ قَنَّعَنَا بِعَوَائِدِ إِحْسَانِهِ وَفَوَائِدِ امْتِنَانِهِ، وَصَانَ أَنْفُسَنَا عَنْ مُعَاوَنَةِ الْأَوْلِيَاءِ إِلَّا عَنِ

الْإِخْلَاصِ فِي النِّيَّةِ وَإِمْحَاضِ النَّصِيحَةِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَى مَا هُوَ أَتْقَى وَأَبْقَى وَأَرْفَعُ ذِكْرًا۔

قَالَ: فَأَقْفَلْتُ عَنْهُ حَامِدًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى مَا هَدَانِي وَأَرْشَدَنِي عَالِمًا بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُنْ لِيُعَطِّلَ أَرْضَهُ وَلَا يُخَلِّيَهَا مِنْ حُجَّةٍ وَاضِحَةٍ وَإِمَامٍ قَائِمٍ۔

وَأَلْقَيْتُ هٰذَا الْخَبَرَ الْمَأْثُورَ وَالنَّسَبَ الْمَشْهُورَ تَوَخِّيًا لِلزِّيَادَةِ فِي بَصَائِرِ أَهْلِ الْيَقِينِ، وَتَعْرِيفًا لَهُمْ مَا مَنَّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ بِهِ مِنْ إِنْشَاءِ الذُّرِّيَّةِ الطَّيِّبَةِ وَالتُّرْبَةِ الزَّكِيَّةِ، وَقَصَدْتُ أَدَاءَ الْأَمَانَةِ، وَالتَّسْلِيمَ لِمَا اسْتَبَانَ لِيُضَاعِفَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ الْمِلَّةَ الْهَادِيَةَ وَالطَّرِيقَةَ الْمَرْضِيَّةَ قُوَّةَ عَزْمٍ، وَتَأْيِيدَ نِيَّةٍ، وَشَدَّ أَزْرٍ، وَاعْتِقَادَ عِصْمَةٍ، وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ۔

ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں: میں ایک سال مدینہ میں گیا تو وہاں میں نے حضرت امام عسکری علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں جستجو کی، لیکن کچھ بھی معلوم نہ ہوسکا۔ اس کے بعد میں مکہ گیا تاکہ وہاں سے کوئی پتہ چل سکے۔

ایک دن میں نے دورانِ طواف ایک خوب صورت اور گندم گوں جوان کو دیکھا جو میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں اس اُمید سے کہ میں اپنے مقصود و مطلوب تک پہنچ گیا ہوں، اس کی طرف چلا، جب میں اس کے قریب پہنچا تو میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے مجھے میرے سلام سے بہتر جواب دیا۔ پھر پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: عراق سے۔ پوچھا: کون سے عراق سے؟ میں نے کہا: اہواز سے۔ اس

نے کہا: آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے، کیا آپ اَہواز میں جعفر بن حمدان خضیبی کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا: اس نے صدائے حق کو لبیک کہا اور دنیا سے انتقال کر گیا ہے۔ اُنھوں نے فرمایا: خدا اس پر اپنی رحمت نازل کرے، وہ لمبی لمبی راتیں نماز میں گزارتا تھا، خداوند تعالیٰ نے اسے بہت زیادہ اجر سے نوازا ہے۔ پھر فرمایا: کیا آپ ابراہیم بن مہزیار کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا: میں ہی ابراہیم بن مہزیار ہوں۔ (اس جوان نے) مجھے گلے لگاتے ہوئے میرے ساتھ اظہار محبت کیا اور مجھ سے پوچھا: اے ابواسحاق! خوش آمدید، نے وہ نشانی کہاں ہے جو آپ اور امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے لطف فرمائی تھی؟

فرمایا: ہاں! میری مراد وہی ہے۔ جب میں نے وہ نشانی نکالی تو جونہی ان کی اس پر نگاہ پڑی تو انھوں نے وہ فوراً میرے ہاتھ سے لے لی اور اسے بوسہ دیا، پھر اس کا نقش پڑھا تو اس پر لکھا ہوا تھا: یا اللہ، یا محمدؐ، یا علیؑ۔

پھر فرمایا: میرا باپ ان پر قربان کہ جن سے میں نے بہت سے ایسے مسائل کا جواب حاصل کیا ہے کہ جن کی آج ضرورت ہے اور ان سے ہر فنون احادیث کا بھی استفادہ کیا ہے۔ یہاں تک فرمایا: اے ابواسحاق! مجھے اس اہم کام سے آگاہ کریں کہ جسے آپ حج کے بعد انجام دینے کا ارادہ رکھتے ہیں! میں نے کہا: جو کچھ میرے ذہن میں ہے وہ ابھی آپ کو بتاتا ہوں۔ اس نے کہا: جو چاہتے ہو، پوچھو، اگر خدا نے چاہا تو آپ کے سامنے اس کی وضاحت کروں گا۔ میں نے کہا: کیا آپ امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں کچھ جانتے ہیں؟

فرمایا: ہاں! خدا کی قسم، میں حسن بن علی صلوات اللہ علیہما کے بیٹوں محمد وموسیٰ کی

پیشانی پر نورِ حقیقت دیکھتا ہوں، ① اور میں انھیں کی جانب سے آپ کے پاس آیا ہوں تا کہ میں آپ کو ان کے بارے میں بتاؤں۔

اگر آپ ان کی ملاقات سے شرف یاب ہونا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ کی آنکھیں ان کے نورِ جمال سے روشن ہوں تو میرے ساتھ طائف کی طرف چلیں۔ لیکن یہ سفر اپنے دوستوں سے مخفی رکھیں تا کہ ہمارا مطلب ان سے پوشیدہ رہے۔

ابراہیم مہزیار کہتے ہیں: میں ان کے ہمراہ طائف کی طرف روانہ ہوا اور ہم ایک کے بعد ایک ریگستان کو پیچھے چھوڑتے گئے۔ آخر ہم نے دور سے ریت کے ایک ٹیلے پر خیمہ لگا ہوا دیکھا اور اس سے پھوٹنے والے نور سے وہ بیابان روشن تھا۔ پہلے وہ خیمے کے اندر گئے تا کہ میرے لیے اندر جانے کی اجازت طلب کریں۔ وہ خیمے میں داخل ہوئے، سلام کیا اور انھیں مطلع کیا کہ میں باہر منتظر ہوں۔

ان میں سے ایک جو بڑے تھے جن کا نام (م ح م د) تھا، وہ باہر تشریف لائے، جب میری نگاہیں ان کے جمال پر پڑیں تو میں نے دیکھا کہ وہ ایسے جوان ہیں جن کے چہرے کا رنگ کھلا ہوا ہے، پیشانی چمک رہی ہے، ابرو کے درمیان فراخی وکشادگی ہے، رخسار صاف ہیں، ناک ستواں ہے، تروتازگی میں بان کے درخت کی شاخ کے مانند ہیں۔ گویا ان کی پیشانی درخشاں ستارے کے مانند چمک رہی تھی۔ ان کے بائیں رخسار پر چاندی کے سیاہ پارے کے مانند ایک خال نمایاں تھا۔ ان کے

---

① علامہ مجلسیؒ تحریر کرتے ہیں: یہ روایت اور اس کے مانند دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امامِ زمانہ کا ایک بھائی بنام موسیٰ تھا اور یہ ایک عجیب مطلب ہے۔ قابلِ ذکر ہے کہ بلند پایہ محدث مرزا حسین نوری نے "نجم الثاقب" میں کتاب "تاریخ موالید الائمہ" تالیف نصر بن علی جہضمی سے نقل کیا ہے کہ امام حسن عسکریؑ کا ایک بیٹا موسیٰ بھی ہے۔

سر کے بال گھنے سیاہ رنگ اور نرم تھے کہ جو کانوں تک پہنچ رہے تھے۔ شکل وصورت اس قدر نورانی کہ آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھی ہوگی۔ ان کا حسن، وقار اور حیا ایسا بے مثال تھا کہ جسے بیان نہیں کر سکتے۔ جب وہ میرے سامنے آئے تو میں ان کی طرف بڑھا اور ان کے ہاتھ پاؤں پر بوسہ دیا۔

آں حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے ابو اسحاق! خوش آمدید! مجھے وقت اس سے قبل مسلسل ملاقات کا وعدہ دیتا رہا اور اس نے قلبی رابطے کو کہ جو میرے اور آپ کے درمیان برقرار ہے، دُوری منزل اور تاخیر ملاقات کے باوجود ہمیشہ میری نگاہ میں مجسم کیا رکھا، یوں کہ ہم کبھی ایک دوسرے کے خیال دیدار اور لذت گفتگو سے بے خبر نہیں تھے۔

اب میں اس خدا جو میرا پروردگار اور حمد وثنا کا ولی ہے، کا شکر گزار ہوں کہ جس نے ہماری ملاقات کا موقع فراہم کیا، انتظار و فراق سے نکالا اور دُوری کی تلخی کو آسائش اور آگاہی میں تبدیل کیا۔

اس کے بعد مجھ سے میرے فوت شدہ اور زندہ بھائیوں کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں اپنے مولا و آقا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت سے لے کر اب تک مسلسل آپؑ کی تلاش میں شہر بہ شہر پھر رہا ہوں، اور میرے اوپر ہر جگہ سے اُمید کا دروازہ بند ہو چکا تھا، یہاں تک کہ خداوند متعال نے میرے اوپر احسان کیا اور ایک ایسا شخص ملا جو آپؑ کی خدمت میں لے آیا ہے، خدا کا شکر گزار ہوں کہ جس نے میرے اوپر آپ کی بزرگواری اور احسان کا الہام کیا ہے۔

اس کے بعد آں حضرتؑ نے اپنا اور اپنے بھائی موسیٰ کا تعارف کرایا، اس کے

بعد آپ مجھے ایک طرف لے گئے اور فرمایا: میرے پدر بزرگوار نے میرے اُوپر ذمہ داری ڈالی ہے کہ میں زمین کے دُور ترین اور مخفی نقاط پر رہوں تا کہ میرے وجود کے راز پوشیدہ اور میری قیام گاہ گمراہوں کی سازشوں سے محفوظ رہے اور میں سرکش اوردشمنوں کے خطرات سے محفوظ رہوں۔ اسی وجہ سے مجھے ریتلے ٹیلوں اور خشک اور پتھریلے بیابانوں کی طرف روانہ کیا، انتہا میرے انتظار میں ہے کہ اس میں مشکلات حل ہوں گی اور زمین پر بسنے والے لوگوں کی فریاد سنی جائے گی۔

میرے والد گرامی کہ ان پر خدا کا درود ہو، نے مجھے حکمت کے خزانے اور پوشیدہ علوم میں سے بہترین مطالب تعلیم فرمائے ہیں کہ اگر میں ان میں سے تھوڑے سے آپ کو بتاؤں دوں تو وہ آپ کو (ہر چیز سے) بے نیاز کر دیں گے۔

اے ابو اسحاق! میرے پدر گرامی، ان پر خدا کا درود ہو، نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! خداوند متعال زمین کے کسی حصے اور ان لوگوں کو کہ جو عبادت واطاعت کرنے میں کوشش کرتے ہیں، حجت اور امام کے بغیر نہیں چھوڑتا، ایسی حجت کہ جس نے ان کے مقام ومرتبے کو بلند کیا اور ایسا امام کہ لوگ جس کی اقتدا کریں اور اس کی روش پر چلیں اور اس کے اہداف کے درپے ہوں۔

اے میرے بیٹے! مجھے اُمید ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں خداوند متعال نے حق کی نشر واشاعت، باطل کی بساط لپیٹنے، بلندی دین اور گمراہی کی آتش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے خلق کیا ہے۔

اے میرے بیٹے! ہمیشہ دور اور مخفی مقامات پر زندگی بسر کریں، کیوں کہ خدا کے دوستوں میں سے ہر ایک کا کوئی نہ کوئی خطرناک دشمن اور مخالف ہے، خداوند عالم منافقین ومخالفین یعنی ملحدوں اور سرکشوں کے ساتھ جہاد کو واجب سمجھتا ہے، لہٰذا دشمنوں

کا زیادہ ہونا آپ کو وحشت زدہ نہ کرے۔

جان لیں! دین دار اور مخلصین کے دل آپ کا دیدار کرنے کے لیے اس حد تک مشتاق ہیں کہ وہ لوگوں کے درمیان ذلت و خواری اور عاجزی سے زندگی بسر کرتے ہیں، لیکن خدا کے نزدیک نیکوکار اور عزیز ہیں، ظاہری طور پر بے چارے اور نیازمند ہیں لیکن قناعت اور گناہ سے دوری نے انھیں ایسا کر دیا ہے۔

وہ مخالف دین کے ساتھ مبارزت کرتے ہوئے اپنے دین کو مکمل طور پر محفوظ رکھتے ہیں۔ خداوند عالم نے انھیں ظلم و ستم کے مقابلے میں استقامت کی وجہ سے خصوصیت عطا کی ہے تاکہ وہ سرائے آخرت میں وسیع شان و شوکت کو اپنی ملکیت بنالیں۔

انھیں یوں قرار دیا ہے کہ وہ پیش آنے والے ناگوار حادثات میں زیادہ تحمل و بردباری کا مظاہرہ کریں تاکہ ان کا انجام ٹھیک ہو۔

اے میرے بیٹے! ہر کام میں نور استقامت و پائیداری سے نور حاصل کریں تاکہ آپ صنعت خدا کو درک کر سکیں اور مشکلات ومصائب میں سرفراز ہوں اور ان شاء اللہ عزت وسعادت تک پہنچیں۔

اے میرے بیٹے! گویا میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ پر نصرتِ خدا نازل ہوئی، آسائش وفراخی ہموار و آسان ہوئی، آپ کی عظمت اور شان و شوکت بلند ہوئی، گویا کہ حطیم (رکن ومقام کے درمیان) اور زم زم کے درمیان آپ کی گردش کے وقت زرد پرچم اور سفید جھنڈے آپ کے سر پر لہرا رہے ہوں۔ بیعت کرنے کی غرض سے ہاتھ مسلسل آپ کی طرف دراز ہو رہے ہوں۔ مکرر پیغامات کے ضمن میں کام ایک خاص نظم کے ساتھ انجام پا رہے ہوں اور حجر الاسود کے اطراف میں آپ کی بارگاہ میں پناہ حاصل کرنے کے لیے ہاتھ بڑھ رہے ہوں۔

ایسے افراد جنھیں خداوندعالم نے طہارتِ نطفہ اور پاکیزگی فطرت کے ذریعے پاکیزہ کیا ہے، ان کے دل منافقت آلودگی سے صاف، ان کے قلوب اختلاف و تیرگی سے پاکیزہ، ان کی روح احکامِ دین کو قبول کرنے پر آمادہ، سرکشوں کے مقابلے میں متحد، حق کو قبول کرنے کے لیے ان کا چہرہ کشادہ اور خدا کے فضل سے ان کی نگاہیں خیرہ کنندہ ہیں۔ انھوں نے آئینِ حق کو قبول کیا اور اہلِ حق کے راستے پر قدم اٹھائے ہیں۔

جب ان کے کام کی بنیاد محکم اور دعوت کی اساس مضبوط ہو، ان کی مدد سے تمام لوگ چاہے وہ جس بھی قوم و قبیلہ سے ہوں، سربہ فلک درختوں کے زیرِ سایہ کہ جن کی شاخوں نے (فلسطین کے شمال میں) طبریہ سمندر پر سایہ کیا ہوا ہے، آپ کی بیعت کریں گے۔ اس وقت حکومتِ حق کی صبح طلوع کرے گی اور دنیا سے باطل کی تاریکی ختم ہو جائے گی۔

خداوند متعال آپؑ کے ہاتھ سے ستم گروں کی کمر توڑے گا، دینی آداب و رسوم کو پھیلائے گا، دنیا کے آفاق کو روشن کرے گا اور ایک کونے سے دوسرے کونے تک صلح و آشتی برقرار کرے گا۔

وہ بچہ جو گہوارے میں آرام کر رہا ہوگا، وہ بھی تیزی سے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی تمنا کرے گا، صحرائی جانور تمنا کریں گے کہ وہ بھی کسی طرح سے آپؑ کی خدمت میں پہنچ سکیں۔ دنیا کا کونا کونا سبز و شاداب ہوگا۔

آپؑ کی وجہ سے رُخِ دنیا خنداں اور شرف و عظمت کی بلندیاں شاداب و خراماں ہوں گی۔ حق کی اساس محکم ہوگی اور احکامِ دین سے فرار کرنے والے اپنے اپنے گھونسلے کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کامیابی کے اَبر آپؑ پر نصرت کی بارش کے سیلاب جاری کریں گے۔ آپؑ کے دشمن ذلیل و خوار اور آپؑ کے دوست کامیاب و

کامران ہوں گے۔ لہٰذا زمین پر نہ کوئی ظالم وستم گر اور سرکش و منکر رہے گا اور نہ ہی کوئی حد سے بڑھ جانے والا دشمن اور بغض و عناد رکھنے والا مخالف۔ "جو کوئی خدا پر توکل کرے گا وہ اس کے لیے کافی ہے، بے شک! خدا اپنے حکم کا پہنچانے والا ہے اس نے ہر شے کے لیے مقدار معین کر دی ہے"۔ (سورۂ طلاق: آیت ۳)

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! اس گفتگو کو سچے افراد اور ان برادران کے علاوہ کہ جو دین میں صادق ہوں، سب سے مخفی رکھیں۔ جب بھی آپ نے میرے ظہور کی علامات اور میری حکومت دیکھی تو خود اور اپنے ان دینی بھائیوں کو جنھوں نے بہشت یقین کے نورانی مرکز اور دین کے چراغوں کی روشنی تک پہنچنے کی کوشش کی، اپنے ہمراہ لے کر میرے پاس پہنچنے میں سستی نہ کرنا، تاکہ انشاء اللہ! آپ حقیقت تک پہنچ جائیں۔

ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں: میں جتنا عرصہ آں حضرتؑ کی خدمت میں رہا، آں حضرت سے روشن حقائق، نورانی احکام، دل چسپ باتوں، حکمت اور ان ممتاز نکات کا استفادہ کیا جو خداوند متعال نے ان کے گوہر بار سینہ میں ودیعت کر رکھے تھے یہاں تک کہ مجھے خوف لاحق ہونے لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ لوگ جنھیں میں اہواز میں چھوڑ کر آیا تھا، تاخیر کی وجہ سے ان کی ملاقات سے رہ جاؤں۔ لہٰذا میں نے آں حضرتؑ سے رخصت ہونے کی اجازت طلب کی اور آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ان کی جدائی سے بے حد ناراحت اور ان کی خدمت سے محروم ہونے کی وجہ سے انتہائی غم گین ہوں۔ حضرت نے میرے لیے دعائے خیر فرمائی کہ ان شاء اللہ۔ میرے لیے، میرے رشتہ دار اور اولاد اطہر کے ہاں ذخیرہ ہوں گے۔ جب میں روانہ ہونے کے لیے تیار ہو چکا اور یقینی ارادہ کر لیا تو میں حضرت کی خدمت میں شرف یاب

ہوا کہ آں حضرت سے ملاقات کر کے جاؤں اور تجدید عہد کروں۔ میرے پاس پچاس ہزار درہم تھے وہ میں نے آں حضرت کی خدمت میں تقدیم کیے اور التماس کی کہ انھیں قبول کر کے میرے اوپر احسان فرمائیں۔ لیکن حضرتؑ مسکرائے اور فرمایا: اے ابو اسحاق! یہ رقم جانے کے لیے اپنے پاس رکھیں اور اپنے وطن کی طرف سفر کے دوران خرچ کریں! کیوں کہ آپ کو ایک طولانی اور بیابانی سفر کا سامنا کرنا ہے، اس سے ناراحت مت ہوں کہ ہم نے یہ رقم قبول نہیں کی، کیوں کہ ہم نے آپ کو عزت دی اور یاد آوری اور اس نیکی کو قبول کیا اس فرض کی بنیاد پر کہ اگر اس کی تنگ داری ہمارے ذمے ہوتی تو چاہیے تھا کہ ہم آپ کی قدردانی اور عزت کرتے۔

خداوند متعال نے جو کچھ آپ کو عطا کیا ہے اسے مبارک کرے اور باقی رکھے۔ آپ کے لیے احسان کرنے والوں کا بہترین ثواب اور فرماں برداروں کے بہترین آثار لکھے، کیوں کہ ہر قسم کا فضل اس کے لیے ہے اور اسی سے لینا چاہیے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اچھے نصیب اور خوشحالی و سلامتی کے ساتھ اپنے دوستوں تک پہنچائے اور راستے میں آپ کے لیے کوئی مشکل پیش نہ آئے اور راستے کو پانے کے لیے کوئی پریشانی نہ ہو، میں آپ کو خدا کے حوالے کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ۔ اس کے سایہ لطف و کرم میں آپ کو کوئی خطرہ پیش نہ آئے۔

اے ابو اسحاق! بے شک، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے احسان اور امتنان کے فائدوں سے قانع کیا ہے اور ہمیں اپنے دوستوں کی مدد کرنے سے روکا ہے سوائے نیت خالص کے لیے اور نصیحت کے اعتبار سے کہ جو پاکیزہ پائیدار اور اور جس کا نام بلند ہے۔

ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے آن حضرت کو خدا حافظ کہا، در حالانکہ میں خدا کا شکر گزار تھا کہ اس نے مجھے ہدایت و راہنمائی فرمائی کہ میں اپنے حقیقی

مقصود و مطلوب تک پہنچ گیا، جب کہ میں جانتا تھا کہ خداوند متعال اپنی زمین کو معطل و سرپرست کے بغیر اور حجت ظاہری اور امام قائم سے خالی نہیں چھوڑے گا۔

میں نے یہ واقعہ اہل یقین کی بصیرت میں اضافہ ہونے کے لیے نقل کیا ہے تاکہ انھیں معلوم ہو جائے کہ خداوند متعال نے ان کی ذریّت طیّبہ اور پاک فطرت کو باقی رکھا ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ یہ امانت اس کے اہل کے سپرد کروں تاکہ جب وہ آشکارا ہو تو خداوند متعال ہدایت یافتہ اور پسندیدہ روش ملت کی بیشتر تائید فرمائے اور ان کے اعتقاد راسخ میں اضافہ کرے کہ خداوند جسے چاہتا ہے راہ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۲۸)

علامہ مجلسی اس داستان کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

اس واقعہ کو نقل کرنے والوں کے ناموں کے اختلاف میں دو احتمال ہیں:

① ان راویوں نے اشتباہ کیا ہے جنھوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

② یہ تمام ایک جیسے واقعات ان افراد کے لیے رونما ہوئے ہیں۔

نظر یہ آتا ہے کہ علی بن مہزیار سے مراد وہی علی بن ابراہیم بن مہزیار ہے جنھیں ان کے دادا کی طرف نسبت دیتے ہوئے علی بن مہزیار کہتے ہیں، کیوں کہ اگر وہ وہی علی بن مہزیار ہوں تو یہ بعید از ذہن ہے کہ انھوں نے اس زمانے کو درک کیا ہو۔

ہم اس مطلب کی تائید میں کہتے ہیں: خبری سند میں محمد بن علی بن مہزیار نے علی بن مہزیار کو اپنے جد کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔

البتہ یہ مطلب بھی اس صورت میں قابل قبول ہے کہ ابوجعفر اور محمد کے درمیان سے کلمہ "ابن" حذف ہو چکا ہو۔

ایک طرف سے یہ احتمال ہے کہ وہ جو روایت علی بن ابراہیم بن مہزیار سے

نقل ہوئی ہے اور یہ روایت ،ایک ہی ہے اگر چہ ان کے متعدد ہونے کا امکان بھی موجود ہے، لیکن دونوں روایتیں ایک ہی ہیں اس کے راویوں اور لکھنے والوں نے اشتباہ کیا ہے۔

حیران کن بات یہ ہے کہ محمد بن ابی عبداللہ کوفی نے پہلے محمد بن ابراہیم مہزیار کو ان افراد میں سمجھا تھا جو امام زمانہؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوئے تھے ،لیکن راویوں میں سے کسی نے بھی اس خبر کو ذکر نہیں کیا ہے۔

دوسری طرف سے یہ جاننا چاہیے کہ یہ روایات اس کو بیان کرتی ہیں کہ امام زمانؑ کا ایک بھائی بنام موسیٰ ہے، درحالانکہ یہ موضوع ایک عجیب وغریب ہے۔

فصلِ چہارم

حضرت امام مہدیؑ کے فضائل کے متعلق سوالات

maablib.org

آپ ہم کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

حَدَّثَ الشَّيْخُ الْفَاضِلُ الْعَالِمُ الثِّقَةُ الشَّيْخُ بَاقِرُ الْكَاظِمِيُّ، الْمُجَاوِرُ فِي النَّجَفِ الأَشْرَفِ آلَ الشَّيْخِ طَالِبِ نَجْلِ الْعَالِمِ الْعَابِدِ الشَّيْخِ هَادِي الْكَاظِمِيِّ قَالَ: كَانَ فِي النَّجَفِ الأَشْرَفِ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُسَمَّى الشَّيْخُ مُحَمَّدُ حَسَنِ السَّرِيرَةِ، وَكَانَ فِي سِلْكِ أَهْلِ الْعِلْمِ ذَانِيَّةٍ صَادِقَةٍ، وَكَانَ مَعَهُ مَرَضُ السُّعَالِ، إِذَا سَعَلَ يَخْرُجُ مِنْ صَدْرِهِ مَعَ الأَخْلَاطِ دَمٌ، وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ فِي غَايَةِ الْفَقْرِ وَالاحْتِيَاجِ لَا يَمْلِكُ قُوتَ يَوْمِهِ،

وَكَانَ يَخْرُجُ فِي أَغْلَبِ أَوْقَاتِهِ إِلَى الْبَادِيَةِ إِلَى الأَعْرَابِ الَّذِينَ فِي أَطْرَافِ النَّجَفِ الأَشْرَفِ لِيَحْصُلَ لَهُ قُوتٌ وَلَوْ شَعِيرٌ، وَمَا كَانَ يَتَيَسَّرُ ذٰلِكَ عَلَى وَجْهٍ يَكْفِيهِ مَعَ شِدَّةِ رَجَائِهِ،

وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ قَدْ تَعَلَّقَ قَلْبُهُ بِتَزْوِيجِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ النَّجَفِ، وَكَانَ يَطْلُبُهَا مِنْ أَهْلِهَا وَمَا أَجَابُوهُ إِلَى ذٰلِكَ لِقِلَّةِ ذَاتِ يَدِهِ،

وَكَانَ فِي هَمٍّ وَغَمٍّ شَدِيدٍ مِنْ جِهَةِ ابْتِلَائِهِ بِذٰلِكَ،

فَلَمَّا اشْتَدَّ بِهِ الْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَأَيِسَ مِنْ تَزْوِيجِ الْبِنْتِ

عَزَمَ عَلىٰ مَا هُوَ مَعْرُوفٌ عِنْدَ أَهْلِ النَّجَفِ مِنْ أَنَّهُ مَنْ أَصَابَهُ أَمْرٌ فَوَاظَبَ الرَّوَاحَ إِلىٰ مَسْجِدِ الْكُوفَةِ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ فَلَابُدَّ أَنْ يَرىٰ صَاحِبَ الْأَمْرِ عَجَّلَ اللهُ فَرَجَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُ وَيُقْضىٰ لَهُ مُرَادُهُ۔

قَالَ الشَّيْخُ بَاقِرٌ قُدِّسَ سِرُّهُ : قَالَ الشَّيْخُ مُحَمَّدٌ: فَوَاظَبْتُ عَلىٰ ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً بِالْأَرْبِعَا، فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الْأَخِيْرَةُ، وَكَانَتْ لَيْلَةَ شِتَاءٍ مُظْلِمَةٍ وَقَدْ هَبَّتْ رِيْحٌ عَاصِفَةٌ فِيْهَا قَلِيْلٌ مِنَ الْمَطَرِ وَأَنَا جَالِسٌ فِي الدَّكَّةِ الَّتِي هِيَ دَاخِلٌ فِي بَابِ الْمَسْجِدِ ، وَكَانَتِ الدَّكَّةُ الشَّرْقِيَّةُ الْمُقَابِلَةُ لِلْبَابِ الْأَوَّلِ تَكُوْنُ عَلَى الطَّرَفِ الْأَيْسَرِ عِنْدَ دُخُوْلِ الْمَسْجِدِ ، وَلَا أَتَمَكَّنُ الدُّخُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ مِنْ جِهَةِ سُعَالِ الدَّمِ، وَلَا يُمْكِنُ قَذْفُهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ مَعِي شَيْءٌ أَتَّقِي فِيْهِ عَنِ الْبَرْدِ۔

وَقَدْ ضَاقَ صَدْرِي وَاشْتَدَّ عَلَيَّ هَمِّي وَغَمِّي وَضَاقَتِ الدُّنْيَا فِي عَيْنِي ، وَأُفَكِّرُ أَنَّ اللَّيَالِي قَدِ انْقَضَتْ وَهٰذِهِ آخِرُهَا وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا وَلَا ظَهَرَ لِي شَيْءٌ وَقَدْ تَعِبْتُ هٰذَا التَّعَبَ الْعَظِيْمَ ، وَتَحَمَّلْتُ الْمَشَاقَّ وَالْخَوْفَ فِي أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةٍ أَجِيْءُ فِيْهَا مِنَ النَّجَفِ إِلىٰ مَسْجِدِ الْكُوفَةِ ، وَيَكُوْنُ لِيَ الْإِيَاسُ مِنْ ذٰلِكَ۔

فَبَيْنَمَا أَنَا أُفَكِّرُ فِي ذٰلِكَ وَلَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدٌ أَبَدًا

وَقَدْ أَوْ قَدْتُ نَارًا لأُسَخِّنَ عَلَيْهَا قَهْوَةً جِئْتُ بِهَا مِنَ النَّجَفِ لَا أَتَمَكَّنُ مِنْ تَرْكِهَا لِتَعَوُّدِي بِهَا وَكَانَتْ قَلِيْلَةً جِدًّا إِذَا بِشَخْصٍ مِنْ جِهَةِ الْبَابِ الأَوَّلِ مُتَوَجِّهًا إِلَيَّ۔

فَلَمَّا نَظَرْتُهُ مِنْ بَعِيدٍ تَكَدَّرْتُ وَقُلْتُ فِي نَفْسِي : هٰذَا أَعْرَابِيٌّ مِنْ أَطْرَافِ الْمَسْجِدِ قَدْ جَاءَ إِلَيَّ لِيَشْرَبَ مِنَ الْقَهْوَةِ وَأَبْقَى بِلَاقَهْوَةٍ فِي هٰذَا اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ ، وَيَزِيْدُ عَلَيَّ هَمِّي وَغَمِّي۔

فَبَيْنَمَا اَنَا أُفَكِّرُ إِذَا بِهِ قَدْ وَصَلَ إِلَيَّ وَسَلَّمَ عَلَيَّ بِإِسْمِي ، وَجَلَسَ فِي مُقَابِلِي۔

فَتَعَجَّبْتُ مِنْ مَعْرِفَتِهِ بِإِسْمِي ، وَظَنَنْتُهُ مِنَ الَّذِيْنَ أَخْرُجُ إِلَيْهِمْ فِي بَعْضِ الأَوْقَاتِ مِنْ أَطْرَافِ النَّجَفِ الأَشْرَفِ ، فَصِرْتُ أَسْأَلُهُ مِنْ أَيِّ الْعَرَبِ يَكُونُ؟

قَالَ: مِنْ بَعْضِ الْعَرَبِ۔

فَصِرْتُ أَذْكُرُ لَهُ الطَّوَائِفَ الَّتِي فِي أَطْرَافِ النَّجَفِ۔

فَيَقُولُ: لَا ، لَا۔

وَكُلَّمَا ذَكَرْتُ لَهُ طَائِفَةً۔

قَالَ: لَا ، لَسْتُ مِنْهَا۔

فَأَغْضَبَنِي وَقُلْتُ لَهُ : أَجَلْ أَنْتَ مِنْ طُرَيْطِرَةٍ ، مُسْتَهْزِئًا ، وَهُوَ لَفْظٌ بِلَامَعْنَى۔

فَتَبَسَّمَ مِنْ قَوْلِي ذٰلِكَ وَقَالَ: لَا عَلَيْكَ مِنْ أَيْنَمَا كُنْتُ ،

مَا الَّذِي جَاءَ بِكَ إِلَى هُنَا ؟

فَقُلْتُ: وَأَنْتَ مَا عَلَيْكَ السُّؤَالُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمُورِ!

فَقَالَ: مَا ضَرَّكَ لَوْ أَخْبَرْتَنِي!

فَتَعَجَّبْتُ مِنْ حُسْنِ أَخْلَاقِهِ ، وَعُذُوبَةِ مَنْطِقِهِ، فَمَالَ قَلْبِي إِلَيْهِ وَصَارَ كُلَّمَا تَكَلَّمَ ازْدَادَ حُبِّي لَهُ۔

فَعَمِلْتُ لَهُ السَّبِيْلَ مِنَ التُّتُنِ وَأَعْطَيْتُهُ۔

فَقَالَ: أَنْتَ اِشْرَبْ! فَأَنَا مَا أَشْرَبُ۔

وَصَبَبْتُ لَهُ فِي الْفِنْجَانِ قَهْوَةً، وَأَعْطَيْتُهُ۔

فَأَخَذَهُ وَشَرِبَ شَيْئًا قَلِيْلًا مِنْهُ ثُمَّ نَاوَلَنِي الْبَاقِي وَقَالَ: أَنْتَ اِشْرَبْهُ!

فَأَخَذْتُهُ وَشَرِبْتُهُ وَلَمْ أَلْتَفِتْ إِلَى عَدَمِ شُرْبِهِ تَمَامَ الْفِنْجَانِ، وَلٰكِنْ يَزْدَادُ حُبِّي لَهُ آنًا فَآنًا۔

فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَخِي! أَنْتَ قَدْ أَرْسَلَكَ اللهُ إِلَيَّ فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ تُؤْنِسُنِي ، أَفَلَا تَرُوحُ مَعِي إِلَى نَجْلِسَ فِي حَضْرَةِ مُسْلِمٍ عليه السلام وَنَتَحَدَّثَ؟

فَقَالَ: أَرُوحُ مَعَكَ، فَحَدِّثْ حَدِيثَكَ۔

فَقُلْتُ لَهُ: أَحْكِي لَكَ الْوَاقِعَ۔

أَنَا فِي غَايَةِ الْفَقْرِ وَالْحَاجَةِ مُذْ شَعَرْتُ عَلَى نَفْسِي وَمَعَ ذٰلِكَ سُعَالٌ أَتَنَخَّعُ الدَّمَ وَأَقْذِفُهُ مِنْ صَدْرِي مُنْذُ سِنِيْنَ ، وَلَا أَعْرِفُ عِلَاجَهُ ، وَمَا عِنْدِي زَوْجَةٌ وَقَدْ عَلِقَ

قَلْبِی بِامْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ مَحَلَّتِنَا فِی النَّجَفِ الْأَشْرَفِ وَمِنْ جِهَةِ قِلَّةِ مَا فِی الْيَدِ مَا تَيَسَّرَ لِی أَخْذُهَا۔

وَقَدْ غَرَّنِی هٰؤُلَاءِ الْمَلَائِكَةُ وَقَالُوا لِی: اِقْصِدْ فِی حَوَائِجِكَ صَاحِبَ الزَّمَانِ عليه السلام وَبِتْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ فِی مَسْجِدِ الْكُوفَةِ ، فَإِنَّكَ تَرَاهُ وَيَقْضِی لَكَ حَاجَتَكَ ، وَهٰذِهِ آخِرُ لَيْلَةٍ مِنَ الْأَرْبَعِينَ ، وَمَا رَأَيْتُ فِيهَا شَيْئًا وَقَدْ تَحَمَّلْتُ هٰذِهِ الْمَشَاقَّ فِی هٰذِهِ اللَّيَالِ فَهٰذَا الَّذِی جَاءَ بِی هُنَا وَهٰذِهِ حَوَائِجِی۔

فَقَالَ لِی وَأَنَا غَافِلٌ غَيْرُ مُلْتَفِتٍ: أَمَّا صَدْرُكَ فَقَدْ بَرِئَ ، وَأَمَّا الْامْرَأَةُ فَتَأْخُذُهَا عَنْ قَرِيبٍ ، وَأَمَّا فَقْرُكَ فَيَبْقَى عَلَى حَالِهِ حَتَّى تَمُوتَ۔

وَأَنَا غَيْرُ مُلْتَفِتٍ إِلَى هٰذَا الْبَيَانِ أَبَدًا۔

فَقُلْتُ: أَلَا تَرُوحُ حَضْرَةَ مُسْلِمٍ؟

قَالَ: قُمْ!

فَقُمْتُ وَتَوَجَّهَ أَمَامِی ، فَلَمَّا وَرَدْنَا أَرْضَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّی صَلَاةَ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ؟

فَقُلْتُ: أَفْعَلُ۔

فَوَقَفَ هُوَ قَرِيبًا مِنَ الشَّاخِصِ الْمَوْضُوعِ فِی الْمَسْجِدِ وَأَنَا خَلْفَهُ بِفَاصِلَةٍ۔ فَأَحْرَمْتُ الصَّلَاةَ وَصِرْتُ أَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ۔

فَبَيْنَمَا أَنَا أَقْرَأُ وَإِذَا يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ قِرَاءَةً مَا سَمِعْتُ

أَحَدًا يَقْرَأُ مِثْلَهَا أَبَدًا ، فَمِنْ حُسْنِ قِرَاءَتِهِ قُلْتُ فِي نَفْسِي: لَعَلَّهُ هٰذَا هُوَ صَاحِبُ الزَّمَانِ عليه السلام، وَذَكَرْتُ بَعْضَ كَلِمَاتٍ لَهُ تَدُلُّ عَلَى ذٰلِكَ۔

ثُمَّ نَظَرْتُ إِلَيْهِ بَعْدَ مَا خَطَرَ فِي قَلْبِي ذٰلِكَ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ ، وَ إِذَا بِهِ قَدْ أَحَاطَهُ نُورٌ عَظِيمٌ مَنَعَنِي مِنْ تَشْخِيصِ شَخْصِهِ الشَّرِيفِ، وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يُصَلِّي وَأَنَا أَسْمَعُ قِرَاءَتَهُ وَقَدِ ارْتَعَدَتْ فَرَائِصِي وَلَا أَسْتَطِيعُ قَطْعَ الصَّلَاةِ خَوْفًا مِنْهُ ، فَأَكْمَلْتُهَا عَلَى أَيِّ وَجْهٍ كَانَ ، وَقَدْ عَلَا النُّورُ مِنْ وَجْهِ الْأَرْضِ۔

فَصِرْتُ أَنْدُبُهُ وَأَبْكِي وَأَتَضَجَّرُ وَأَعْتَذِرُ مِنْ سُوءِ أَدَبِي مَعَهُ فِي بَابِ الْمَسْجِدِ ، وَقُلْتُ لَهُ: أَنْتَ صَادِقُ الْوَعْدِ وَقَدْ وَعَدْتَنِي الرَّوَاحَ مَعِي إِلَى مُسْلِمٍ عليه السلام۔

فَبَيْنَمَا أَنَا أُكَلِّمُ النُّورَ وَ إِذَا بِالنُّورِ قَدْ تَوَجَّهَ إِلَى جِهَةِ مُسْلِمٍ عليه السلام، فَتَبِعْتُهُ فَدَخَلَ النُّورُ الْحَضْرَةَ ، وَصَارَ فِي جَوِّ الْقُبَّةِ وَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذٰلِكَ ، وَلَمْ أَزَلْ أَنْدُبُهُ وَأَبْكِي حَتَّى إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ عَرَجَ النُّورُ۔

فَلَمَّا كَانَ الصَّبَاحُ الْتَفَتُّ إِلَى قَوْلِهِ : ﴿أَمَّا صَدْرُكَ فَقَدْ بَرِئَ﴾ وَإِذَا أَنَا صَحِيحُ الصَّدْرِ وَلَيْسَ مَعِي سُعَالٌ أَبَدًا۔

وَمَا مَضَى أُسْبُوعٌ إِلَّا وَسَهَّلَ اللهُ عَلَيَّ أَخْذَ الْبِنْتِ مِنْ حَيْثُ لَا أَحْتَسِبُ ، وَبَقِيَ فَقْرِي عَلَى مَا كَانَ كَمَا أَخْبَرَ

صَلَوٰاتُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِ وَعَلٰی آبَائِہِ الطَّاہِرِیْنَ۔

بزرگ عالم شیخ باقر کاظمی کہتے ہیں: نجف میں ایک صاحب ایمان شخص بنام شیخ محمد رہتا تھا، وہ پاک و صاف نیت کا مالک تھا اور حوزہ علمیہ نجف میں دینی علم حاصل کرنے کے لیے طلباء کی صف میں شامل تھا۔ لیکن وہ ایک دردناک مرض میں مبتلا تھا اس کے سینے اور گلے سے بلغم اور خون آتا تھا۔ صرف یہ بیماری ہی اس کی مشکل نہ تھی بلکہ مادی اعتبار سے بھی فقر و تنگ دستی نے اس کی زندگی کو یوں اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا کہ اس کے پاس ایک دن کا کھانا تک نہیں ہوتا تھا۔ وہ غذا اور مادی ضروریات فراہم کرنے کے لیے اکثر اوقات نجف کے اطراف میں بادیہ نشینوں کے پاس جایا کرتا تھا تا کہ اپنی روزانہ کی غذا خواہ وہ تھوڑے سے جو ہی کیوں نہ ہوں فراہم کرے، یہ چیز بھی شدت بھوک کی وجہ سے اس کے لیے کافی نہ تھی۔

ان دو مشکلات کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے دل میں اہل نجف کی ایک لڑکی سے شادی کرنے کی خواہش بھی پروان چڑھا رکھی تھی۔ جن لوگوں سے اس نے رشتہ مانگا تھا انھوں نے بھی اس کے فقر کی وجہ سے اسے نفی میں جواب دیا۔ اس کی زندگی ان مشکلات کی وجہ سے غموں کی آماج گاہ بن چکی تھی۔

جب وہ شدید فقر و مرض کی وجہ اور اس لڑکی سے شادی کرنے سے مایوس ہو چکا تو اس نے ارادہ کیا کہ بدھ کی چالیس راتیں مسجد کوفہ میں جائے اور اس خبر کو آزمائے جو اہل نجف کے درمیان مشہور تھی کہ اس طرح توسل کرنے سے بالآخر امام زمانؑ کی زیارت کر سکتے ہیں اور ان کی برکت سے مشکلات سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور انسان کی آرزو اس جگہ سے پوری ہوتی ہے جہاں سے اس کی اسے کوئی اُمید نہیں ہوتی۔

شیخ باقر کہتے ہیں کہ شیخ محمد نے کہا: میں نے خصوصی توجہ کے ساتھ بدھ کی چالیس راتوں کا عمل شروع کر دیا۔ جب بدھ کی آخری رات آئی تو وہ بڑی ٹھنڈی اور انتہائی تاریک رات تھی۔ اس رات میں تیز ہوا چل رہی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی بارش بھی برس رہی تھی۔

ان حالات میں، میں مسجد کوفہ کے اندر دا میں طرف پہلے دروازے کے سامنے مشرقی چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا، میں سینے کے درد اور اس کے دباؤ اور گلے سے خون آنے کی وجہ سے مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا تھا، کیوں کہ میرے لیے خون اور بلغم کو مسجد میں تھوکنا ناممکن تھا اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسی چیز تھی کہ جو مسجد سے باہر مجھے سردی سے محفوظ رکھ سکتی۔

اس صورتِ حال نے میرے غم واندوہ میں اور بھی اضافہ کر دیا اور میری آنکھوں کے سامنے دنیا تنگ وتاریک کر دی۔ دوسری طرف سے میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ چالیسویں رات ہے، میں نے اس قدر مشکلات اٹھائی ہیں اور اُمید اور آرزو کے سہارے مسجد کوفہ آتا رہا ہوں، لیکن نہ کسی کی زیارت ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی نوید ملی ہے، یہ چیز میرے لیے مایوس کن اور انتہائی تکلیف دہ تھی۔

میں یہ سوچ رہا تھا اور وہ رات تنہائی کی رات تھی، وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا، میں نے شدید سردی اور مرض کی وجہ سے آگ جلا رکھی تھی تا کہ گرم بھی ہو سکوں اور تھوڑا سا قہوہ جو میرے پاس تھا، اسے بھی گرم کر سکوں، کیوں کہ میں قہوہ پینے کا عادی تھا۔ اچانک مسجد کے دروازہ نمبر ایک سے ایک شخص اندر داخل ہوئے جو میری طرف آ رہے تھے۔ چونکہ میں نے انھیں دُور سے دیکھا تو پریشان ہوا اور اپنے آپ سے کہا کہ یہ شخص مسجد کوفہ کے اطراف کے عربوں میں سے ہے، وہ میرے پاس آ رہا ہے تا کہ قہوہ

نوش کرے اور میں اس تاریک رات میں اس کی مہمان نوازی کی وجہ سے قہوہ پیے بغیر رہ جاؤں گا اور میرے غموں اور مشکلات میں اور بھی اضافہ ہو جائے گا۔

میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہ میرے پاس آئے، مجھے میرا نام لے کر بلایا، سلام کیا اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ میں حیران ہوا کہ وہ مجھے کیسے جانتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ وہ نجف کے اطراف کے عربوں میں سے ہے چونکہ میں کبھی کبھار وہاں جاتا تھا، انھوں نے مجھے وہاں پر دیکھا ہے اور مجھے پہچانتے ہوں گے، شاید وہاں پر جان پہچان ہوئی ہو گی جس کی وجہ سے وہ میرے نام سے آگاہ ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ کا تعلق عربوں کے کس قبیلہ سے ہے؟

انھوں نے کہا: کسی ایک قبیلہ سے ہوں۔

میں نے نجف کے اطراف میں آباد قبائل کا نام لیا۔

انھوں نے کہا: نہیں! نہیں۔

میں نے جس بھی قبیلے کا نام لیا تو انھوں نے کہا: نہیں، میں اس قبیلہ میں سے نہیں ہوں۔

مجھے غصہ آگیا اور میں نے مسخرہ کرتے ہوئے ایک بے معنی جملہ کہا: ہاں آپ قبیلہ طُریطرہ سے ہیں۔ وہ میری اس بات پر مسکرائے اور کہا: میرا تعلق جہاں سے بھی ہو، تمہارے لیے اہم نہیں ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کو کون سا مقصد اور ہدف یہاں پر لایا ہے؟ میں نے کہا: آپ کو اس بارے میں سوال کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ انھوں نے فرمایا: اگر آپ اپنی مشکل بیان کریں گے تو اس میں آپ کو کیا نقصان ہو گا؟

میں ان کے حُسن اخلاق اور شیریں بیان سے حیرت زدہ ہوا اور ان کا دیوانہ

ہو گیا یوں کہ آہستہ آہستہ ان کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی، وہ جیسے جیسے بات کرتے گئے ان کی محبت میرے دل میں زیادہ ہوتی گئی۔

میں نے تنبا کو نکالا، ان کے لیے ایک طرح کی سگریٹ بنائی اور ان کی خدمت میں تقدیم کی۔ انھوں نے فرمایا: آپ پئیں، میں نہیں پیتا ہوں۔ میں نے ان کے لیے پیالی میں قہوہ ڈالا اور ان کی خدمت میں پیش کیا۔ انھوں نے اسے پکڑا، تھوڑا سا اس سے نوش کیا، پھر مجھے دیتے ہوئے کہا: یہ آپ پی لیں۔ میں نے پیالی پکڑی، قہوہ پیا، لیکن متوجہ نہ ہوا کہ انھوں نے پیالی میں موجود تمام قہوہ نہیں پیا ہے، لیکن لحظہ بہ لحظہ ان کے ساتھ احساسِ محبت میں اضافہ ہو رہا تھا۔

میں نے کہا: اے بھائی! گویا کہ خداوند عالم نے آپ کو میری طرف بھیجا ہے تا کہ اس تنہائی میں آپ میرے غم خوار ہوں، لیکن آپ اس کے لیے آمادہ ہیں کہ دونوں مل کر حضرت مسلمؑ کے مرقد پر جائیں اور وہاں بیٹھ کر آپس میں گفتگو کریں؟

انھوں نے فرمایا: میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں۔

میں نے کہا: میں اپنی اصلی مشکلات آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ میں نے جب سے اپنے آپ کو پہچانا ہے تب سے لے کر اس وقت تک کہ اب آپ کے ہمراہ ہوں، انتہائی تنگ دستی وفقر میں زندگی بسر کی ہے اور یہ میرے لیے قابل برداشت نہیں ہے۔ کئی سالوں سے گلے اور سینے کے مرض میں مبتلا ہوں اور میرے سینے سے خون لوتھڑے بن بن کر نکلتا ہے اور اس کا علاج بھی میرے لیے ممکن نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہ ابھی تک میں نے شادی بھی نہیں کی اور کچھ عرصہ قبل نجف میں اپنے محلے کی ایک لڑکی کو دل دے بیٹھا ہوں لیکن تنگ دستی کی وجہ سے اسے حاصل

کرنا بھی میرے لیے ممکن نہیں ہے۔

اور ادھر نجف کے کچھ لوگوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ اپنی حاجت روائی کے لیے بدھ کی کچھ راتیں مسجد کوفہ میں گزاریں اور امام زمان علیہ السلام سے توسل کریں تو ان کی زیارت ہوگی اور آپ اپنی تمناؤں تک پہنچ جاؤ گے۔ اب یہ بدھ کی آخری رات ہے جب کہ میں نے ابھی تک کچھ بھی نہیں دیکھا اور بدھ کی چالیس راتوں کی مشقت اٹھانے کے باوجود ابھی تک میری حاجات پوری نہیں ہوئی ہیں اور یہی چیز میرے یہاں پر آنے کا باعث بنی ہے۔

جب بات یہاں تک پہنچ گئی تو اس سے پہلے کہ میں متوجہ ہوتا، انھوں نے مجھ سے فرمایا: آپ کا سینہ تو ٹھیک ہو گیا ہے اور وہ لڑکی بھی بہت جلد آپ کو دے دیں گے لیکن فقر و تنگ دستی تا دم مرگ باقی رہے گی۔ میں ان کے اس بیان کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوا، لہٰذا میں نے ان سے کہا: کیا آپ حضرت مسلم علیہ السلام کے روضے پر نہیں جائیں گے؟ انھوں نے فرمایا: اٹھیں۔ میں کھڑا ہوا اور وہ میرے آگے آگے اور میں ان کے پیچھے پیچھے مسجد میں داخل ہوا۔ انھوں نے پوچھا: کیا تحیت مسجد کی نماز نہیں پڑھیں گے؟ میں نے کہا: پڑھوں گا۔ وہ مسجد کے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور میں بھی تھوڑے سے فاصلے پر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور تکبیرۃ الاحرام کہی اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ میں سورۂ حمد پڑھ رہا تھا وہ بھی خوبصورت آواز کے ساتھ سورۂ حمد پڑھ رہے تھے لیکن میں اچانک متوجہ ہوا کہ وہ ایسی قرائت پڑھ رہے تھے جو بے مثال تھی جب کہ میں نے ویسی قرأت کبھی نہیں سنی تھی۔

میں نے ان کی خوبصورت قرائت کی وجہ سے اپنے آپ سے کہا کہ شاید یہ وہی صاحب الزمان علیہ السلام ہوں اور جو کچھ گزرا تھا، میں نے ایک لحظہ کے لیے اس کے

بارے میں فکر کیا۔ جیسے جیسے سوچ رہا تھا کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہی ہیں تو اچانک ایک عظیم نور نے ان کا یوں احاطہ کیا کہ وہ نور میرے لیے ان بزرگوار شخصیت کو تشخیص دینے سے مانع ہو رہا تھا اور میرے اعضائے بدن پر لرزا طاری تھا۔ میں ان کی عظمت اور شکوہ کی وجہ سے نماز کو نا تمام نہیں چھوڑ رہا تھا۔ بہر حال جیسے کیسے میں نے نماز مکمل کی اور اچانک دیکھتا ہوں کہ وہ پر شکوہ نور زمین سے آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔

میں گریہ وزاری کرنے لگا اور غم زدہ ہوا۔ مسجد کے دروازے پر ان کے ساتھ جو میں نے تند روی اختیار کی، اس پر معافی مانگتے ہوئے کہا: آپ اپنے وعدے میں سچے ہیں، آپ نے میرے ساتھ وعدہ کیا کہ آپ میرے ہمراہ حضرت مسلم علیہ السلام کے روضے پر تشریف لائیں۔ میں اس نور کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا کہ وہ نور حضرت مسلم علیہ السلام کے روضے کی طرف بڑھا اور میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ وہ نور اس جگہ پر پہنچا جہاں حضرت مسلم کا مرقد مطہر تھا۔ طلوع فجر تک وہ مقدس فضا نورانی و درخشاں رہی اور میں مسلسل گریہ وزاری کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو میں آں حضرت کے قول کہ ”آپ کا سینہ ٹھیک ہو چکا“ کی طرف متوجہ ہوا تو واقعا میں شفایاب ہو چکا تھا اور اس بیماری کا کوئی نام ونشان تک نہیں تھا۔

اس واقعہ کو ابھی ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ خداوند نے مدِ نظر لڑکی تک رسائی کا ایسا راستہ ہموار کیا کہ جس کے بارے میں، میں نے بالکل کبھی سوچا تک نہیں تھا۔ لیکن فقر و تنگ دستی اسی طرح باقی رہی جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ ان پر اور ان اجداد طاہرین پر درود و سلام ہوں۔ (بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۲۴۰)

میرے آقا! اس پیغام کے ہمراہ نشانی چاہیے

فِي ﴿تاريخ قم﴾ تَأْلِيفِ الشَّيْخِ الْفَاضِلِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْقُمِّيِّ مِنْ كِتَابِ ﴿مُونِسِ الْحَزِيْنِ فِي مَعْرِفَةِ الْحَقِّ وَالْيَقِيْنِ﴾ مِنْ مُصَنَّفَاتِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيِّ مَا لَفْظُهُ بِالْعَرَبِيَّةِ۔

بَابُ ذِكْرِ بِنَاءِ مَسْجِدِ جَمْكَرَانَ بِأَمْرِ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ صَلَوَاتُ اللهِ الرَّحْمٰنِ وَعَلَى آبَائِهِ الْمَغْفِرَةُ، سَبَبُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ الْمُقَدَّسِ فِي جَمْكَرَانَ بِأَمْرِ الْإِمَامِ عليه السلام عَلَى مَا أَخْبَرَ بِهِ الشَّيْخُ الْعَفِيفُ الصَّالِحُ حَسَنُ بْنُ مُثْلَةِ الْجَمْكَرَانِيِّ قَالَ:

كُنْتُ لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ السَّابِعَ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِيْنَ وَثَلَاثِمَائَةٍ نَائِمًا فِي بَيْتِي۔

فَلَمَّا مَضَى نِصْفٌ مِنَ اللَّيْلِ، فَإِذَا بِجَمَاعَةٍ مِنَ النَّاسِ عَلَى بَابِ بَيْتِي، فَأَيْقَظُونِي وَقَالُوا: قُمْ وَأَجِبِ الْإِمَامَ الْمَهْدِيَّ صَاحِبَ الزَّمَانِ عليه السلام، فَإِنَّهُ يَدْعُوكَ۔

قَالَ: فَقُمْتُ وَتَعَبَّأْتُ وَتَهَيَّأْتُ فَقُلْتُ: دَعُونِي حَتّٰى أَلْبَسَ قَمِيصِي۔

فَإِذَا بِنِدَاءٍ مِنْ جَانِبِ الْبَابِ: هُوَ مَا كَانَ قَمِيصُكَ۔

فَتَرَكْتُهُ وَأَخَذْتُ سَرَاوِيلِي۔

فَنُودِيَ: لَيْسَ ذٰلِكَ مِنْكَ فَخُذْ سَرَاوِيلَكَ۔

فَأَلْقَيْتُهُ وَأَخَذْتُ سَرَاوِيْلِي وَلَبِسْتُهُ ، فَقُمْتُ إِلَى مِفْتَاحِ الْبَابِ أَطْلُبُهُ۔

فَنُودِيَ: الْبَابُ مَفْتُوحٌ۔

فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى الْبَابِ رَأَيْتُ قَوْمًا مِنَ الْأَكَابِرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ۔

فَرَدُّوا وَرَحَّبُوا بِي وَذَهَبُوا بِي إِلَى مَوْضِعٍ هُوَ الْمَسْجِدُ الْآنَ۔

فَلَمَّا أَمْعَنْتُ النَّظَرَ رَأَيْتُ أَرِيْكَةً فُرِشَتْ عَلَيْهَا فِرَاشٌ حِسَانٌ وَعَلَيْهَا وَسَائِدُ حِسَانٌ، وَرَأَيْتُ فَتًى فِي زِيِّ ابْنِ ثَلَاثِيْنَ مُتَّكِئًا عَلَيْهَا وَبَيْنَ يَدَيْهِ شَيْخٌ وَبِيَدِهِ كِتَابٌ يَقْرَؤُهُ عَلَيْهِ۔

وَحَوْلَهُ أَكْثَرُ مِنْ سِتِّيْنَ رَجُلًا يُصَلُّونَ فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ ، وَعَلَى بَعْضِهِمْ ثِيَابٌ بِيْضٌ، وَعَلَى بَعْضِهِمْ ثِيَابٌ خُضْرٌ ، وَكَانَ ذٰلِكَ الشَّيْخُ هُوَ الْخِضْرُ علیہ السلام۔

فَأَجْلَسَنِي ذٰلِكَ الشَّيْخُ علیہ السلام وَدَعَانِي الْإِمَامُ علیہ السلام بِاسْمِي وَقَالَ: إِذْهَبْ إِلَى حَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ وَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ تُعَمِّرُ هٰذِهِ الْأَرْضَ مُنْذُ سِنِيْنَ وَتَزْرَعُهَا وَنَحْنُ نُخَرِّبُهَا، زَرَعْتَ خَمْسَ سِنِيْنَ وَالْعَامَ أَيْضًا أَنْتَ عَلَى حَالِكَ مِنَ الزِّرَاعَةِ وَالْعِمَارَةِ وَلَا رُخْصَةَ لَكَ فِي الْعَوْدِ إِلَيْهَا وَعَلَيْكَ رَدُّ مَا انْتَفَعْتَ بِهِ مِنْ غَلَّاتِ هٰذِهِ الْأَرْضِ لِيُبْنٰى فِيْهَا مَسْجِدٌ۔

وَقُلْ لِحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ: إِنَّ هٰذِهِ أَرْضٌ شَرِيْفَةٌ قَدِ اخْتَارَهَا اللهُ تَعَالٰى مِنْ غَيْرِهَا مِنَ الْأَرَاضِي وَشَرَّفَهَا وَأَنْتَ قَدْ أَضَفْتَهَا إِلٰى أَرْضِكَ وَقَدْ جَزَاكَ اللهُ بِمَوْتِ وَلَدَيْنِ لَكَ شَابَّيْنِ ، فَلَمْ تَنْتَبِهْ عَنْ غَفْلَتِكَ ، فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ ذٰلِكَ لَأَصَابَكَ مِنْ نِقْمَةِ اللهِ مِنْ حَيْثُ لَا تَشْعُرُ۔

قَالَ حَسَنُ بْنُ مُثْلَةَ: قُلْتُ: يَا سَيِّدِي! لَابُدَّ لِي فِي ذٰلِكَ مِنْ عَلَامَةٍ، فَإِنَّ الْقَوْمَ لَا يَقْبَلُوْنَ مَا لَا عَلَامَةَ وَلَا حُجَّةَ عَلَيْهِ وَلَا يُصَدِّقُوْنَ قَوْلِي۔

قَالَ: إِنَّا سَنُعَلِّمُ هُنَاكَ فَاذْهَبْ وَبَلِّغْ رِسَالَتَنَا ، وَاذْهَبْ إِلَى السَّيِّدِ أَبِي الْحَسَنِ وَقُلْ لَهُ: يَجِيءُ وَيُحْضِرُهُ وَيُطَالِبُهُ بِمَا أَخَذَ مِنْ مَنَافِعِ تِلْكَ السِّنِيْنَ وَيُعْطِيْهِ النَّاسَ حَتّٰى يَبْنُوا الْمَسْجِدَ وَيُتِمَّ مَا نَقَصَ مِنْهُ مِنْ غَلَّةِ رَهَقٍ مُلْكِنَا بِنَاحِيَةِ أَرْدِهَالَ وَيُتِمُّ الْمَسْجِدَ، وَقَدْ وَقَفْنَا نِصْفَ رَهَقٍ عَلٰى هٰذَا الْمَسْجِدِ لِيُجْلَبَ غَلَّتَهُ كُلَّ عَامٍ وَيُصْرَفَ إِلٰى عِمَارَتِهِ۔

وَقُلْ لِلنَّاسِ:

لِيَرْغَبُوا إِلٰى هٰذَا الْمَوْضِعِ وَيُعَزِّزُوهُ وَيُصَلُّوا هُنَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ لِلتَّحِيَّةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْحَمْدِ مَرَّةً وَسُوْرَةَ الْإِخْلَاصِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَيُسَبِّحُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ سَبْعَ مَرَّاتٍ،

وَرَكْعَتَانِ لِلْإِمَامِ صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام هٰكَذَا:

يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ، فَإِذَا وَصَلَ إِلَى ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ كَرَّرَهُ مِائَةَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَقْرَؤُهَا إِلَى آخِرِهَا، وَهٰكَذَا يَصْنَعُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَيُسَبِّحُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ سَبْعَ مَرَّاتٍ۔

فَإِذَا أَتَمَّ الصَّلَاةَ يُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ تَسْبِيحَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ سَلَامُ اللهِ عَلَيْهَا فَإِذَا فَرَغَ مِنَ التَّسْبِيحِ يَسْجُدُ وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ وَ آلِهِ مِائَةَ مَرَّةٍ۔ ثُمَّ قَالَ عليه السلام مَا هٰذِهِ حِكَايَةُ لَفْظِهِ:

فَمَنْ صَلَّاهَا فَكَأَنَّمَا صَلَّى فِي الْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔

قَالَ حَسَنُ بْنُ مُثْلَةَ: قُلْتُ فِي نَفْسِي : كَانَ هٰذَا مَوْضِعٌ أَنْتَ تَزْعُمُ أَنَّمَا هٰذَا الْمَسْجِدُ لِلْإِمَامِ صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام مُشِيرًا إِلَى ذٰلِكَ الْفَتَى الْمُتَّكِئِ عَلَى الْوَسَائِدِ۔ فَأَشَارَ ذٰلِكَ الْفَتَى إِلَيَّ أَنْ أَذْهَبَ۔

فَرَجَعْتُ فَلَمَّا سِرْتُ بَعْضَ الطَّرِيقِ دَعَانِي ثَانِيَةً وَقَالَ:

إِنَّ فِي قَطِيعِ جَعْفَرِ الْكَاشَانِيِّ الرَّاعِي مَعْزًا يَجِبُ أَنْ تَشْتَرِيَهُ ، فَإِنْ أَعْطَاكَ أَهْلُ الْقَرْيَةِ الثَّمَنَ تَشْتَرِيهِ وَ إِلَّا فَتُعْطِي مِنْ مَالِكَ وَتَجِيءُ بِهِ إِلَى هٰذَا الْمَوْضِعِ وَتَذْبَحُهُ اللَّيْلَةَ الْآتِيَةَ، ثُمَّ تُنْفِقُ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ الثَّامِنَ عَشَرَ مِنْ شَهْرِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ لَحْمَ ذٰلِكَ الْمَعْزِ عَلَى

الْمَرْضٰى وَمَنْ بِهٖ عِلَّةٌ شَدِيْدَةٌ، فَإِنَّ اللهَ يَشْفِيْ جَمِيْعَهُمْ۔

وَذٰلِكَ الْمَعْزُ أَبْلَقُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ وَعَلَيْهِ سَبْعُ عَلَامَاتٍ سُوْدٍ وَبِيْضٍ ثَلَاثٌ عَلٰى جَانِبٍ وَأَرْبَعٌ عَلٰى جَانِبٍ سُوْدٌ وَبِيْضٌ كَالدَّرَاهِمِ۔

فَذَهَبْتُ فَأَرْجَعُوْنِيْ ثَالِثَةً وَقَالَ عليه السلام: نُقِيْمُ بِهٰذَا الْمَكَانِ سَبْعِيْنَ يَوْمًا۔ أَوْ سَبْعًا۔

فَإِنْ حُمِلَتْ عَلَى السَّبْعِ انْطَبَقَ عَلٰى لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَهُوَ الثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ، وَإِنْ حُمِلَتْ عَلَى السَّبْعِيْنَ انْطَبَقَ عَلَى الْخَامِسِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَكِلَاهُمَا يَوْمٌ مُبَارَكٌ۔

قَالَ حَسَنُ بْنُ مُثْلَةَ: فَعُدْتُ حَتّٰى وَصَلْتُ إِلٰى دَارِيْ وَلَمْ أَزَلِ اللَّيْلَ مُتَفَكِّرًا حَتّٰى أَسْفَرَ الصُّبْحُ، فَأَدَّيْتُ الْفَرِيْضَةَ وَجِئْتُ إِلٰى عَلِيِّ بنِ الْمُنْذِرِ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْحَالَ۔ فَجَاءَ مَعِيْ حَتّٰى بَلَغْتُ الْمَكَانَ الَّذِيْ ذَهَبُوْا بِيْ إِلَيْهِ الْبَارِحَةَ فَقَالَ: وَاللهِ، إِنَّ الْعَلَامَةَ الَّتِيْ قَالَ لِيَ الْإِمَامُ وَاحِدٌ مِنْهَا أَنَّ هٰذِهٖ مِنْهَا السَّلَاسِلَ وَالْأَوْتَادَ هَاهُنَا۔

فَذَهَبْنَا إِلَى السَّيِّدِ الشَّرِيْفِ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا، فَلَمَّا وَصَلْنَا إِلٰى بَابِ دَارِهٖ رَأَيْنَا خُدَّامَهٗ وَغِلْمَانَهٗ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ السَّيِّدَ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا يَنْتَظِرُكَ مِنْ سَحَرٍ، أَنْتَ مِنْ جَمْكَرَانَ؟

قُلْتُ: نَعَمْ۔

فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ السَّاعَةَ وَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَخَفَضْتُ۔

فَأَحْسَنَ فِي الْجَوَابِ وَأَكْرَمَنِي وَمَكَّنَ لِي فِي مَجْلِسِهِ وَسَبَقَنِي قَبْلَ اَنْ أُحَدِّثَهُ وَقَالَ: يَاحَسَنَ بْنَ مُثْلَةَ! اِنِّي كُنْتُ نَائِمًا فَرَأَيْتُ شَخْصًا يَقُولُ لِي: اِنَّ رَجُلًا مِنْ جَمْكَرَان يُقَالُ لَهُ: حَسَنُ بْنُ مُثْلَةَ يَأْتِيكَ بِالْغُدْوِ وَلْتُصَدِّقَنَّ مَا يَقُولُ وَاعْتَمِدْ عَلَى قَوْلِهِ ، فَاِنَّ قَوْلَهُ قَوْلُنَا، فَلَا تَرُدَّنَّ عَلَيْهِ قَوْلَهُ۔

فَانْتَبَهْتُ مِنْ رَقْدَتِي وَكُنْتُ أَنْتَظِرُكَ الْآنَ۔

فَقَصَّ عَلَيْهِ الْحَسَنُ بْنُ مُثْلَةَ الْقِصَصَ مَشْرُوحاً ، فَأَمَرَ بِالْخُيُولِ لِتُسْرَجَ وَتَخْرُجُوا فَرَكِبُوا فَلَمَّا قَرُبُوا مِنَ الْقَرْيَةِ رَأَوْا جَعْفَرَ الرَّاعِي، وَلَهُ قَطِيعٌ عَلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ فَدَخَلَ حَسَنُ بْنُ مُثْلَةَ بَيْنَ الْقَطِيعِ ، وَكَانَ ذٰلِكَ الْمَعْزُ خَلْفَ الْقَطِيعِ، فَأَقْبَلَ الْمَعْزُ عَادِيًا اِلَى الْحَسَنِ بْنِ مُثْلَةَ۔

فَأَخَذَهُ الْحَسَنُ لِيُعْطِي ثَمَنَهُ الرَّاعِيَ وَيَأْتِي بِهِ، فَأَقْسَمَ جَعْفَرُ الرَّاعِي أَنِّي مَا رَأَيْتُ هٰذَا الْمَعْزَ قَطُّ وَلَمْ يَكُنْ فِي قَطِيعِي اِلَّا أَنِّي رَأَيْتُهُ ، وَكُلَّمَا أُرِيدُ أَنْ آخُذَهُ لَا يُمْكِنُنِي وَالْآنَ جَاءَ اِلَيْكُمْ۔

فَأَتَوا بِالْمَعْزِ كَمَا بِهِ السَّيِّدُ اِلَى ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ وَذَبَحُوهُ، وَجَاءَ السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا ؒ اِلَى ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ

وَأَحْضَرُوا الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمٍ وَاسْتَرَدُّوا مِنْهُ الْغَلَّاتَ وَجَاءُوا بِغَلَّاتِ رَهَقٍ وَسَقَّفُوا الْمَسْجِدَ بِالْجُذُوعِ۔

وَذَهَبَ السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا بِالسَّلَاسِلِ وَالْأَوْتَادِ وَأَوْدَعَهَا فِي بَيْتِهِ فَكَانَ يَأْتِي الْمَرْضَى وَالْأَعِلَّاءُ وَيَمَسُّونَ أَبْدَانَهُمْ بِالسَّلَاسِلِ فَيَشْفِيهِمُ اللهُ تَعَالَى عَاجِلًا وَيَصِحُّونَ۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ حَيْدَرٍ: سَمِعْتُ بِالْاسْتِفَاضَةِ: أَنَّ السَّيِّدَ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا فِي الْمَحَلَّةِ الْمَدْعُوَّةِ بِمُوسَوِيَانَ مِنْ بَلْدَةِ قُمْ، فَمَرِضَ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَلَدٌ لَهُ، فَدَخَلَ بَيْتَهُ وَفَتَحَ الصُّنْدُوقَ الَّذِي فِيهِ السَّلَاسِلُ وَالْأَوْتَادُ فَلَمْ يَجِدْهَا۔ (نجم الثاقب: ص ۳۸۵، ۳۸۶، بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۲۳۰، کمال المکارم: ج ۲، ص ۳۸۳)

"جناب شیخ فاضل حسن بن محمد بن حسن قمی (تاریخ قم) میں جلیل القدر عالم محمد بن بابویہ قمی کی کتاب "مُونِسُ الْحَزِينِ فِي مَعْرِفَةِ الْحَقِّ الْيَقِينِ" میں نقل کرتے ہیں کہ حسن بن مثلہ جمکرانی کہتے ہیں: ۳۹۳ ہجری قمری کے ماہِ مبارک رمضان کی سترہویں منگل کی رات تھی، میں اپنے گاؤں جمکران میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا۔

آدھی رات گزر چکی تھی کہ اچانک کچھ لوگ میرے گھر میں آئے، انھوں نے مجھے بیدار کیا اور کہا: حسن! اٹھیں اور امام زمانؑ کے پاس چلیں کہ وہ آپ کو بلا رہے ہیں۔ میں جلدی سے اٹھا، اپنے ہوش میں آیا اور امامؑ کے دیدار کے لیے تیار ہوا۔ میں نے کہا: مجھے اجازت دیں کہ میں لباس پہن لوں اور ان کی خدمت میں حاضری دوں۔

میں نے کوشش کی کہ اسی اندھیرے کمرے میں ہی لباس پہنوں تو اس وقت اچانک دروازے کی جانب سے آواز آئی کہ وہ لباس آپ کا نہیں ہے۔ میں نے اسے چھوڑا، اپنا لباس تلاش کیا، ایک شلوار تھی، اسے پہننے کے لیے اُٹھایا، پھر ان کی طرف سے آواز آئی کہ یہ تمھاری نہیں ہے آپ اپنی شلوار پہنیں۔

میں نے اسے دور پھینکا اور ایک دوسرا لباس پہنا اور جلدی سے چابی اُٹھانے کے لیے بڑھا تاکہ ان کے لیے دروازہ کھولوں۔

پھر آواز آئی: چابی کی کوئی ضرورت نہیں ہے، دروازہ کھلا ہوا ہے۔ میں جلدی سے دروازہ پر آیا تو وہاں پر اکابرین کا ایک گروہ دیکھا، میں نے انھیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ میں ان کے اشارے پر ان کے ہمراہ ہوا، وہ میرے ساتھ اس جگہ تک آئے جہاں پر اب مسجد جمکران واقع ہے۔ جب ہم اس مقدس مقام پر پہنچے تو میں نے غور سے دیکھا کہ وہاں پر ایک خوبصورت تخت لگا ہوا ہے۔ جس پر بہترین قالین بچھا ہوا ہے، بہترین قسم کے چار تکیے لگے ہوئے ہیں۔ اس تخت پر تقریباً تیس سالہ خوبرو جوان تکیہ لگائے تشریف فرما تھے، ان کے سامنے ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور ان بزرگوار کے سامنے پڑھ رہے تھے۔ اس مقدس مقام پر ان کے ارد گرد تقریباً ساٹھ سے زیادہ لوگ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ ان میں سے بعض کے لباس سفید اور بعض کے سبز تھے۔ وہ بزرگ شخصیت حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اس بزرگ شخصیت نے مجھے بیٹھنے کی دعوت دی، اس کے بعد امام علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے، میرا نام لے کر مجھے بلایا اور فرمایا:

آپ حسن بن مسلم کے پاس جائیں اور اسے میری طرف سے پیغام دیں کہ تم

کئی سالوں سے اس زمین پر کاشتکاری کر رہے ہو اور ہم اسے خراب کر دیتے ہیں۔

اس سال بھی تمہارا یہی ارادہ ہے، لیکن خبردار! تمہیں اس کام کی اجازت نہیں ہے اور ایسا کوئی اقدام بھی نہ کریں، علاوہ ازیں تم نے اس زمین سے جو فائدہ اٹھایا ہے، وہ واپس کریں تاکہ اس جگہ پر مسجد تعمیر کی جائے۔

اور حسن بن مسلم سے کہیں کہ یہ زمین مقدس و شریف ہے، خداوند متعال نے اس زمین کو دوسری زمینوں پر فضیلت دی ہے اور تم نے اس زمین کا اپنی زمینوں میں اضافہ کر لیا ہے حالانکہ خداوند متعال نے تم کو تمہارے دو جوان بیٹوں کی موت کے ذریعے سزا دی ہے، اس کے باوجود تم باز نہیں آئے اور اگر تم اس کام سے باز نہیں آؤ گے تو پھر تمہارے اُوپر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسی مصیبت نازل ہوگی کہ جس کے بارے میں تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔

حسن بن مثلہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: میرے آقا! اس پیغام کے ساتھ کوئی نشانی بھی ہونی چاہیے، کیوں کہ لوگ کسی نشانی اور واضح دلیل کے سوا میری بات قبول نہیں کریں گے، نہ وہ ان پر حجت ہوگی اور نہ ہی وہ اس کی تصدیق کریں گے۔

آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے! ہم یہاں سے ہی آپ کے سچے اور پیغام صحیح ہونے کی نشانی ضرور دیں گے۔ آپ جائیں اور میرا پیغام پہنچائیں۔

اس کے بعد سید ابوالحسن کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ وہ آپ کے ساتھ چلیں اور اس زمین پر کاشتکاری کرنے والے شخص کو بلائے اور اس سے گزشتہ برسوں میں ہونے والی بچت واپس لیں۔ اس کے بعد لوگوں کی مدد سے اس مقام پر مسجد کی بنیاد رکھیں اور اس مسجد کی تکمیل کے لیے "اردھال" کی جانب ہماری ملکیت "رھق" کی درآمد سے استفادہ کریں۔ ان سے کہیں کے ہم نے "رھق" کی آدھی

ملکیت اس مسجد کے نام وقف کردی ہے۔ اس لیے ہر سال اس سے ہونے والی درآمد کو اس مسجد کی عمارت پر خرچ کریں۔

لوگوں سے کہیں کہ اس جگہ کا احترام کریں، اس کی طرف توجہ دیں اور اس مقام پر چار رکعت نماز بجالائیں۔ جو لوگ یہاں مشرف ہوں، وہ پہلے اس ترتیب سے دو رکعت نماز تحیت مسجد پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور رکوع وسجدے کا ذکر سات سات مرتبہ پڑھیں۔

تحیت مسجد کی نماز کے بعد دو رکعت نماز امام زمان علیہ السلام کی نیت سے یوں پڑھیں۔

نیت کے بعد سورہ حمد کو اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ تک پڑھے اور اس جملے کا سو مرتبہ تکرار کرے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ مکمل کرے۔ پھر رکوع اور سجدے کا ذکر بھی سات سات مرتبہ پڑھے اور دوسری رکعت بھی اسی طرح بجالائے۔

نماز کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھے اور اس کے بعد حضرت زہرا علیہا السلام کی تسبیح بجالائے، اس کے بعد سجدے میں جائے اور سو مرتبہ پیغمبرؐ اسلام اور ان کے خاندان پر درود بھیجیں۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: جو کوئی اس بہترین مقام پر نماز بجالائے تو وہ یوں کہ گویا اس نے بیت العتیق میں نماز پڑھی ہو۔

حسن بن مثلہ کہتے ہیں: میں نے اپنے آپ سے کہا کہ گویا وہ مورد نظر جگہ یہاں پر ہے اور یہ مسجد وہی مسجد امام عصرؑ ہوگی درحالانکہ میں نے تکیہ لگائے بیٹھے صاحب وقار جوان کی طرف اشارہ کیا، انھوں نے ایک طرح سے تائید کرتے ہوئے اشارہ فرمایا کہ پیغام پہنچانے کے لیے روانہ ہوجا!

میں آں حضرت کے اشارے پر لوٹ آیا اور ان کا فرمان بجالانے کے لیے اپنا راستہ لیا اور چل پڑا۔ اچانک دوبارہ مجھے آواز دی اور فرمایا:

جعفر کاشانی کی بھیڑ بکریوں کے گلہ میں چتکبرا اور گھنی پشم والا ایک بکرا ہے، اس پر سیاہ و سفید رنگ کی سات نشانیاں ہیں، یہ نشانیاں درہم کے مانند ہیں، ان میں سے تین نشانیاں اس کے ایک طرف اور چار نشانیاں دوسری طرف ہیں۔

آپ اسے لوگوں کی مدد سے یا ذاتی پیسوں سے خریدیں اور اسے اگلی رات اس جگہ پر لا کر ذبح کریں اور بدھ کے دن ۱۸ ماہ رمضان المبارک کو اس کا گوشت مریضوں میں تقسیم کریں۔ خداوند متعال ان مریضوں کو اس گوشت کے وسیلہ سے شفا عنایت فرمائے گا۔

نشانیاں حاصل کرنے کے بعد جب میں روانہ ہوا تو انھوں نے تیسری مرتبہ پھر بلایا اور فرمایا: ہم سات یا ستر دن کے بعد پھر یہاں آئیں گے۔ اگر سات دن کا حساب کریں تو ماہ مبارک رمضان کی ۲۳ رات، شب قدر ہوگی اور اگر ستر روز کا حساب کریں تو ذیقعدہ کی ۲۹ تاریخ ہوگی کہ دونوں راتیں انتہائی مبارک ہیں۔

حسن بن مثلہ اس واقعہ کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں: میں اپنے گھر کی طرف آیا اور پوری رات اس واقعہ کے بارے میں سوچتے ہوئے گزار دی، میں نے فجر ہونے کے ساتھ ہی نماز پڑھی اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے کا آغاز کیا۔

میں نے سب سے پہلے یہ واقعہ "علی بن منذر" کے سامنے رکھا اور وہ میرے ہمراہ اس مقدس جگہ پر آیا جہاں گذشتہ رات مجھے بلایا گیا تھا، اور کہا: خدا کی قسم، جو نشانیاں امامؑ نے بیان فرمائی تھیں ان میں سے ایک یہ زنجیر اور میخیں ہیں جو یہاں پر لگی ہوئی ہیں۔

اس کے بعد ہم سید بزرگوار ابوالحسن الرضا کے گھر کی طرف گئے۔

جب ہم سید ابوالحسن کے دروازے پر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ اس کے لڑکے اور خادم ہمارے منتظر تھے۔ ہمیں دیکھتے ہی انھوں نے کہا: سید ابوالحسن طلوع فجر سے اب تک آپ کا انتظار کر رہے ہیں، کیا آپ لوگ جمکران کے رہنے والے ہیں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ ہم گھر میں داخل ہوئے، سلام عرض کیا اور ان کی خدمت میں اظہارِ تواضع کیا۔ انھوں نے ہمیں مسند پر بٹھایا قبل اس کے کہ میں اپنی گفتگو کا آغاز کرتا، انھوں نے فرمایا: اے حسن بن مثلہ! میں گذشتہ شب سو رہا تھا کہ میں نے عالمِ خواب میں ایک بزرگوار شخصیت کو دیکھا کہ جو مجھ سے فرما رہے تھے: "کل صبح جمکران سے ایک شخص بنام حسن بن مثلہ آپ کے گھر آئے گا، وہ آپ سے جو کچھ کہے: اسے سچ سمجھیں اور اس پر اعتماد کریں، کیوں کہ اس کی بات، میری بات ہے لہٰذا اس کی بات کو رَد نہ کرنا۔

میں اسی وقت نیند سے بیدار ہوا اور اس وقت سے لے کر اب تک آپ کا منتظر ہوں۔

حسن بن مثلہ نے گذشتہ رات کے واقعہ کی پوری تفصیل بیان کی، سید نے حکم دیا، گھوڑے تیار ہوئے اور ان پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ جب جمکران کے قریب پہنچے تو وہاں پر جعفر کاشانی گلہ بان کو دیکھا۔ حسن بن مثلہ اس کے گلے میں داخل ہوئے اور اس بکرے کو تلاش کیا جس کا حکم تھا۔

حسن نے وہ بکرا پکڑا اور گلہ بان کے پاس لے گیا تا کہ اسے اس کی قیمت ادا کرے۔ جعفر کاشانی نے کہا: خدا کی قسم! یہ بکرا میرے گلے میں نہیں تھا، میں نے اسے آج ہی دیکھا ہے کہ میرے اس ریوڑ کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے؛ میں نے جب

بھی اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو پکڑ نہ سکا، لیکن اب حیران ہوں کہ یہ حیوان آپ کی طرف آیا ہے تو آپ نے اسے آسانی سے پکڑ لیا ہے۔

وہ اس بکرے کو لے کر اس جگہ پر آئے جہاں سید نے حکم دیا تھا اور وہاں پر ذبح کیا۔

پھر سید ابوالحسن الرضا اس مقام پر آئے اور حسن بن مسلم کو بلایا۔ اس سے اس زمین کی درآمد وصول کی اور مسجد جمکران کی بنیاد رکھی اور منطقہ اردھال کی درآمدات سے مسجد کی چھت ڈالی۔

سید ابوالحسن وہ میخیں اور زنجیریں اپنے گھر لے گئے جو ایک خاص طرز پر نصب کی گئی تھیں، جب بھی وہ ان کو اپنے مریضوں کے قریب کرتے تو خدا انھیں جلد شفا دے دیتا اور وہ صحت یاب ہو جاتے۔

ابوالحسن محمد بن حیدر کہتے ہیں: میں نے بے شمار دفعہ سنا ہے کہ سید ابوالحسن قم کے محلہ موسویان میں رہتے تھے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کا ایک بیٹا مریض ہوا تو وہ شفا حاصل کرنے کی غرض سے اس صندوق کے پاس گیا جس میں وہ زنجیریں اور میخیں سنبھال کر رکھی ہوئی تھیں تاکہ اس کے ساتھ اپنے بدن کو مس کرنے سے شفا حاصل کرے۔ جب صندوق کھولا تو اس میں وہ زنجیریں تھیں نہ میخیں"۔

مجھ پر احسان کریں اور یہ درہم قبول فرمائیں

اِبْنُ الْمُتَوَكِّلِ عَنِ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ: قَدِمْتُ مَدِينَةَ الرَّسُولِ ﷺ فَبَحَثْتُ عَنْ أَخْبَارِ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْأَخِيرِ علیہ السلام فَلَمْ أَقَعْ عَلَى شَيْءٍ

مِنْهَا۔

فَرَحَلْتُ مِنْهَا إِلَى مَكَّةَ مُسْتَبْحِثًا عَنْ ذٰلِكَ فَبَيْنَا أَنَا فِي الطَّوَافِ، إِذْ تَرَاءَى لِي فَتًى أَسْمَرُ اللَّوْنِ رَائِعُ الْحُسْنِ جَمِيلُ الْمَخِيلَةِ يُطِيلُ التَّوَسُّمَ فِيَّ۔

فَعَدَلْتُ إِلَيْهِ مُؤَمِّلاً مِنْهُ عِرْفَانَ مَا قَصَدْتُ لَهُ ، فَلَمَّا قَرُبْتُ مِنْهُ سَلَّمْتُ ، فَأَحْسَنَ الْإِجَابَةَ ثُمَّ قَالَ: مِنْ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ؟

قُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ۔

قَالَ: مِنْ أَيِّ الْعِرَاقِ؟

قُلْتُ: مِنَ الْأَهْوَازِ۔

قَالَ: مَرْحَبًا بِلِقَائِكَ هَلْ تَعْرِفُ بِهَا جَعْفَرَ بْنَ حَمْدَانَ الْخَصِيبِيَّ۔

قُلْتُ: دُعِيَ فَأَجَابَ۔

قَالَ: رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ مَا كَانَ أَطْوَلَ لَيْلَهُ، وَأَجْزَلَ نَيْلَهُ فَهَلْ تَعْرِفُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ مَهْزِيَارَ؟

قُلْتُ: أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَهْزِيَارَ.....

.....فَلَمَّا أَزِفَ ارْتِحَالِي وَتَهَيَّأَ اعْتِزَامُ نَفْسِي غَدَوْتُ عَلَيْهِ مُوَدِّعًا وَمُجَدِّدًا لِلْعَهْدِ ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِ مَالًا كَانَ مَعِي يَزِيدُ عَلَى خَمْسِينَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَسَأَلْتُهُ أَنْ يَتَفَضَّلَ بِالْأَمْرِ بِقَبُولِهِ مِنِّي۔

فَابْتَسَمَ وَقَالَ:

يَا أَبَا إِسْحَاقَ! اسْتَعِنْ بِهِ عَلَى مُنْصَرَفِكَ ، فَإِنَّ الشُّقَّةَ قُذُفَةٌ ، وَفَلَوَاتِ الْأَرْضِ أَمَامَكَ جُمَّةٌ ، وَلَا تَحْزَنْ لِإِعْرَاضِنَا عَنْهُ ، فَإِنَّا قَدْ أَحْدَثْنَا لَكَ شُكْرَهُ وَنَشْرَهُ وَأَرْبَضْنَاهُ عِنْدَنَا بِالتَّذْكِرَةِ ، وَقَبُولِ الْمِنَّةِ فَتَبَارَكَ اللهُ لَكَ فِيمَا خَوَّلَكَ ، وَأَدَامَ لَكَ مَا نَوَّلَكَ ، وَكَتَبَ لَكَ أَحْسَنَ ثَوَابِ الْمُحْسِنِينَ ، وَأَكْرَمَ آثَارِ الطَّائِعِينَ ، فَإِنَّ الْفَضْلَ لَهُ وَمِنْهُ ، وَأَسْأَلُ اللهَ أَنْ يَرُدَّكَ إِلَى أَصْحَابِكَ بِأَوْفَرِ الْحَظِّ مِنْ سَلَامَةِ الْأَوْبَةِ ، وَأَكْنَافِ الْغِبْطَةِ بِلِينِ الْمُنْصَرَفِ ، وَلَا أَوْعَثَ اللهُ لَكَ سَبِيلًا ، وَلَا حَيَّرَ لَكَ دَلِيلًا ، وَاسْتَوْدِعْهُ نَفْسَكَ وَدِيعَةً لَا تَضِيعُ وَلَا تَزُولُ بِمَنِّهِ وَلُطْفِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

يَا أَبَا إِسْحَاقَ! إِنَّ اللهَ قَنَّعَنَا بِعَوَائِدِ إِحْسَانِهِ وَفَوَائِدِ امْتِنَانِهِ ، وَصَانَ أَنْفُسَنَا عَنْ مُعَاوَنَةِ الْأَوْلِيَاءِ إِلَّا عَنِ الْإِخْلَاصِ فِي النِّيَّةِ وَإِمْحَاضِ النَّصِيحَةِ ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلَى مَا هُوَ أَتْقَى وَأَبْقَى وَأَرْفَعُ ذِكْرًا۔

قَالَ: فَأَقْفَلْتُ عَنْهُ حَامِدًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى مَا هَدَانِي وَأَرْشَدَنِي عَالِمًا بِأَنَّ اللهَ لَمْ يَكُنْ لِيُعَطِّلَ أَرْضَهُ وَلَا يُخْلِيَهَا مِنْ حُجَّةٍ وَاضِحَةٍ وَإِمَامٍ قَائِمٍ.....

"ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں: میں ایک سال مدینہ گیا اور حضرت امام حسن

عسکریؑ کی اولاد کے بارے میں جستجو کی، لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اس کے بعد مکہ گیا تا کہ وہاں سے کچھ معلوم کر سکوں۔ ایک دن دوران طواف میں نے ایک گندم گوں اور خوبصورت جوان کو دیکھا کہ جو میری طرف دیکھ رہا تھا۔ میں اس اُمید سے کہ مجھے میرا مقصود مل گیا ہے، ان کی طرف گیا، جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو سلام کیا، انھوں نے مجھے میرے سلام سے بہتر جواب دیا۔

پھر اُنھوں نے پوچھا: آپ کس شہر سے ہیں؟

میں نے کہا: اہل عراق ہوں۔

انھوں نے فرمایا: کون سا عراق؟

میں نے عرض کیا: اہواز۔

انھوں نے فرمایا: آپ کو دیکھ کر خوش حال ہوا ہوں، کیا آپ اہواز میں جعفر بن حمدان خصیبی کو پہچانتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: اس نے صدائے حق کو لبیک کہا ہے اور وہ دنیا سے چل بسا ہے۔ انھوں نے فرمایا: ان پر خدا کی رحمت ہو، وہ طویل راتیں عبادت میں گزارتے تھے اور خداوند عالم نے انھیں بہت زیادہ اجر عطا کیا ہے۔

پھر فرمایا: کیا آپ ابراہیم بن مہزیار کو پہچانتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: میں ہی ابراہیم بن مہزیار ہوں۔۔۔

جب ہم روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے اور جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آں حضرت سے الوداع ہوں اور تجدید بیعت کریں، ہمارے پاس پچاس ہزار درہم تھے، ہم نے وہ آں حضرت کی خدمت میں تقدیم کیے اور التماس کی وہ انھیں ہم سے قبول کر کے ہمارے اوپر احسان فرمائیں۔

لیکن آں حضرت مسکرائے اور فرمایا: اے ابو اسحاق! یہ پیسے وطن واپس جانے پر خرچ کریں؛ کیوں کہ آپ کو ایک طویل بیابانی سفر طے کرنا ہے اور غمگین مت ہونا کہ ہم نے یہ رقم قبول نہیں کی، کیوں کہ ہم نے اپ کو عزت دی ہے اور اس احسان کو قبول اور یاد کیا ہے کہ جس طرح سے ہمارے پاس اس کی نگہداری کی صورت میں ہمیں آپ کی قدردانی کرنی چاہیے تھی۔

خداوند متعال نے جو کچھ آپ کو عطا کیا ہے، اسے مبارک کرے، اور جو کچھ عنایت فرمایا ہے اسے باقی رکھے، آپ کے لیے احسان کرنے والوں کا بہترین ثواب اور فرمان برداروں کے عظیم ترین آثار لکھے، کیوں کہ ہر قسم کا فضل و کرم اس کی جانب سے ہے لہذا اسی سے لینا چاہیے۔

مجھے امید ہے کہ خداوند متعال آپ کو وافر مقدار میں سلامتی و خوش حالی کے ہمراہ اپنے دوستوں کی طرف پلٹائے اور راستہ مشکل نہ بنائے اور راستہ پانے میں کوئی مشکل نہ کرے۔ میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ خدا کے سائے میں آپ کو کسی مشکل کا سامنا نہ ہو۔

اے ابو اسحاق! یقیناً خداوند متعال نے ہمیں اپنے احسان کی بہرہ مندیوں، اور نعمتوں کے فائدوں سے قانع کیا ہے، ہمیں دوستوں کی مدد سے روکا ہے مگر اخلاص نیت اور صاف نصیحت سے اور جس کا نام بلند، پائے دار اور پاکیزہ ہے اس کی حفاظت کے لیے۔

ابراہیم بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے آں حضرت کو خدا حافظ کہا درحالانکہ میں خدا کا سپاس گزار و ثنا خوان تھا کہ اس نے میری ہدایت و راہ نمائی کی ہے۔ میں اپنی حقیقی آرزو تک پہنچا۔ البتہ میں یہ جانتا تھا کہ خداوند عالم کبھی اپنی زمین کو

حجت سے خالی نہیں چھوڑے گا اور حجت آشکارا اور امام قائمؑ کے بغیر کبھی نہیں رہنے دے گا۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۲۸) ①

میرے آقا! کیا اس کے بعد میں آپؑ کو نہیں دیکھ پاؤں گا؟

الطَّالَقَانِیُّ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَحْمَدَ الْکُوفِیِّ عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ الرَّقِّیِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ وَجْنَاءَ النَّصِیْبِیِّ قَالَ: کُنْتُ سَاجِدًا تَحْتَ الْمِیْزَابِ فِیْ رَابِعِ أَرْبَعٍ وَخَمْسِیْنَ حَجَّةً بَعْدَ الْعَتَمَةِ وَأَنَا أَتَضَرَّعُ فِی الدُّعَاءِ اِذْ حَرَّکَنِیْ مُحَرِّكٌ فَقَالَ قُمْ یَاحَسَنَ بْنَ وَجْنَاءَ!

قَالَ: فَقُمْتُ فَاِذَا جَارِیَةٌ صَفْرَاءُ نَحِیْفَةُ الْبَدَنِ أَقُوْلُ: اِنَّهَا مِنْ أَبْنَاءِ أَرْبَعِیْنَ فَمَا فَوْقَهَا، فَمَشَتْ بَیْنَ یَدَیَّ وَأَنَا لَا أَسْأَلُهَا عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی أَتَتْ بِیْ دَارَ خَدِیْجَةَ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَیْهَا وَفِیْهَا بَیْتٌ بَابُهُ فِیْ وَسَطِ الْحَائِطِ، وَلَهُ دَرَجَةُ سَاجٍ یُرْتَقیٰ اِلَیْهِ۔

فَصَعِدَتِ الْجَارِیَةُ وَجَاءَنِی النِّدَاءُ: اصْعَدْ یَاحَسَنُ!

فَصَعِدْتُ فَوَقَفْتُ بِالْبَابِ وَقَالَ لِیْ صَاحِبُ الزَّمَانِ علیه السلام: یَاحَسَنُ! أَتَرَاكَ خَفِیْتَ عَلَیَّ وَاللّٰهِ مَا مِنْ وَقْتٍ فِیْ حَجِّكَ اِلَّا وَأَنَا مَعَكَ فِیْهِ۔

ثُمَّ جَعَلَ یَعُدُّ عَلَیَّ أَوْقَاتِیْ، فَوَقَعْتُ مُغْشِیًّا عَلٰی وَجْهِیْ

① اس حدیث کا مکمل متن فصل پنجم میں حضرت امام مہدیؑ کے معجزات میں ذکر ہوگا

فَحَسَسْتُ بِيَدِهٖ وَقَدْ وَقَعَتْ عَلَيَّ، فَقُمْتُ فَقَالَ لِي: يَاحَسَنُ! بِالْمَدِيْنَةِ دَارَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عليهما السلام وَلَا يُهِمَّنَّكَ طَعَامُكَ وَشَرَابُكَ وَلَا مَا يَسْتُرُ عَوْرَتَكَ۔

ثُمَّ دَفَعَ إِلَيَّ دَفْتَرًا فِيْهِ دُعَاءُ الْفَرَجِ وَصَلَاةٌ عَلَيْهِ، فَقَالَ: فَبِهٰذَا فَادْعُ وَهٰكَذَا صَلِّ عَلَيَّ وَلَا تُعْطِهِ إِلَّا مُحِقِّي أَوْلِيَائِي، فَإِنَّ اللّٰهَ جَلَّ جَلَالُهُ مُوَفِّقُكَ۔

فَقُلْتُ: مَوْلَايَ! لَا أَرَاكَ بَعْدَهَا؟

فَقَالَ: يَاحَسَنُ! إِذَا شَاءَ اللّٰهُ۔

قَالَ: فَانْصَرَفْتُ مِنْ حَجَّتِي وَلَزِمْتُ دَارَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عليهما السلام فَأَنَا أَخْرُجُ مِنْهَا فَلَا أَعُوْدُ إِلَيْهَا إِلَّا لِثَلَاثِ خِصَالٍ: لِتَجْدِيْدِ وُضُوْءٍ، أَوْ لِنَوْمٍ، أَوْ لِوَقْتِ الْإِفْطَارِ۔

فَأَدْخُلُ بَيْتِي وَقْتَ الْإِفْطَارِ، فَأُصِيْبُ رُبَاعِيًّا مَمْلُوْءًا مَاءً وَرَغِيْفًا عَلٰى رَأْسِهٖ عَلَيْهِ مَا تَشْتَهِي نَفْسِي بِالنَّهَارِ، فَآكُلُ ذٰلِكَ فَهُوَ كِفَايَةٌ لِي، وَكِسْوَةُ الشِّتَاءِ، فِي وَقْتِ الشِّتَاءِ وَكِسْوَةُ الصَّيْفِ فِي وَقْتِ الصَّيْفِ وَ إِنِّي لَأَدْخُلُ الْمَاءَ بِالنَّهَارِ فَأَرُشُّ الْبَيْتَ وَأَدَعُ الْكُوْزَ فَارِغًا وَأُوْتَى بِالطَّعَامِ وَلَا حَاجَةَ لِي إِلَيْهِ، فَأَتَصَدَّقُ بِهٖ لَيْلًا لِئَلَّا يَعْلَمَ بِي مَنْ مَعِي۔

حسن بن وجنا نصیبی کہتے ہیں: میں چون (۵۴) بار حج سے مشرف ہوا ہوں۔

آخری حج کا موقع تھا کہ ایک رات میں کعبہ کے پرنالے کے نیچے بیٹھے کی حالت میں

دعا و گریہ زاری میں مشغول تھا کہ کسی شخص نے مجھے حرکت دی اور کہا: اے حسن بن وجنا! اٹھیں۔

جب میں اٹھا تو میں نے ایک کمزوری کنیز دیکھی جس کا رنگ اڑا ہوا تھا اور اس کی عمر چالیس سال یا اس سے کچھ زیادہ ہوگی۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ یہ کون ہے اور مجھ سے کیا چاہتی ہے؟ اس نے میرے سامنے چلنا شروع کیا اور میں بھی کوئی سوال کیے بغیر اس کے پیچھے چل پڑا۔

ہم دونوں حضرت خدیجہؑ کے گھر میں پہنچے اور صحن میں داخل ہوئے اس کے ایک طرف دروازہ تھا، اس کا داخل ہونے کا دروازہ صحن کے وسط میں تھا اور سطح زمین سے بلند تھا۔ وہ کنیز ساگوان کی لکڑی سے بنی ہوئی سیڑھی کے کچھ زینے طے کرنے کے بعد کمرے میں داخل ہوئی۔ کچھ لمحوں کے بعد مجھے آواز دے کر بلایا کہ اے حسن! اُوپر آ جائیں۔

جب میں سیڑھیوں سے اُوپر چڑھا تو دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور میری نگاہیں یوسفِ زہرا حضرت امام مہدی علیہ السلام پر پڑیں۔ آں حضرتؑ نے فرمایا: اے حسن! آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ ہم سے مخفی ہیں؟ خدا کی قسم، آپ نے جتنی مرتبہ بھی حج کیا ہے ہم آپ کے ساتھ تھے۔

اس کے بعد حضرتؑ نے میرے حج کے تمام حالات و واقعات بیان فرمائے۔ یہ سب کچھ سننے کے بعد میں بے ہوش ہو کر منہ کے بل زمین پر گر گیا، نہیں معلوم کتنی دیر گزری ہوگی کہ میں نے حضرتؑ کے ہاتھ کا لمس محسوس کیا۔ میں اٹھا اور دوبارہ اپنے محبوب گم گشتہ کے دیدار میں گم ہو گیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے حسن! مدینہ جائیں اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے

گھر میں قیام کریں کہ اس میں کوئی بھی نہیں ہے۔ خوراک ولباس کی فکر مت کریں کہ وہ آپ تک پہنچ جائے گا۔

اس کے بعد آپؑ نے مجھے ایک کاپی عنایت فرمائی کہ اس میں دعائے فرج اوران کی نماز درج تھی اور فرمایا: اس طرح سے دعا کریں اور میرے اوپر درود وصلوٰۃ بھیجیں!

اے میرے حقیقی شیعوں کے سوا کسی اور کومت دکھانا خداوندتعالیٰ آپ کو کامیاب کرے گا۔

میں نے عرض کیا: میرے مولا! کیا اس کے بعد میں آپ کی زیارت نہیں کرسکوں گا؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں، اے حسن! اگر خدا نے چاہا۔

میں امر مولا کی اطاعت کرتے ہوئے حج سے لوٹا اور مدینہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر میں رہا۔ دن کے وقت میں گھر سے باہر مصروف رہتا تھا اور تجدید وضو، نیند اور افطار کرنے کے علاوہ گھر نہیں آتا تھا۔

رات کے وقت جب میں افطار کے لیے گھر واپس آتا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک چار گوشہ پیالہ مزے دار پانی سے بھرا ہوا موجود ہے، اس کے پاس ایک روٹی پڑی ہوئی اور اس کے اوپر ہر وہ چیز رکھی ہوئی تھی جس کی میں دن میں تمنا کرتا تھا۔ میں اس سے کافی مقدار میں کھاتا اور سیر ہو جاتا۔ میں جتنا عرصہ وہاں پر رہا، میرے لیے گرمیوں میں گرمی اور سردیوں میں سردی کا لباس آجاتا۔ میں ہر روز گھر سے روانہ ہونے سے قبل اطراف میں جھاڑو دیتا، لوٹے سے پانی کا چھڑکاؤ کرتا اور کوزے کو خالی کر دیتا۔ بعض دفعہ میرے لیے ایسی غذا لاتے جس کی مجھے ضرورت نہیں ہوتی تھی،

جو میرے ساتھ رہتے تھے"۔ (کمال الدین: ج ۲،ص ۴۴۳-۴۴۴۔ بحار الانوار: ج ۵۲،ص ۳۱)

آپؑ کا خط ایک گروہ کے پاس پہنچا

وَمِمَّا خَرَجَ عَنْ صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام مِنْ جَوَابَاتِ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ أَيْضاً مَا سَأَلَهُ عَنْهَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ فِيمَا كَتَبَ إِلَيْهِ وَهُوَ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَطَالَ اللهُ بَقَاكَ، وَأَدَامَ اللهُ عِزَّكَ وَتَأْيِيدَكَ وَسَعَادَتَكَ وَسَلَامَتَكَ، وَأَتَمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ، وَزَادَ فِي إِحْسَانِهِ إِلَيْكَ، وَجَمِيلِ مَوَاهِبِهِ لَدَيْكَ، وَفَضْلِهِ عِنْدَكَ، وَجَعَلَنِي مِنَ السُّوءِ فِدَاكَ، وَقَدَّمَنِي قِبَلَكَ۔

النَّاسُ يَتَنَافَسُونَ فِي الدَّرَجَاتِ، فَمَنْ قَبِلْتُمُوهُ كَانَ مَقْبُولاً، وَمَنْ دَفَعْتُمُوهُ كَانَ وَضِيعاً، وَالْخَامِلُ مَنْ وَضَعْتُمُوهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ ذٰلِكَ۔ وَبِبَلَدِنَا أَيَّدَكَ اللهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْوُجُوهِ يَتَسَاوَوْنَ وَيَتَنَافَسُونَ فِي الْمَنْزِلَةِ، وَوَرَدَ أَيَّدَكَ اللهُ كِتَابُكَ إِلَى جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ فِي أَمْرٍ أَمَرْتَهُمْ بِهِ مِنْ مُعَاوَنَةِ، وَأُخْرِجَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمَلِكِ الْمَعْرُوفُ بِمَلِكِ بَادُوكَة، وَهُوَ خَتَنُ رَحِمَهُ اللهُ مِنْ بَيْنِهِمْ، فَاغْتَمَّ بِذٰلِكَ، وَسَأَلَنِي أَيَّدَكَ اللهُ أَنْ أُعْلِمَكَ

مَا نَالَهُ مِنْ ذٰلِكَ ، فَإِنْ كَانَ مِنْ ذَنْبٍ ، فَاسْتَغْفِرِ اللهَ مِنْهُ، وَإِنْ يَكُنْ غَيْرَ ذٰلِكَ عَرَّفْتَهُ مَا تَسْكُنُ نَفْسُهُ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللهُ۔

التَّوْقِيعُ: لَمْ نُكَاتِبْ إِلَّا مَنْ كَاتَبَنَا.....

● ''وہ فرامین جو حضرت صاحب العصر والزمانؑ کی طرف سے فقہی سوالات کے بارے میں صادر ہوئے، وہ ایسے سوالات تھے جو محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے آں حضرت کے نام خط لکھ کر پوچھے تھے: بھیجا ہوا خط یوں تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوند متعال آپؑ کی زندگی دراز کرے اور اللہ تعالیٰ آپؑ کی عزت، تائید، سعادت اور سلامتی کو دوام عطا کرے اور آپؑ کے مبارک وجود کے لیے اپنی نعمتوں میں اضافہ فرمائے، آپؑ پر اپنا احسان، فضل اور عطا زیادہ کرے اور نامناسب حالات پیش آنے کی صورت میں مجھے آپؑ پر قربان کرے اور مجھے آپؑ سے پہلے موت دے دے۔

لوگ درجات تک پہنچنے کے آرزومند ہیں، جسے آپ قبول کریں میں اسے نیک سمجھتا ہوں اور جسے آپؑ دور کریں وہ کمینہ ہے۔ بدبخت ہے وہ جسے آپ قبول نہ کریں اور جسے آپؑ نے دھتکار دیا ہو اور میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں کہ آپؑ کی بارگاہ سے نکالا جاؤں۔

خدا آپؑ کی تائید فرمائے، ہمارے شہر میں ایک گروہ ایسا ہے کہ وہ سب شہرت اور شخصیت میں برابر ہیں، ان میں ہر کوئی اپنے مقام و مرتبہ کا قائل ہے۔ کچھ عرصہ قبل ان میں سے بعض افراد کی طرف آپؑ کا خط پہنچا ہے کہ آپؑ نے ان سے فرمایا:

"ص" کی مدد کریں۔

اس خط میں مذکور ناموں میں سے مرحوم "ص" کے داماد علی بن محمد بن حسین بن ملک المعروف "ملک بادوکہ" کا نام ذکر نہیں ہوا لہٰذا وہ بہت غمگین ہوا ہے اور اس نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں اس کے غم زدہ ہونے کی خبر آپؑ کی خدمت اقدس میں پہنچاؤں، اگر اس کا نام حذف کرنے کی وجہ کوئی گناہ ہے جو اس سے سرزد ہوا ہے تو وہ معلوم کرنا چاہتا ہے تاکہ اس گناہ سے توبہ کرے اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہے تو اس کا بھی اظہار فرما کر اسے سکون عطا کریں، ان شاء اللہ۔

آں حضرتؑ نے اس کے خط کا جواب یوں تحریر فرمایا:

ہم نے صرف ان افراد کو جواب دیا ہے جنھوں نے میرے ساتھ خط و کتابت کی ہے"۔ (الاحتجاج: ج ۲، ص ۴۸۱۔ بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۱۵۱) [1]

میں نے ناحیہ مقدسہ سے ایک مشکل کی شکایت کی

أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَلَوِيُّ ابْنُ أَخِي طَاهِرٍ بِبَغْدَادَ طَرَفِ سُوقِ الْقُطْنِ فِي دَارِهِ۔

قَالَ: قَدِمَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الْعَقِيقِيُّ بِبَغْدَادَ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ وَتِسْعِينَ وَمِائَتَيْنِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ عِيسَى بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ وَزِيرٌ فِي أَمْرِ ضَيْعَةٍ لَهُ فَسَأَلَهُ۔

فَقَالَ لَهُ: إِنَّ أَهْلَ بَيْتِكَ فِي هَذَا الْبَلَدِ كَثِيرٌ، فَإِنْ ذَهَبْنَا

[1] اس حدیث کا مکمل متن گیارہویں فصل میں احکام کے بارے میں سوالات میں ذکر ہوگا۔

نُعْطِي كُلَّمَا سَأَلُونَا طَالَ ذَٰلِكَ۔

أَوْ كَمَا قَالَ: فَقَالَ لَهُ الْعَقِيقِيُّ: فَإِنِّي أَسْأَلُ مَنْ فِي يَدِهِ قَضَاءُ حَاجَتِي۔

فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى: مَنْ هُوَ هَذَا؟

فَقَالَ: اللهُ عَزَّ وَجَلَّ۔

وَخَرَجَ مُغْضَبًا۔

قَالَ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا أَقُولُ فِي اللهِ عَزَاءٌ مِنْ كُلِّ هَالِكٍ وَدَرَكٌ مِنْ كُلِّ مُصِيبَةٍ۔

قَالَ: فَانْصَرَفْتُ فَجَاءَنِي الرَّسُولُ مِنْ عِنْدِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ ؒ فَشَكَوْتُ إِلَيْهِ، فَذَهَبَ مَنْ عِنْدِي، فَأَبْلَغَهُ۔

فَجَاءَنِي الرَّسُولُ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ عَدَدًا وَوَزْنًا وَمِنْدِيلٍ وَشَيْءٍ مِنْ حَنُوطٍ وَأَكْفَانٍ وَقَالَ لِي: مَوْلَاكَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ:

إِذَا أَهَمَّكَ أَمْرٌ أَوْ غَمٌّ فَامْسَحْ بِهَذَا الْمِنْدِيلِ وَجْهَكَ، فَإِنَّهُ مِنْدِيلُ مَوْلَاكَ، وَخُذْ هَذِهِ الدَّرَاهِمَ وَهَذَا الْحَنُوطَ وَهَذِهِ الْأَكْفَانَ وَسَتُقْضَى حَاجَتُكَ فِي لَيْلَتِكَ هَذِهِ وَ إِذَا قَدِمْتَ إِلَى مِصْرَ مَاتَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ مِنْ قَبْلِكَ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ مِتَّ بَعْدَهُ فَيَكُونُ هَذَا كَفَنَكَ وَهَذَا حَنُوطَكَ، وَهَذَا جِهَازَكَ۔

قَالَ: فَأَخَذْتُ ذَٰلِكَ وَحَفِظْتُهُ وَانْصَرَفَ الرَّسُولُ، فَإِذَا

أَنَا بِالْمَشَاعِلِ عَلَى بَابِي وَالْبَابُ يُدَقُّ۔

فَقُلْتُ لِغُلَامِي ﴿خَيْرٍ﴾ انْظُرْ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ ذَا؟

فَقَالَ خَيْرٌ: هٰذَا غُلَامُ حُمَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكَاتِبِ ابْنِ عَمِّ الْوَزِيْرِ۔

فَأَدْخَلَهُ إِلَيَّ، فَقَالَ: قَدْ طَلَبَكَ الْوَزِيْرُ يَقُولُ لَكَ: مَوْلَايَ حُمَيْدٌ ارْكَبْ إِلَيَّ۔

قَالَ: فَرَكِبْتُ وَفُتِحَتِ الشَّوَارِعُ وَالدُّرُوبُ وَجِئْتُ إِلَى شَارِعِ الْوَزَّانِيْنَ، فَإِذَا بِحُمَيْدٍ قَاعِدٌ يَنْتَظِرُنِي، فَلَمَّا رَآنِي أَخَذَ بِيَدِي وَرَكِبْنَا۔

فَدَخَلْنَا عَلَى الْوَزِيْرِ، فَقَالَ لِي الْوَزِيْرُ: يَا شَيْخُ! قَدْ قَضَى اللهُ حَاجَتَكَ۔ وَاعْتَذَرَ إِلَيَّ وَدَفَعَ إِلَيَّ الْكُتُبَ مَخْتُومَةً مَكْتُوبَةً قَدْ فَرَغَ مِنْهَا۔

قَالَ: فَأَخَذْتُ ذٰلِكَ وَخَرَجْتُ۔

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ: فَحَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْعَقِيقِيُّ بِنَصِيبِيْنَ بِهٰذَا وَقَالَ لِي: مَا خَرَجَ هٰذَا الْحَنُوطُ إِلَّا لِعَمَّتِي فُلَانَةَ وَلَمْ يُسَمِّهَا وَقَدْ نُعِيَتْ إِلَيَّ نَفْسِي ① وَقَدْ قَالَ لِيَ الْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رضی اللہ عنہ: إِنِّي أَمْلِكُ الضَّيْعَةَ وَقَدْ كَتَبَ لِي بِالَّذِي أَرَدْتُ۔

---

① بحار الانوار میں وَقَدْ بَغَيْتُهُ لِنَفْسِي لکھا ہوا ہے۔

فَقُمْتُ إِلَيْهِ وَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ وَقُلْتُ: يَاسَيِّدِي! أَرِنِي الْأَكْفَانَ وَالْحَنُوطَ، وَالدَّرَاهِمَ۔
فَأَخْرَجَ إِلَيَّ الْأَكْفَانَ، فَإِذَا فِيهَا بُرْدٌ حِبَرَةٌ مُسَهَّمٌ مِنْ نَسْجِ الْيَمَنِ وَثَلَاثَةُ أَثْوَابٍ مَرْوِيٌّ وَعِمَامَةٌ، وَإِذَا الْحَنُوطُ فِي خَرِيطَةٍ وَأَخْرَجَ الدَّرَاهِمَ۔
فَعَدَدْتُهَا مِائَةَ دِرْهَمٍ۔ فَقُلْتُ: يَاسَيِّدِي! هَبْ لِي مِنْهَا دِرْهَمًا أَصُوغُهُ خَاتَمًا۔
قَالَ: وَكَيْفَ يَكُونُ ذٰلِكَ خُذْ مِنْ عِنْدِي مَا شِئْتَ۔
فَقُلْتُ: أُرِيدُ مِنْ هٰذِهِ۔
وَأَلْحَحْتُ عَلَيْهِ وَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَعَيْنَيْهِ۔
فَأَعْطَانِي دِرْهَمًا، فَشَدَدْتُهُ فِي مِنْدِيلِي وَجَعَلْتُهُ فِي كُمِّي۔
فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْخَانِ فَتَحْتُ زِنْفِيلَجَةً مَعِي وَجَعَلْتُ الْمِنْدِيلَ فِي الزِّنْفِيلَجَةِ، وَفِيهِ الدِّرْهَمُ مَشْدُودٌ، وَجَعَلْتُ كُتُبِي وَدَفَاتِرِي فَوْقَهُ، وَأَقَمْتُ أَيَّامًا ثُمَّ جِئْتُ أَطْلُبُ الدِّرْهَمَ، فَإِذَا الصُّرَّةُ مَصْرُورَةٌ بِحَالِهَا وَلَا شَيْءَ فِيهَا۔
فَأَخَذَنِي شِبْهُ الْوَسْوَاسِ، فَصِرْتُ إِلَى بَابِ الْعَقِيقِيِّ فَقُلْتُ لِغُلَامِهِ خَيْرٍ: أُرِيدُ الدُّخُولَ إِلَى الشَّيْخِ۔
فَأَدْخَلَنِي إِلَيْهِ، فَقَالَ لِي: مَا لَكَ؟
فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! الدِّرْهَمُ الَّذِي أَعْطَيْتَنِي مَا أَصَبْتُهُ فِي

الصُّرَّةِ۔

فَدَعَا بِالزِّنْفِيلَجَةِ وَأَخْرَجَ الدَّرَاهِمَ ، فَإِذَا هِيَ مِائَةُ دِرْهَمٍ عَدَدًا وَوَزْنًا ، وَلَمْ يَكُنْ مَعِي أَحَدٌ أَتَّهِمُهُ۔

فَسَأَلْتُهُ فِي رَدِّهِ إِلَيَّ۔

فَأَبَى ثُمَّ خَرَجَ إِلَى مِصْرَ ، وَأَخَذَ الضَّيْعَةَ ، ثُمَّ مَاتَ قَبْلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بِعَشَرَةِ أَيَّامٍ، ثُمَّ تُوُفِّيَ رَحِمَهُ اللهُ وَكُفِّنَ فِي الْأَكْفَانِ الَّتِي دُفِعَتْ إِلَيْهِ۔

"ابوالحسن علی بن احمد بن علی عقیقی کہتے ہیں: مصر میں مری ملکیت تھی اور میں چاہتا تھا کہ اس کی قانونی اسناد تیار کروں، لہٰذا میں ۲۹۸ ہجری قمری میں بغداد میں اس وقت کے وزیر علی بن عیسٰی بن جراحی کے پاس گیا اور اس کے سامنے اپنی درخواست رکھی۔ اس نے کہا: اس شہر میں آپ کے بہت زیادہ رشتہ دار رہتے ہیں اور اگر ہم ان تمام کے مطالبات پورے کریں تو کام بہت لمبا ہو جائے گا اور ہم انھیں پورا بھی نہیں کرسکیں گے۔ میں نے کہا: میں اپنا کام اس کے سپرد کرتا ہوں کہ حاجتوں کو بر لاتا جس کے ہاتھ میں ہے اور اس سے مطالبہ کرتا ہوں۔ اس نے کہا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: وہ خدا ہے۔ اس کے بعد میں اپنے آپ سے یہ کہتے ہوئے کہ خداوند حال نابود ہونے والوں کو تسلی دیتا اور مصیبت زدہ افراد کی حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور وہاں سے غصے کی حالت میں باہر نکل آیا۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد حسین بن روح کا بھیجا ہوا ایلچی آیا، میں نے ان کے وسیلہ سے اپنی شکایت (ناحیہ مقدسہ) امام زمانہ تک پہنچائی۔ وہ گئے اور انھوں نے میرا پیغام پہنچایا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد وہی شخص میرے لیے سو درہم، ایک

رومال، کچھ مقدار حنوط اور کچھ ٹکڑے کفن کے لایا اور کہا: آپ کے آقا نے آپ کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے: "جب بھی کسی مشکل سے دوچار ہوں تو اس رومال کو اپنے چہرے پر مس کریں"۔

یہ آں حضرت کا ذاتی رومال ہے۔ یہ پیسے، کچھ مقدار حنوط اور کچھ ٹکڑے کفن کے لے لیں؛ جب آپ لوٹ کر مصر جائیں گے تو محمد بن اسماعیل کی وفات سے دس دن کے بعد آپ بھی فوت ہو جائیں گے۔ یہ کفن، حنوط اور آپ کی تدفین کے اخراجات ہیں اور اس رات میں آپ کی حاجت بھی پوری ہو جائے گی۔

میں نے وہ چیزیں لیں اور سنبھال کر رکھ لیں۔ اس کے بعد آں حضرت نے ایلچی کو رخصت کیا اور دروازہ بند کر دیا۔ میں اسی جگہ دروازے کے پاس رکھے ہوئے چراغ کے قریب کھڑا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے اپنے غلام "خیر" سے کہا: اے خیر! دیکھو، دروازے پر کون ہے؟

خیر نے کہا: وزیر کے چچازاد حمید بن محمد کاتب کا غلام ہے۔

وہ گھر میں داخل ہوا اور کہا: میرے آقا! حمید نے کہا ہے کہ آپ فوراً اس کے پاس جائیں، کیوں کہ وزیر نے آپ کو بلایا ہے۔

میں فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور گلی کوچوں سے ہوتا ہوا خیابان قپانداران پر پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ حمید کاتب وہاں پر بیٹھا میرا انتظار کر رہا ہے۔

جب اس نے مجھے دیکھا تو میرا ہاتھ پکڑا اور دونوں گھوڑے پر سوار ہوئے اور وزیر کے پاس گئے۔

وزیر نے کہا: اے شیخ! خداوند عالم نے آپ کی حاجت پوری کر دی ہے۔

اس نے مجھ سے معذرت خواہی کی اور میری املاک سے مربوط تمام اسناد

میرے سپرد کیں، میں نے بھی اس سے وہ لیں اور وہاں سے نکل آیا۔

ابو محمد حسن بن محمد کہتے ہیں: علی بن احمد عقیقی سے میری ملاقات شہر "نصیبین" میں ہوئی اور اس نے میرے سامنے یہ داستان بیان کی اور کہا: وہ حنوط میری فلاں پھوپھی کی موت پر استعمال ہو چکا ہے، پھر مجھے موت کی خبر دی۔

حسین بن روح نے کہا: اس زمین کا مالک میں ہی بنوں گا اور میرے لیے وہی کچھ لکھا جس کا میں نے ارادہ کیا تھا۔

میں اٹھا اور ان کے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیا اور کہا: میرے آقا! میں وہ کفن کے چند ٹکڑے، حنوط اور سو درہم دیکھنا چاہتا ہوں۔

انھوں نے مجھے سارا کفن دکھایا، اس میں ایک بردیمانی، مرو کے بنے ہوئے کپڑے کے تین ٹکڑے اور ایک عمامہ تھا، ایک برتن میں حنوط تھا اور درہم بھی تھے۔ میں نے وہ درہم گنے تو ان کی تعداد سو تھی۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا: اے میرے آقا! ان میں سے ایک درہم مجھے عنایت کریں، میں اس سے انگوٹھی بنانا چاہتا ہوں۔

انھوں نے فرمایا: میں ایسا نہیں کر سکتا۔ تمھیں جو کچھ چاہیے وہ اپنے مال سے دے سکتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: میں انھیں میں سے لینا چاہتا ہوں۔

جب میں نے بے حد اصرار کیا، ان کے سر اور آنکھوں پر بوسہ دیا تو انھوں نے مجھے اس میں سے ایک درہم عطا کیا۔ میں نے اسے رومال میں رکھ کر مضبوطی سے باندھ دیا اور اپنی آستین میں رکھ کر وہاں سے چلا گیا۔

جب میں اپنی قیام گاہ پر لوٹ کر آیا تو میں نے اپنی ٹوکری کھولی اور اس

رومال میں مضبوطی سے باندھے ہوئے درہم کو ٹوکری میں رکھا اور اس کے اوپر کتابیں اور کاپیاں رکھ دیں۔ کچھ دن کے بعد جب میں نے وہ رومال اٹھایا تو وہ اسی طرح محکم بندھا ہوا تھا لیکن اس میں کچھ بھی نہیں تھا؛ اسی وجہ سے میرے دل میں وسواس سا پیدا ہوا۔ میں عقیقی کے گھر آیا اور اس کے غلام "خیر" سے کہا: میں شیخ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے ان کے پاس لے گیا تو اس نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟

میں نے کہا: میرے آقا! وہ درہم جو آپ نے مجھے دیا تھا، گم ہو گیا ہے۔ انھوں نے اپنی ٹوکری منگوائی اور اس سے درہم نکالے تو وہ وزن اور عدد کے اعتبار سے پورے سو درہم تھے۔ میرے ساتھ بھی کوئی نہیں تھا کہ میں اس کے بارے میں بدگمان ہوتا۔ میں نے دوبارہ گزارش کی کہ وہ مجھ عطا کر دیں۔

لیکن انھوں نے قبول نہ کیا۔ اس کے بعد مصر کی طرف لوٹ گئے۔ وہ محمد بن اسماعیل کی وفات کے ٹھیک دس دن بعد فوت ہو گئے اور انھیں انھی کفنوں میں سے ایک کفن پہنا کر دفن کر دیا گیا تھا"۔ (کمال الدین: ج ۲، ص ۵۰۵-۵۰۶۔ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۳۷)

مجھے خوف ہے کہ اس سال حج سے مشرف نہ ہو سکوں

أَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَلَّانٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْفَضْلِ الْيَمَانِيِّ قَالَ:

قَصَدْتُ سُرَّ مَنْ رَأَى فَخَرَجَ إِلَيَّ صُرَّةٌ فِيهَا دَنَانِيرُ وَثَوْبَانِ۔ فَرَدَدْتُهَا وَقُلْتُ فِي نَفْسِي : أَنَا عِنْدَهُمْ بِهَذِهِ الْمَنْزِلَةِ ، فَأَخَذَتْنِي الْعِزَّةُ۔

ثُمَّ نَدِمْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ ، وَكَتَبْتُ رُقْعَةً أَعْتَذِرُ وَأَسْتَغْفِرُ
وَدَخَلْتُ الْخَلَاءَ ، وَأَنَا أُحَدِّثُ نَفْسِي وَأَقُولُ: وَاللهِ، لَئِنْ
رُدَّتِ الصُّرَّةُ لَمْ أَحُلَّهَا وَلَمْ أُنْفِقْهَا حَتّٰى أَحْمِلَهَا إِلٰى وَالِدِي
فَهُوَ أَعْلَمُ مِنِّي۔

فَخَرَجَ إِلَى الرَّسُولِ: أَخْطَأْتَ إِذْ لَمْ تُعْلِمْهُ أَنَّا رُبَّمَا فَعَلْنَا
ذٰلِكَ بِمَوَالِينَا وَرُبَّمَا سَأَلُونَا ذٰلِكَ يَتَبَرَّكُونَ بِهِ۔

وَخَرَجَ إِلَيَّ: أَخْطَأْتَ بِرَدِّكَ بِرَّنَا وَإِذَا اسْتَغْفَرْتَ اللهَ فَاللهُ
يَغْفِرُ لَكَ ، وَإِذَا كَانَ عَزِيمَتُكَ وَعَقْدُ نِيَّتِكَ أَنْ لَا تُحْدِثَ
فِيهَا حَدَثًا وَلَا تُنْفِقَهَا فِي طَرِيقِكَ فَقَدْ صَرَفْنَاهَا عَنْكَ ،
وَأَمَّا الثَّوْبَانِ فَلَا بُدَّ مِنْهُمَا لِتُحْرِمَ فِيهِمَا۔ ۲۸

قَالَ: وَكَتَبْتُ فِي مَعْنَيَيْنِ وَأَرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ فِي مَعْنًى ثَالِثٍ
، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَعَلَّهُ يَكْرَهُ ذٰلِكَ۔

فَخَرَجَ إِلَيَّ الْجَوَابُ فِي الْمَعْنَيَيْنِ وَالْمَعْنَى الثَّالِثِ الَّذِي
طَوَيْتُهُ وَلَمْ أَكْتُبْهُ۔

قَالَ: وَسَأَلْتُ طِيبًا۔

فَبَعَثَ إِلَيَّ بِطِيبٍ فِي خِرْقَةٍ بَيْضَاءَ ، فَكَانَتْ مَعِي فِي الْمَحْمِلِ
، فَنَفَرَتْ نَاقَتِي بِعُسْفَانَ وَسَقَطَ مَحْمِلِي وَتَبَدَّدَ مَا كَانَ
مَعِي ، فَجَمَعْتُ الْمَتَاعَ وَافْتَقَدْتُ الصُّرَّةَ ، وَاجْتَهَدْتُ فِي
طَلَبِهَا حَتّٰى قَالَ بَعْضُ مَنْ مَعَنَا: مَا تَطْلُبُ؟

فَقُلْتُ: صُرَّةً كَانَتْ مَعِي۔

قَالَ: وَمَا كَانَ فِيهَا۔

فَقُلْتُ: نَفَقَتِي۔

قَالَ: قَدْ رَأَيْتُ مَنْ حَمَلَهَا۔

فَلَمْ أَزَلْ أَسْأَلُ عَنْهَا حَتَّى آيَسْتُ مِنْهَا، فَلَمَّا وَافَيْتُ مَكَّةَ حَلَلْتُ عَيْبَتِي وَفَتَحْتُهَا، فَإِذَا أَوَّلُ مَا بَدَا عَلَيَّ مِنْهَا: الصُّرَّةُ، وَإِنَّمَا كَانَتْ خَارِجًا فِي الْمَحْمِلِ فَسَقَطَتْ حِينَ تَبَدَّدَ الْمَتَاعُ۔

قَالَ: وَضَاقَ صَدْرِي بِبَغْدَادَ فِي مَقَامِي فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَخَافُ أَنْ لَا أَحُجَّ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَلَا أَنْصَرِفَ إِلَى مَنْزِلِي۔

وَقَصَدْتُ أَبَا جَعْفَرٍ أَقْتَضِيهِ جَوَابَ رُقْعَةٍ كُنْتُ كَتَبْتُهَا۔

فَقَالَ: صِرْ إِلَى الْمَسْجِدِ الَّذِي فِي مَكَانِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّهُ يَجِيئُكَ رَجُلٌ يُخْبِرُكَ بِمَا تَحْتَاجُ إِلَيْهِ۔

فَقَصَدْتُ الْمَسْجِدَ وَبَيْنَا أَنَا فِيهِ إِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيَّ سَلَّمَ وَضَحِكَ وَقَالَ لِي: أَبْشِرْ، فَإِنَّكَ سَتَحُجُّ فِي هَذِهِ السَّنَةِ وَتَنْصَرِفُ إِلَى أَهْلِكَ سَالِمًا، إِنْ شَاءَ اللهُ۔

قَالَ: وَقَصَدْتُ ابْنَ وَجْنَاءَ أَسْأَلُهُ أَنْ يَكْتَرِيَ لِي وَيَرْتَادَ لِي عَدِيلًا۔

فَرَأَيْتُهُ كَارِهًا ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدَ أَيَّامٍ فَقَالَ لِي: أَنَا فِي طَلَبِكَ مُنْذُ أَيَّامٍ قَدْ كُتِبَ إِلَيَّ أَنْ أَكْتَرِيَ لَكَ وَأَرْتَادَ لَكَ عَدِيلًا ابْتِدَاءً۔

فَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ أَنَّهُ وَقَفَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ عَلٰى عَشَرَةِ دَلَالَاتٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

"حسن بن فضل یمنی کہتے ہیں: میں سامرہ شہر کا سفر کرنا چاہتا تھا کہ مجھے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی جانب سے تھیلے کی صورت میں ایک ہدیہ نصیب ہوا کہ جس میں سونے کے کچھ سکے اور دو عدد لباس تھے۔

جب میری نگاہ ظاہراً اس مختصر سے ہدیے پر پڑی تو میرے اندر اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کے احساس نے جوش مارا اور میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا آں حضرتؑ کے نزدیک میری یہی قدر و قیمت ہے؟ اسی وجہ سے میں نے وہ ہدیہ واپس کر دیا۔

لیکن ایسا کرنے پر فوراً پشیمان ہوا اور آں حضرتؑ کی خدمت میں خط لکھ کر آپؑ سے معذرت کی اور حق تعالیٰ سے معافی مانگی۔ (میں اپنی اس حرکت پر) شدت غم کے باعث گوشہ گیر ہو گیا اور قسم کھائی کہ اگر وہ تھیلا واپس کیا گیا تو میں اس سے کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا اور اس سے محفوظ رکھوں گا تا کہ اپنے والد کے سپرد کروں، کیوں کہ وہ مجھ سے زیادہ دانا اور عقل مند ہیں۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد آں حضرتؑ کی طرف سے ایک شخص کے نام خط صادر ہوا، آپؑ نے اس خط میں مرقوم فرمایا: آپ نے اشتباہ کیا ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ہم بعض اوقات اپنے شیعوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں اور وہ اکثر اوقات ہم سے تبرک کے عنوان سے کسی چیز کی درخواست کرتے ہیں۔ اس خط میں مجھے بھی یوں مخاطب کیا گیا تھا: آپ نے اشتباہ کیا ہے کہ ہمارا احسان لوٹا دیا ہے، چونکہ آپ نے ارادہ کیا ہے کہ اس میں تصرف نہیں کریں گے اور نہ ہی راستے کے اخراجات سے اس سے فائدہ اٹھائیں گے، لہٰذا ہم وہ آپ کو واپس نہیں کریں گے، لیکن ان دو

لباسوں کے متعلق یہ ہے کہ ان سے احرام کے لیے استفادہ کریں۔

اس کے بعد میں نے حضرتؑ کی خدمت میں خط لکھا، اس میں دو مطلب لکھے ، تیسرا لکھنے کا ارادہ کیا تو میں نے اپنے آپ سے کہا کہ شاید یہ آں حضرتؑ کی ناراضگی کا باعث بنے ، لہٰذا اسے تحریر نہیں کیا۔ لیکن آں حضرتؑ نے خط میں مذکور دونوں مطالب اور تیسرا مطلب جس کا ذکر نہیں کیا تھا، کا جواب تحریر فرمایا۔

میں نے آں حضرتؑ سے کچھ مقدار میں عطر کی درخواست کی تھی۔

آپؑ نے کچھ مقدار عطر سفید کپڑے میں لپیٹ کر عنایت فرمایا۔ میں نے اسے اُونٹ پر اپنے محمل میں رکھا۔ "عسفان" کے مقام پر میری اُونٹنی بدک گئی، محمل گر گیا اور میرا سارا سامان بکھر گیا۔ میں نے سارا سامان اکٹھا کیا، لیکن وہ تھیلا جس میں عطر اور لباس رکھا ہوا تھا گم ہو گیا؛ لیکن تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکا۔

میرے ایک ساتھی نے کہا: آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟

میں نے کہا: ایک تھیلا تلاش کر رہا ہوں جو میرے ہمراہ تھا۔

اس نے کہا: اس میں کیا رکھا ہوا تھا؟

میں نے کہا: اس میں میرے سفر کے اخراجات تھے۔

اس نے کہا: وہ میں نے ایک شخص کو اٹھاتے ہوئے دیکھا تھا۔

میں نے سب سے پوچھا: لیکن انھوں نے بے خبری کا اظہار کیا اور میں اس کے ملنے سے نا اُمید ہو چکا تھا۔ جب مکہ پہنچا اور سامان اُتار کر کھولا تو سب سے پہلے جس چیز پر میری نگاہ پڑی ، وہ وہی تھیلا تھا در حالانکہ میں نے اسے اپنے سامان میں نہیں رکھا تھا، وہ محمل سے باہر تھا اور جب محمل گرا تھا تو تمام چیزیں اِدھر اُدھر بکھر گئی تھیں۔

میں سامرہ میں مشرف ہونے کے بعد بغداد لوٹ آیا۔ وہاں پر میرا دل تنگ

ہو رہا تھا، چونکہ حج سے مشرف ہونا چاہتا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ اس سال حج سے مشرف نہ ہو سکوں اور اپنے گھر لوٹ آیا۔

میں نے اس بارے میں آں حضرتؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا اور اس کا جواب لینے کی غرض سے ابا جعفر محمد بن عثمان کے پاس گیا۔

انھوں نے مجھ سے فرمایا: فلاں جگہ پر فلاں مسجد میں جائیں، وہاں پر آپ کے پاس ایک شخص آئے گا اور وہ آپ کو اس سے آگاہ کرے گا جس کی آپ کو احتیاج ہوگی۔

میں اسی مسجد میں گیا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک اور شخص بھی داخل ہوا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا، سلام کیا اور مسکراتے ہوئے کہا: آپ کو مبارک ہو، آپ اس سال حج سے مشرف ہوں گے اور صحیح و سالم اپنے خاندان میں لوٹ آئیں گے۔ انشاء اللہ

میں خوشی سے "ابن وجنا" کے پاس گیا اور اس سے درخواست کی: میں کرائے کی غرض سے ایک مقدار پیسے آپ کو دیتا ہوں اور آپ مجھے ایک سواری دے دیں۔

اس نے قبول نہ کیا۔ کچھ دنوں کے بعد میں نے دوبارہ اسے دیکھا تو اس نے مجھ سے پوچھا: کہاں ہو؟! کچھ دنوں سے آپ کی تلاش میں ہوں۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنا اونٹ اور محمل آپ کو کرائے پر دوں۔

علان کہتے ہیں کہ حسن بن فضل یمنی نے مجھ سے کہا: اس سفر میں امام عصرؑ کے دس معجزے ظاہر ہوئے ہیں۔ تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو عالمین کا پروردگار ہے"۔ (کمال الدین: ج ۲، ص ۴۹۰-۴۹۱۔ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۲۸)

مجھے ایک کفن عنایت فرمائیں

وَمِنَ الْكِتَابِ الْمَذْكُورِ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ السَّيَّارِيِّ قَالَ:

كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّمُرِيُّ يَسْأَلُ كَفَنًا!

فَوَرَدَ: أَنَّكَ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ سَنَةَ ثَمَانِينَ۔

فَمَاتَ فِي هٰذَا الْوَقْتِ الَّذِي حَدَّهُ وَبَعَثَ إِلَيْهِ بِالْكَفَنِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرَيْنِ۔

"سیاری کہتے ہیں: غیبت صغریٰ میں امام زمان علیہ السلام کے چوتھے نائب خاص علی بن محمد سمری نے حضرت کی خدمت میں ایک خط لکھا اور آں حضرتؑ سے کفن کی درخواست کی۔

آں حضرتؑ نے جواب میں مرقوم فرمایا: آپ کو ۸۰ سال میں اس کی ضرورت پڑے گی۔ ①

سمری کی وفات ۸۰ سال کے سن میں ہوئی کہ جو آں حضرتؑ نے بیان فرمائی تھی اور ان کی وفات سے دو ماہ قبل آں حضرت نے ان کے لیے کفن بھیج دیا تھا"۔ (بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۰۲ و ۳۱۲)

میرے حالات اچھے نہیں اور میں تنگ دست ہوں

جَمَاعَةٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ

---

① علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں: احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد یا تو اس کی زندگی کے اسی سال ہیں، یا ۲۸۰ ہجری مقصود ہے۔

مَرْوَانَ الْكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي سُورَةَ قَالَ:
كُنْتُ بِالْحَائِرِ زَائِرٍ زَائِرًا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، فَخَرَجْتُ مُتَوَجِّهًا عَلَى طَرِيقِ الْبَرِّ، فَلَمَّا انْتَهَيْتُ إِلَى الْمُسَنَّاةِ جَلَسْتُ إِلَيْهَا مُسْتَرِيحًا، ثُمَّ قُمْتُ أَمْشِي وَإِذَا رَجُلٌ عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ فَقَالَ لِي: هَلْ لَكَ فِي الرُّفْقَةِ؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

فَمَشَيْنَا مَعًا يُحَدِّثُنِي وَأُحَدِّثُهُ وَسَأَلَنِي عَنْ حَالِي۔

فَأَعْلَمْتُهُ أَنِّي مُضَيَّقٌ لَا شَيْءَ مَعِي وَفِي يَدِي۔

فَالْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ لِي: إِذَا دَخَلْتَ الْكُوفَةَ فَأْتِ أَبَا طَاهِرٍ الزُّرَارِيَّ فَاقْرَعْ عَلَيْهِ بَابَهُ، فَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ إِلَيْكَ وَفِي يَدِهِ دَمُ الْأُضْحِيَّةِ، فَقُلْ لَهُ: يُقَالُ لَكَ: أَعْطِ هَذَا الرَّجُلَ الصُّرَّةَ الدَّنَانِيرَ الَّتِي عِنْدَ رِجْلِ السَّرِيرِ۔

فَتَعَجَّبْتُ مِنْ هَذَا، ثُمَّ فَارَقَنِي وَمَضَى لِوَجْهِهِ لَا أَدْرِي أَيْنَ سَلَكَ۔

وَدَخَلْتُ الْكُوفَةَ، وَقَصَدْتُ أَبَا طَاهِرٍ مُحَمَّدَ بْنَ سُلَيْمَانَ الزُّرَارِيَّ فَقَرَعْتُ عَلَيْهِ بَابَهُ كَمَا قَالَ لِي۔

وَخَرَجَ إِلَيَّ وَفِي يَدِهِ دَمُ الْأُضْحِيَّةِ فَقُلْتُ لَهُ: يُقَالُ لَكَ:
أَعْطِ هَذَا الرَّجُلَ الصُّرَّةَ الدَّنَانِيرَ الَّتِي عِنْدَ رِجْلِ السَّرِيرِ۔

فَقَالَ: سَمْعًا وَطَاعَةً۔

وَدَخَلَ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ الصُّرَّةَ فَسَلَّمَهَا إِلَيَّ فَأَخَذْتُهَا وَانْصَرَفْتُ۔

"ابن ابو سورہ[1] کہتے ہیں: میں شب عرفہ سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کے بعد کوفہ جانے کے لیے روانہ ہوا۔ جب "قلعۂ مسناۃ" پر پہنچا تو وہاں آرام کرنے کی غرض سے تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ گیا، پھر اٹھا اور اپنے سفر پر روانہ ہوا، اس دوران میں ایک شخص کی طرف متوجہ ہوا جو میرے پیچھے آرہا تھا۔

اس نے کہا: تمھیں رفیق نہیں چاہیے؟

میں نے کہا: ہاں! چاہیے۔

ہم دونوں اکٹھے روانہ ہوئے، باہم گفتگو کرتے جارہے تھے کہ اس نے میرے حالات دریافت کیے۔

میں نے کہا: حالات کوئی اچھے نہیں ہیں اور تنگ دست ہوں۔

اس کے بعد انھوں نے میری طرف دیکھ کر کہا: جب کوفہ میں پہنچو تو ابو طاہر محمد بن سلیمان رازی کے پاس جاؤ، اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور وہ دروازہ کھولے گا در حالانکہ اس کے ہاتھ قربانی کے خون سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ اس سے کہو، تمھیں وہ کہتا ہے کہ پیسوں کی وہ تھیلی جو اس نیکوکار مرد کے پاس ہے، وہ مجھے دے دو۔

میں یہ پیغام سن کر حیران و ششدر رہ گیا، اچانک وہ مجھ سے جدا ہو گئے اور کسی طرف چلے گئے لیکن مجھے پتا نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے۔

جب میں کوفہ میں داخل ہوا تو ابو طاہر محمد بن سلیمان کے پاس گیا، دروازہ کھٹکھٹایا، وہ اسی حالت میں باہر نکلا، جیسا انھوں نے بتایا تھا۔

میں نے اس سے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ پیسوں کی وہ تھیلی جو اس نیکوکار شخص

---

[1] ابو سورہ کوفہ میں فرقہ زیدیہ کا ایک معروف شخص تھا۔ رک "الخرائج والجرائح: ج ۱، ص ۴۸۰، مدینۃ المعاجز: ج ۸، ص ۱۳۹

کے پاس ہے، وہ مجھے دے دو!

ابوطاہر نے کہا: حاضر اور اطاعت کرتا ہوں۔

اس کے بعد وہ اپنے گھر میں گیا اور پیسوں کی وہ تھیلی میرے سپرد کی۔ میں نے وہ لی اور واپس لوٹ آیا"۔ (بحارالانوار: ج۵۱، ص۳۱۸)

آپ کا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَائِذٍ الرَّازِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ وَجْنَاءَ النَّصِيبِيِّ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ حَاضِرًا عِنْدَ الْمُسْتَجَارِ بِمَكَّةَ وَجَمَاعَةٌ زُهَاءَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ مُخْلِصٌ غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ الْعَلَوِيِّ، فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ فِي الْيَوْمِ السَّادِسِ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَتِسْعِيْنَ وَمِائَتَيْنِ، إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا شَابٌّ مِنَ الطَّوَافِ عَلَيْهِ إِزَارَانِ مُحْرِمٌ بِهِمَا وَفِي يَدِهِ نَعْلَانِ۔

فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قُمْنَا جَمِيْعًا هَيْبَةً لَهُ وَلَمْ يَبْقَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا قَامَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَجَلَسَ مُتَوَسِّطًا، وَنَحْنُ حَوْلَهُ۔

ثُمَّ الْتَفَتَ يَمِيْنًا وَشِمَالًا۔ ثُمَّ قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا كَانَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ علیہ السلام يَقُولُ فِي دُعَاءِ الْإِلْحَاحِ؟

قُلْنَا: وَمَا كَانَ يَقُولُ؟

قَالَ: كَانَ يَقُولُ:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِي بِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَبِهِ تَقُومُ الْأَرْضُ وَبِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَبِهِ تَجْمَعُ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَبِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ وَبِهِ أَحْصَيْتَ عَدَدَ الرِّمَالِ وَزِنَةَ الْجِبَالِ وَكَيْلَ الْبِحَارِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تَجْعَلَ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجًا وَمَخْرَجًا۔

ثُمَّ نَهَضَ وَدَخَلَ الطَّوَافَ، فَقُمْنَا لِقِيَامِهِ حَتَّى انْصَرَفَ وَأُنْسِينَا أَنْ نَذْكُرَ أَمْرَهُ وَأَنْ نَقُولَ مَنْ هُوَ؟ وَأَيُّ شَيْءٍ هُوَ؟ إِلَى الْغَدِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ۔

فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنَ الطَّوَافِ فَقُمْنَا لَهُ كَقِيَامِنَا بِالْأَمْسِ وَجَلَسَ فِي مَجْلِسِهِ مُتَوَسِّطًا فَنَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا وَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَا كَانَ يَقُولُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام بَعْدَ صَلَاةِ الْفَرِيضَةِ؟

فَقُلْنَا: وَمَا كَانَ يَقُولُ؟

قَالَ: كَانَ يَقُولُ: إِلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَصْوَاتُ وَدُعِيَتِ الدَّعَوَاتُ وَلَكَ عَنَتِ الْوُجُوهُ وَلَكَ خَضَعَتِ الرِّقَابُ، وَإِلَيْكَ التَّحَاكُمُ فِي الْأَعْمَالِ، يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ، وَيَا خَيْرَ مَنْ أَعْطَى، يَا صَادِقُ يَا بَارِئُ، يَا مَنْ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ، يَا مَنْ أَمَرَ بِالدُّعَاءِ، وَوَعَدَ بِالْإِجَابَةِ، يَا مَنْ قَالَ:

﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾۔ (سورۂ مومن: آیت ۶۰)

يَا مَنْ قَالَ: ﴿وَ إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۸۶)

وَيَا مَنْ قَالَ: ﴿يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ ۚ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ﴾ (سورۂ زمر: آیت ۵۳)

لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ هَا أَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ الْمُسْرِفُ، وَأَنْتَ الْقَائِلُ: ﴿لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا﴾۔

ثُمَّ نَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا بَعْدَ هٰذَا الدُّعَاءِ فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَا كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام يَقُولُ فِي سَجْدَةِ الشُّكْرِ؟

فَقُلْتُ: وَمَا كَانَ يَقُولُ؟

قَالَ: كَانَ يَقُولُ:

يَا مَنْ لَا يَزِيدُهُ الْعَطَاءُ إِلَّا كَرَمًا وَعَطَاءً يَا مَنْ لَا يَنْفَدُ خَزَائِنُهُ يَا مَنْ لَهُ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا مَنْ لَهُ خَزَائِنُ مَا دَقَّ وَجَلَّ لَا يَمْنَعُكَ إِسَاءَتِي مِنْ إِحْسَانِكَ أَنْتَ تَفْعَلُ بِيَ الَّذِي أَنْتَ أَهْلُهُ، فَأَنْتَ أَهْلُ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَالْعَفْوِ وَالتَّجَاوُزِ۔

يَا رَبِّ يَا اللّٰهُ لَا تَفْعَلْ بِيَ الَّذِي أَنَا أَهْلُهُ ، فَإِنِّي أَهْلُ الْعُقُوبَةِ وَقَدِ اسْتَحْقَقْتُهَا لَا حُجَّةَ لِي وَلَا عُذْرَ لِي عِنْدَكَ، أَبُوءُ لَكَ بِذُنُوبِي كُلِّهَا وَأَعْتَرِفُ بِهَا كَيْ تَعْفُوَ عَنِّي، وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهَا مِنِّي ، أَبُوءُ لَكَ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ وَكُلِّ خَطِيئَةٍ احْتَمَلْتُهَا، وَكُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلْتُهَا۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ۔

وَقَامَ فَدَخَلَ الطَّوَافَ ، فَقُمْنَا لِقِيَامِهِ، وَعَادَ مِنَ الْغَدِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ، فَقُمْنَا لِاقْبَالِهِ كَفِعْلِنَا فِيمَا مَضٰى۔

فَجَلَسَ مُتَوَسِّطًا وَنَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا فَقَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عليه السلام سَيِّدُ الْعَابِدِينَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ فِي هٰذَا الْمَوْضِعِ ۔ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْحِجْرِ تَحْتَ الْمِيزَابِ:

عُبَيْدُكَ بِفِنَائِكَ ، مِسْكِينُكَ بِفِنَائِكَ ، فَقِيرُكَ بِفِنَائِكَ ، سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ يَسْأَلُكَ مَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُكَ۔

ثُمَّ نَظَرَ يَمِينًا وَشِمَالًا وَنَظَرَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ مِنْ بَيْنِنَا: يَا مُحَمَّدَ بْنَ الْقَاسِمِ! أَنْتَ عَلٰى خَيْرٍ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔

وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ يَقُولُ بِهٰذَا الْأَمْرِ۔

ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الطَّوَافَ ، فَمَا بَقِيَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَقَدْ أُلْهِمَ مَا ذَكَرَهُ مِنَ الدُّعَاءِ وَأُنْسِينَا أَنْ نَتَذَاكَرَ أَمْرَهُ إِلَّا فِي

آخِرِ يَوْمٍ۔

فَقَالَ لَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ: يَاقَوْمِ! أَتَعْرِفُونَ هَذَا؟

هَذَا وَاللهِ صَاحِبُ زَمَانِكُمْ۔

فَقُلْنَا: وَكَيْفَ عَلِمْتَ يَا أَبَا عَلِيٍّ؟

فَذَكَرَ أَنَّهُ مَكَثَ سَبْعَ سِنِينَ يَدْعُو رَبَّهُ وَيَسْأَلُهُ مُعَايَنَةَ

صَاحِبِ الزَّمَانِ علیہ السلام۔

قَالَ: فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ، وَ إِذَا بِالرَّجُلِ

بِعَيْنِهِ يَدْعُو بِدُعَاءٍ وَعَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ مِمَّنْ هُوَ؟

فَقَالَ: مِنَ النَّاسِ۔

قُلْتُ: مِنْ أَيِّ النَّاسِ؟

قَالَ: مِنْ عَرَبِهَا۔

قُلْتُ: مِنْ أَيِّ عَرَبِهَا؟

قَالَ: مِنْ أَشْرَفِهَا؟

قُلْتُ: وَمَنْ هُمْ؟

قَالَ: بَنُو هَاشِمٍ۔

قُلْتُ: مِنْ أَيِّ بَنِي هَاشِمٍ؟

قَالَ: مِنْ أَعْلَاهَا ذِرْوَةً وَأَسْنَاهَا۔

قُلْتُ: مِمَّنْ؟

قَالَ: مِمَّنْ فَلَقَ الْهَامَ، وَأَطْعَمَ الطَّعَامَ، وَصَلَّى وَالنَّاسُ

نِيَامٌ۔

قَالَ: فَعَلِمْتُ أَنَّهُ عَلَوِيٌّ ،فَأَحْبَبْتُهُ عَلَى الْعَلَوِيَّةِ ، ثُمَّ افْتَقَدْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ فَلَمْ أَدْرِ كَيْفَ مَضَى۔

فَسَأَلْتُ الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوا حَوْلَهُ: تَعْرِفُوْنَ هٰذَا الْعَلَوِيَّ؟

قَالُوا: نَعَمْ، يَحُجُّ مَعَنَا فِي كُلِّ سَنَةٍ مَاشِيًا۔

فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللهِ، وَاللهِ، مَا أَرٰى بِهِ أَثَرَ مَشْيٍ۔

قَالَ: فَانْصَرَفْتُ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ كَئِيبًا حَزِيْنًا عَلٰى فِرَاقِهِ وَنِمْتُ مِنْ لَيْلَتِي تِلْكَ ، فَإِذَا أَنَا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ

فَقَالَ: يَا أَحْمَدُ! رَأَيْتَ طَلِبَتَكَ؟

فَقُلْتُ: وَمَنْ ذَاكَ يَا سَيِّدِي؟

فَقَالَ: الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي عَشِيَّتِكَ هُوَ صَاحِبُ زَمَانِكَ۔

قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْنَا ذٰلِكَ مِنْهُ عَاتَبْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَا يَكُوْنَ أَعْلَمَنَا ذٰلِكَ؟

فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يَنْسٰى أَمْرَهُ إِلٰى وَقْتِ مَا حَدَّثَنَا بِهِ۔

"ابو نعیم محمد بن احمد انصاری کہتے ہیں: میں مکہ معظمہ میں کعبہ کے کنارے "مستجار" کی طرف موجود تھا، وہاں پر تقریباً تیس لوگ اور بھی تھے، ان میں محمد بن قاسم علوی کے سوا کوئی بھی مخلص نہیں تھا۔ چھٹے ذی الحجہ ۲۹۳ ہجری کا دن تھا، اس دوران ہم نے اچانک ایک جوان کو دیکھا کہ جو ہمارے پاس آئے۔ انھوں نے دو کپڑوں کا احرام باندھا ہوا تھا اور اپنے نعلین ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے۔

جب ہم نے انھیں دیکھا تو ہم سب ان کی ہیبت وشکوہ کی وجہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھوں نے ہمیں سلام کیا، وہ ہمارے درمیان میں بیٹھ گئے اور ہم سب ان کے اردگرد بیٹھ گئے۔ پھر انھوں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا اور کہا: کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے "دعائے الحاح" میں کیا فرمایا ہے؟

ہم نے کہا: کیا فرمایا ہے؟

انھوں نے کہا کہ انھوں نے فرمایا ہے:

"خدایا! میں تجھ سے تیرے اس نام کے ذریعے سوال کرتا ہوں جس کے وسیلہ سے تُو نے زمین وآسمان کو قائم کیا، حق و باطل کو ایک دوسرے سے جدا کرتا ہے، بکھرے ہوؤں کو اکٹھا کرتا ہے، جس کے ذریعے بیابانوں کی ریت کے ذرّوں کو شمار کرتا ہے، پہاڑوں کا وزن کرتا ہے اور سمندروں کے پانی کو ناپتا ہے۔ محمدؐ وآلِ محمدؑ پر درود بھیج اور میرے امور میں گشائش اور نکلنے کے لیے راستہ قرار دے"۔

پھر وہ جوان اٹھے اور طواف کرنے میں مشغول ہو گئے اور ہم بھی ان کے ہمراہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب وہ وہاں سے چلے گئے تو ہم بھول گئے کہ ان کے بارے میں کوئی گفتگو کرتے اور ان سے پوچھتے کہ وہ کون تھے۔

انھوں نے اگلے دن اسی وقت طواف ختم کیا اور ہمارے پاس آئے۔ ہم گزشتہ روز کی طرح ان کے احترام میں اٹھ کھڑے ہوئے، وہ محفل کے درمیان میں بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کے اردگرد بیٹھ گئے۔

انھوں نے پھر اپنے دائیں بائیں نگاہ ڈالی اور کہا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام ہر نماز کے بعد کون سی دعا پڑھتے تھے؟

ہم نے پوچھا: وہ کون سی دعا پڑھتے تھے؟

انھوں نے کہا: وہ فرماتے تھے: خدایا! تیری بارگاہ میں گریہ وزاری کی صدائیں بلند کی جاتی ہیں تیری بارگاہ میں دعائیں کی جاتی ہیں، چہرے تیری بارگاہ میں متواضع ہیں، گردنیں تیری بارگاہ میں جھکی ہوئی ہیں، تمام کاموں میں تیری حکم رانی ہے، اے سب سے بہتر کہ جس کی بارگاہ میں سوال کیا جائے، اے سب سے بہتر عطا کرنے والے، اے راست گو، اے پیدا کرنے والے، اے وہ جو وعدہ خلافی نہیں کرتا، اے وہ جس نے دعا کرنے کا حکم دیا اور خود اسے پورا کرنے کا وعدہ فرمایا، اے وہ جس نے کہا "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا"، اے وہ جس نے کہا "اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو کہہ دیں کہ میں ان سے قریب ہوں، اور پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں وہ جب بھی پکارتا ہے"، لہٰذا آپ مجھ سے طلب قبولیت کریں اور مجھ پر ایمان واعتقاد رکھیں کہ شاید اس طرح راہ راست پر آجائیں، اے وہ ذات کہ جس نے کہا: اے میرے پیغمبرؐ! پیغام پہنچا دیجیے کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا اللہ تمام گناہوں کو معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے"۔ اب مَیں نے تیری دعوت کا جواب دیا ہے اور تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، درحالانکہ مَیں نے اپنے آپ سے زیادتی کی ہے اور تُو نے فرمایا ہے کہ رحمت خدا سے مایوس مت ہوں، بے شک! اللہ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے"۔

اس دعا کے بعد پھر اپنی دائیں اور بائیں طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ امیرالمومنین سجدۂ شکر میں کیا فرماتے تھے؟

ہم نے پوچھا: کیا فرماتے تھے؟

انھوں نے کہا کہ آں حضرت فرماتے تھے:

"اے وہ جس کی عطا میں اضافہ دوسروں کی عطا اور کرامت کا باعث ہے، اے وہ جس کے خزانے ختم ہونے والے نہیں ہیں، اے وہ کہ ارض و سماء جس کے خزانے ہیں، اے وہ کہ تمام چھوٹے بڑے خزانے اس کی مالکیت ہے! میرے گناہ تیرے احسان اور نیکی سے مانع ہونے کا باعث نہیں ہیں، تو اپنی شان کے مطابق میرے ساتھ سلوک کر کہ تو اہل سخا، کرم، گزشت اور بخشش ہے۔

اے پروردگارا! اے خداوندا! میں جس کے لائق ہوں میرے ساتھ وہ سلوک نہ کر، کیونکہ یقیناً میں سزا کے لائق اور اس کا مستحق ہوں، کیوں کہ میرے پاس کوئی دلیل اور نہ کوئی بہانہ ہے، میں اپنے تمام گناہوں کے باوجود تیری بارگاہ میں لوٹ آیا ہوں اور میں ان تمام کا اعتراف کرتا ہوں تا کہ تو مجھے معاف کر دے، تو مجھ سے زیادہ میرے گناہوں سے آگاہ ہے، میں تیری بارگاہ میں اپنے کیے ہوئے تمام گناہوں، اپنی کی ہوئی تمام خطاؤں اور اپنی کی ہوئی تمام برائیوں کے ہم راہ لوٹ آیا ہوں۔

میرے پروردگارا، مجھے بخش دے، میرے اوپر رحم کر اور جو کچھ تو جانتا ہے اس سے درگزر کر، یقیناً تو گرامی تر اور بزرگوار تر ہے"۔

اس کے بعد وہ اٹھے اور طواف میں مشغول ہو گئے اور ہم بھی ان کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ وہ اگلے دن اسی وقت پھر آئے اور ہم بھی گذشتہ ایام کی طرح ان کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے۔ وہ آئے اور محفل کے درمیان میں بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کے اطراف میں بیٹھ گئے۔

اس کے بعد انھوں نے اپنے دائیں اور بائیں دیکھا اور اپنے ہاتھ سے کعبہ کے ناودان کے نیچے رکھے ہوئے پتھر کی طرف اشارہ کیا اور کہا: سید الساجدین علی بن حسین علیہ السلام جب یہاں پر آتے تو سجدے میں فرماتے:

"تجھ میں فنا تیرا حقیر بندہ، تجھ میں فنا تیرا مسکین بندہ، تجھ میں فنا تیرا فقیر اور تجھ میں فنا تیرا گداگر، تجھ سے سوال کرتا ہے جسے پورا کرنے کی تیرے سوا کسی میں قدرت نہیں ہے"۔

پھر دائیں اور بائیں طرف نگاہ کی اور ہم میں سے محمد بن قاسم کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے محمد بن قاسم! ان شاء اللہ، تم اپنے عقیدہ پر ثابت قدم اور اُستوار ہو۔ البتہ محمد بن قاسم بھی صاحب الزمان علیہ السلام کے وجود کا معتقد تھا۔

اس کے بعد وہ اٹھے اور طواف میں مشغول ہو گئے۔ ہم سب کو وہ دعائیں حفظ ہو گئیں لیکن ہم سب یہ بھول گئے تھے کہ ان کے بارے میں پوچھتے؛ مگر یہ جوان آخری دن پھر پہنچ گیا۔ اس دن موجود افراد میں سے ایک شخص ابو علی محمودی نے ہم سے کہا: اے لوگو! کیا آپ ان کو پہچانتے ہیں؟ خدا کی قسم، یہ تمھارے زمانے کے مالک وصاحب ہیں۔

ہم نے پوچھا: اے ابو علی! تمھیں کس طرح پتا چلا ہے کہ وہ امام زمانؑ ہیں؟

اس نے وضاحت کی کہ میں سات سال سے خدا کی بارگاہ میں گریہ وزاری کر رہا ہوں اور اس کی بارگاہ میں التجا کی ہے کہ وہ مجھے صاحب الزمان علیہ السلام کی زیارت کرائے۔ اسی دوران میں نے روزِ عرفہ عصر کے وقت دیکھا ہے کہ یہ مرد آئے ہیں اور یہی دعائیں پڑھی ہیں جو آپ نے سنی ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا: آپ کون ہیں؟

انھوں نے کہا: لوگوں میں سے ہوں۔

میں نے کہا: کس قبیلہ سے؟

اُنھوں نے کہا: قبیلہ عرب سے۔

میں نے پوچھا: عرب کے کس قبیلہ سے؟

اُنھوں نے کہا: اشراف سے۔

مَیں نے پوچھا: اشراف کے کون سا طائفہ سے؟

اُنھوں نے کہا: بنی ہاشم سے۔

مَیں نے پوچھا: بنی ہاشم کے کس قبیلہ سے؟

اُنھوں نے کہا: اس کے بلند و بالا قبیلہ سے۔

مَیں نے کہا: ان میں سے کس کی اولاد میں سے ہیں؟

اُنھوں نے کہا: اس کا فرزند ہوں جس نے سرکشوں کے سر دو نیم کیے، لوگوں کو طعام دیتا اور جب لوگ نیند میں ہوتے تو وہ نماز بجالاتا۔

میں سمجھ گیا کہ وہ علوی ہیں۔ اس وجہ سے ان کی محبت میرے دل میں بیٹھ گئی، پھر وہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے اور معلوم نہیں ہوا کہ وہ کس طرف گئے۔

مَیں نے وہاں پر موجود لوگوں سے پوچھا: کیا آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں؟

انھوں نے کہا: ہاں! یہ ہر سال ہمارے ساتھ پیادہ حج پر آتے ہیں۔

مَیں نے کہا: سبحان اللہ، خدا کی قسم! مَیں نے ان میں پیادہ روی کی کوئی نشانی نہیں دیکھی ہے۔

اس کے بعد میں مزدلفہ (منیٰ اور عرفات کے درمیان) گیا، حالانکہ میں ان کے فراق میں غمگین اور افسردہ تھا۔ میں جب اس رات میں سویا تو خواب میں رسولؐ خدا کو دیکھا، آں حضرت نے مجھے فرمایا: اے احمد! کیا تم نے اپنا مطلوب دیکھا ہے؟

مَیں نے عرض کیا: میرے آقا! وہ کون ہیں؟

آپ نے فرمایا: وہی کہ جنھیں تم نے کل عصر کے وقت دیکھا ہے وہ تمھارے امامِ زمانؑ تھے۔

اس واقعہ کا راوی ابو نعیم محمد بن احمد انصاری کہتا ہے:

جب ہم نے اس موضوع سے متعلق ابو علی محمودی سے سنا تو ہم نے اس کی سرزنش کی کہ اس نے وقت پر ہمیں کیوں نہیں بتایا ہے۔

ابو علی نے کہا: میں بھی ان کے بارے میں آپ کی گفتگو کرنے سے پہلے انھیں فراموش کر چکا تھا"۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۹)

فصلِ پنجم

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے معجزات و عجائبات سے متعلق سوالات

میرے بیٹے میرے ساتھ بات کریں!

ابْنُ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ رِزْقِ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ:

حَدَّثَتْنِي حَكِيمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ علیہم السلام قَالَتْ:

بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ علیہما السلام فَقَالَ: يَا عَمَّةِ اجْعَلِي إِفْطَارَكِ اللَّيْلَةَ عِنْدَنَا، فَإِنَّهَا لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَإِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى سَيُظْهِرُ فِي هَذِهِ اللَّيْلَةِ الْحُجَّةَ وَهُوَ حُجَّتُهُ فِي أَرْضِهِ۔

قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهُ: وَمَنْ أُمُّهُ؟

قَالَ لِي: نَرْجِسُ۔

قُلْتُ لَهُ: وَاللهِ، جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ مَا بِهَا أَثَرٌ۔

فَقَالَ: هُوَ مَا أَقُولُ لَكِ۔

قَالَتْ: فَجِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ جَاءَتْ تَنْزِعُ خُفِّي وَقَالَتْ لِي۔ يَا سَيِّدَتِي! كَيْفَ أَمْسَيْتِ؟

فَقُلْتُ: بَلْ أَنْتِ سَيِّدَتِي وَسَيِّدَةُ أَهْلِي۔

قَالَتْ: فَأَنْكَرَتْ قَوْلِي وَقَالَتْ: مَا هٰذَا يَا عَمَّةِ؟

قَالَتْ: فَقُلْتُ لَهَا: يَا بُنَيَّةِ! إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَيَهَبُ لَكِ فِي لَيْلَتِكِ هٰذِهِ غُلَامًا سَيِّدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

قَالَتْ: فَجَلَسَتْ وَاسْتَحْيَتْ۔

فَلَمَّا أَنْ فَرَغْتُ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَأَفْطَرْتُ وَأَخَذْتُ مَضْجَعِي فَرَقَدْتُ، فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ فَفَرَغْتُ مِنْ صَلَاتِي وَهِيَ نَائِمَةٌ لَيْسَ بِهَا حَادِثٌ ثُمَّ جَلَسْتُ مُعَقِّبَةً ثُمَّ اضْطَجَعْتُ ثُمَّ انْتَبَهْتُ فَزِعَةً وَهِيَ رَاقِدَةٌ ثُمَّ قَامَتْ فَصَلَّتْ۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَدَخَلَتْنِي الشُّكُوكُ فَصَاحَ بِي أَبُو مُحَمَّدٍ علیہ السلام مِنَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ: لَا تَعْجَلِي يَا عَمَّةِ! فَإِنَّ الْأَمْرَ قَدْ قَرُبَ۔

قَالَتْ: فَقَرَأْتُ ﴿الم السَّجْدَة﴾ وَ ﴿يٰس﴾ فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذَا انْتَبَهَتْ فَزِعَةً، فَوَثَبْتُ إِلَيْهَا فَقُلْتُ اسْمُ اللهِ عَلَيْكِ۔ ثُمَّ قُلْتُ لَهَا: تُحِسِّينَ شَيْئًا۔

قَالَتْ: نَعَمْ يَا عَمَّةِ!

فَقُلْتُ لَهَا: اجْمَعِي نَفْسَكِ وَاجْمَعِي قَلْبَكِ فَهُوَ مَا قُلْتُ لَكِ۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: ثُمَّ أَخَذَتْنِي فَتْرَةٌ وَأَخَذَتْهَا فَتْرَةٌ، فَانْتَبَهْتُ بِحِسِّ سَيِّدِي علیہ السلام فَكَشَفْتُ الثَّوْبَ عَنْهُ، فَإِذَا أَنَا بِهِ علیہ السلام سَاجِدًا يَتَلَقَّى الْأَرْضَ بِمَسَاجِدِهِ، فَضَمَمْتُهُ إِلَيَّ

فَإِذَا أَنَا بِهِ نَظِيفٌ مُنَظَّفٌ۔

فَصَاحَ بِي أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام هَلُمِّي إِلَيَّ ابْنِي يَا عَمَّةِ!

فَجِئْتُ بِهِ إِلَيْهِ، فَوَضَعَ يَدَيْهِ تَحْتَ أَلْيَتَيْهِ وَظَهْرِهِ وَوَضَعَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِهِ، ثُمَّ أَدْلَى لِسَانَهُ فِي فِيهِ وَأَمَرَّ يَدَهُ عَلَى عَيْنَيْهِ وَسَمْعِهِ وَمَفَاصِلِهِ ثُمَّ قَالَ: تَكَلَّمْ يَا بُنَيَّ! فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ثُمَّ صَلَّى عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عليه السلام وَعَلَى الْأَئِمَّةِ عليهم السلام إِلَى أَنْ وَقَفَ عَلَى أَبِيهِ ثُمَّ أَحْجَمَ۔

قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام: يَا عَمَّةِ! اذْهَبِي بِهِ إِلَى أُمِّهِ لِيُسَلِّمَ عَلَيْهَا وَائْتِينِي بِهِ۔ فَذَهَبْتُ بِهِ فَسَلَّمَ عَلَيْهَا وَرَدَدْتُهُ وَوَضَعْتُهُ فِي الْمَجْلِسِ۔

ثُمَّ قَالَ: يَا عَمَّةِ! إِذَا كَانَ يَوْمُ السَّابِعِ فَأْتِينَا۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَلَمَّا أَصْبَحْتُ جِئْتُ لِأُسَلِّمَ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام، فَكَشَفْتُ السِّتْرَ لِأَتَفَقَّدَ سَيِّدِي عليه السلام فَلَمْ أَرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ! مَا فَعَلَ سَيِّدِي؟

فَقَالَ: يَا عَمَّةِ! اسْتَوْدَعْنَاهُ الَّذِي اسْتَوْدَعَتْهُ أُمُّ مُوسَى عليه السلام۔

قَالَتْ حَكِيمَةُ: فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ جِئْتُ وَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ! فَقَالَ: هَلُمِّي إِلَيَّ ابْنِي۔

فَجِئْتُ بِسَيِّدِي فِي الْخِرْقَةِ، فَفَعَلَ بِهِ كَفَعْلَتِهِ الْأُولَى، ثُمَّ أَدْلَى لِسَانَهُ فِي فِيهِ كَأَنَّهُ يُغَذِّيهِ لَبَنًا أَوْ عَسَلًا ثُمَّ قَالَ: تَكَلَّمْ يَا بُنَيَّ!

فَقَالَ عليه السلام: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔

وَثَنَّى بِالصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْأَئِمَّةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى أَبِيهِ عليه السلام، ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ○ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ﴾۔ (سورۂ قصص: آیت ۵-۶)

قَالَ مُوسَى: فَسَأَلْتُ عُقْبَةَ الْخَادِمَ عَنْ هٰذَا۔

فَقَالَ: صَدَقَتْ حَكِيمَةُ۔

''موسیٰ بن محمد کہتے ہیں: حضرت امام جواد علیہ السلام کی دختر جناب حکیمہ خاتون فرماتی ہیں کہ ایک دن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے بلا کر فرمایا: پھوپھی جان! آج نیمہ شعبان ہے، افطار ہمارے ہاں کریں کیوں کہ خداوند متعال اس رات میں زمین پر اپنی حجت ظاہر کرے گا۔

میں نے عرض کیا: اس مبارک نوزاد کی ماں کون ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نرجس (سلام اللہ علیہا)۔

میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں! ان میں حمل کے کوئی آثار نہیں ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: وہی ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں۔

اس کے بعد میں حضرت کے گھر میں داخل ہوئی، سلام کیا اور بیٹھ گئی۔ نرجسؑ خاتون آئیں، میرے پاؤں سے جوتیاں اُتاریں اور کہا: اے شہزادی! شب بخیر۔

میں نے کہا: میری اور میرے خاندان کی شہزادی تو آپؑ ہیں۔

انھوں نے میری بات کا جواب دیا اور فرمایا: پھوپھی جان! میں کہاں اور یہ بلند مقام کہاں؟

میں نے کہا: اے میری بیٹی! یقیناً آج رات خداوند متعال آپؑ کو ایک بیٹا عطا کرے گا جو دنیا و آخرت کا سردار ہو گا۔

جب نرجسؑ خاتون نے یہ بات سنی تو شرم و حیا کا پیکر بن کر بیٹھ گئیں۔

جب میں نماز عشاء سے فارغ ہوئی تو روزہ افطار کیا، بستر پر جا کر سو گئی، پھر آدھی رات کو نماز تہجد کے لیے اٹھی۔ میں نے نماز کے بعد دیکھا تو نرجسؑ خاتون سو رہی تھیں اور ولادت کی کوئی خبر نہیں تھی۔

میں نماز کی تعقیبات سے فارغ ہو کر دوبارہ لیٹ گئی، کچھ دیر کے بعد پریشان ہو کر اٹھی تو دیکھا کہ نرجسؑ خاتون سو رہی ہیں۔

کچھ دیر بعد نرجسؑ خاتون اٹھیں اور نماز بجا لائیں۔

حکیمہؑ خاتون کہتی ہیں: میرے دل میں امام کے وعدہ کے بارے میں شک و شبہ پیدا ہوا تو اچانک امام حسن عسکری علیہ السلام نے بلند آواز سے مجھ سے فرمایا: پھوپھی جان! جلدی مت کریں، وعدہ قریب ہے۔

جب میں نے امام علیہ السلام کی آواز سنی تو سورۂ سجدہ اور یسین کی تلاوت کی۔ اس

دوران نرجس خاتونؑ پریشانی کے عالم میں نیند سے بیدار ہوگئیں۔ میں ان کے قریب ہوئی، زبان پر ذکر خدا جاری کیا اور پوچھا: کیا آپؑ کو کسی چیز کا احساس ہو رہا ہے؟

انھوں نے کہا: ہاں جی۔

میں نے کہا: ناراحت نہ ہوں اور اپنے دل پر قابو رکھیں، یہ وہی خوش خبری ہے جو میں نے آپؑ کو دی ہے، اس کے بعد ہم دونوں سو گئیں۔

تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئی تو دیکھا کہ نوزاد دنیا پر تشریف لا چکا ہے۔ جب میں نے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو نوزاد ساتوں اعضاء کے ساتھ زمین خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے۔

میں نے چاند کے اس ٹکڑے کو گود میں لیا: دیکھا کہ وہ پاک و پاکیزہ ہے۔ اس وقت حضرت امام حسن عسکری نے آواز دی: پھوپھی جان! میرا بیٹا مجھے دیں۔

جب میں نے بچے کو ان کے پدر بزرگوار کے سپرد کیا تو امام علیہ السلام نے اپنے دست مبارک بچے کے رانوں اور پشت کے نیچے رکھے اور اس کے پاؤں اپنے سینے سے لگائے، اپنی زبان اس کے منہ میں گھمائی، اس کی آنکھوں، کانوں اور اعضاء پر پھیرا اور فرمایا: میرے لال! میرے ساتھ بات کرو۔ بچے نے کہا:

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے رسول ہیں۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین اور آئمہ علیہم السلام پر درود و سلام بھیجا، جب اس نے اپنے پدر بزرگوار کا نام لیا تو خاموش ہوگیا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا: پھوپھی جان! اسے اس کی ماں کے پاس لے جائیں تاکہ اسے بھی سلام کرے۔

جب میں انھیں ان کی ماں کے پاس لے گئی تو بچے نے سلام کیا اور ماں نے بھی جواب دیا، پھر میں انھیں دوبارہ امام حسن عسکریؑ کے پاس لے آئی۔

آں حضرت نے فرمایا: پھوپھی جان! بچے کی ولادت کے ساتویں دن بھی ہمارے ہاں تشریف لائیں۔

حکیمہؑ خاتون کہتی ہیں: میں پندرہ شعبان کی صبح امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام عرض کیا۔ میں نے گہوارے سے کپڑا اٹھایا تو دیکھا کہ نوزاد نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ پر قربان جاؤں! نوزاد کہاں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: پھوپھی جان! میں نے اسے اس کے سپرد کیا ہے جس کے حوالے موسیٰ علیہ السلام کو مادرِ موسیٰ نے کیا تھا۔

حکیمہؑ خاتون کہتی ہیں: جب ساتواں دن ہوا تو میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوئی تو انھوں نے فرمایا: پھوپھی جان! میرے لال کو لائیں۔

میں نے اپنے آقا کو کپڑے میں لپیٹا اور آں حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔

امام علیہ السلام نے پہلی مرتبہ کی طرح اپنے فرزندِ دل بند سے اظہارِ محبت کیا اور اپنی مبارک زبان ان کے منہ میں یوں ڈالی جیسے انھیں شہد اور دودھ پلا رہے ہوں۔ اس کے بعد فرمایا: میرے بیٹے! مجھ سے بات کریں؟

نوزاد نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اس کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت امام علی علیہ السلام اور دیگر تمام ائمہ علیہم السلام پر درود و سلام بھیجا، اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ان پر احسان کریں اور انھیں لوگوں کا

پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیں، اور انھیں روئے زمین کا اقتدار دیں اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو انھی کمزور ہاتھوں سے وہ منظر دکھلائیں جس سے یہ ڈر رہے ہیں"۔ (سورۂ قصص، آیت ۵-۶)

اس حدیث کے راوی موسیٰ بن محمد کہتے ہیں: میں نے اس حدیث کے بارے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم عقبہ سے پوچھا تو اس نے کہا: حکیمہ خاتون نے سچ بیان کیا ہے"۔ (کمال الدین: ج ۲، ص ۴۲۵۔ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۴)

زادِ راہ ختم ہو گیا، مجھے کچھ زادِ راہ عطا فرمائیں

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْفَارِسِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بِلَالٍ عَنِ الْأَزْهَرِيِّ مَسْعُودِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْفَضْلِ قَالَ:

...... عَنْ غَانِمٍ قَالَ: كُنْتُ أَكُونُ مَعَ مَلِكِ الْهِنْدِ فِي قِشْمِيرَ الدَّاخِلَةِ وَنَحْنُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا نَقْعُدُ حَوْلَ كُرْسِيِّ الْمَلِكِ قَدْ قَرَأْنَا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَالزَّبُورَ وَيَفْزَعُ إِلَيْنَا فِي الْعِلْمِ۔

فَتَذَاكَرْنَا يَوْمًا مُحَمَّدًا صلى الله عليه وآله وَقُلْنَا: نَجِدُهُ فِي كُتُبِنَا، فَاتَّفَقْنَا عَلَى أَنْ أَخْرُجَ فِي طَلَبِهِ وَأَبْحَثَ ...

... فَدَخَلْتُ فَإِذَا مَوْلَايَ عليه السلام قَاعِدٌ وَسْطَ الدَّارِ فَلَمَّا نَظَرَ

إِلَّا سَمَّانِي بِاسْمٍ لَمْ يَعْرِفْهُ أَحَدٌ إِلَّا أَهْلِي بِكَابُلَ وَأَخْبَرَنِي
بِأَشْيَاءَ۔ فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ نَفَقَتِي ذَهَبَتْ فَمُرْ لِي بِنَفَقَةٍ۔
فَقَالَ لِي: أَمَا إِنَّهَا سَتَذْهَبُ بِكَذِبِكَ۔
وَأَعْطَانِي نَفَقَةً فَضَاعَ مِنِّي مَا كَانَ مَعِي وَسَلِمَ مَا أَعْطَانِي۔
ثُمَّ انْصَرَفْتُ السَّنَةَ الثَّانِيَةَ فَلَمْ أَجِدْ فِي الدَّارِ أَحَدًا۔

ابوسعید غانم بن سعیدی ہندی کہتا ہے: میں ہندوستان میں کشمیر کا رہنے والا ہوں کہ ہم چالیس افراد بادشاہ ہند کے ہاں موجود تھے۔ ہم سب نے توریت، انجیل اور زبور پڑھی ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے ہم اس کے مشیروں میں سے تھے۔

ہم نے کہا: اس پیغمبر کا نام ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ اس غرض سے ارادہ کیا گیا کہ ہم اس پیغمبر سے آشکارا ملاقات کریں اور میں اسے تلاش کرنے کے لیے سفر پر جاؤں۔

میں گھر میں داخل ہوا، دیکھا کہ میرے مولا صحن کے وسط میں تشریف فرما ہیں۔ انھوں نے جب مجھے دیکھا تو میرا نام لے کر مخاطب کیا، جبکہ میرے نام سے اس سے قبل میں میرے رشتہ داروں کے سوا کوئی بھی آگاہ نہیں تھا اور مزید کچھ مطالب بھی بیان فرمائے۔

میں نے عرض کیا: میرے سفر کے اخراجات ختم ہو گئے ہیں لہٰذا مجھے کچھ اخراجات عنایت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ کہ اس جھوٹ کی وجہ سے تم بہت جلد اپنے اموال ہاتھ سے کھو بیٹھو گے۔

اس کے باوجود مجھے ایک تھیلی عنایت فرمائی کہ اس میں کچھ مقدار پیسے تھے۔

میں آں حضرتؑ کی خدمت سے روانہ ہوا۔ کوئی زیادہ دیر نہیں گزرنے پائی تھی کہ جو مال و متاع میرے پاس تھا وہ ضائع ہو گیا اور فقط وہی باقی بچا جو آں حضرتؑ نے عطا کیا تھا۔

اس کے بعد میں خراسان گیا۔ اگلے سال جب دوبارہ اس گھر میں گیا تو وہاں پر کوئی نہیں تھا۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۲۷) ①

حقیہ کون لوگ ہیں؟

الْفَزَارِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ:

وَجَّهَ قَوْمٌ مِنَ الْمُفَوِّضَةِ وَالْمُقَصِّرَةِ كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ الْمَدَنِيَّ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ ؑ قَالَ كَامِلٌ: فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَسْأَلُهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتِي وَقَالَ بِمَقَالَتِي۔

قَالَ: فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى سَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ ؑ نَظَرْتُ إِلَى ثِيَابٍ بَيَاضٍ نَاعِمَةٍ عَلَيْهِ ۔ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: وَلِيُّ اللهِ وَحُجَّتُهُ يَلْبَسُ النَّاعِمَ مِنَ الثِّيَابِ وَيَأْمُرُنَا نَحْنُ بِمُوَاسَاةِ الْإِخْوَانِ وَيَنْهَانَا عَنْ لُبْسِ مِثْلِهِ۔

فَقَالَ مُتَبَسِّمًا: يَا كَامِلُ! وَحَسَرَ ذِرَاعَيْهِ فَإِذَا مِسْحٌ أَسْوَدُ خَشِنٌ عَلَى جِلْدِهِ فَقَالَ: هٰذَا لِلّٰهِ وَهٰذَا لَكُمْ۔

---

① یہ حدیث فصل سوم باب امامت و ولایت میں گزر چکی ہے۔

فَسَلَّمْتُ وَجَلَسْتُ إِلَى بَابٍ عَلَيْهِ سِتْرٌ مُرْخًى ، فَجَاءَتِ الرِّيحُ فَكَشَفَتْ طَرَفَهُ ، فَإِذَا أَنَا بِفَتًى كَأَنَّهُ فِلْقَةُ قَمَرٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَرْبَعِ سِنِينَ أَوْ مِثْلِهَا ، فَقَالَ لِي: يَا كَامِلَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ! فَاقْشَعْرَرْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَأُلْهِمْتُ أَنْ قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا سَيِّدِي!

فَقَالَ: جِئْتَ إِلَى وَلِيِّ اللهِ وَحُجَّتِهِ وَبَابِهِ تَسْأَلُهُ هَلْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتَكَ وَقَالَ بِمَقَالَتِكَ۔

فَقُلْتُ: إِيْ وَاللهِ۔

قَالَ: إِذَنْ وَاللهِ يَقِلُّ دَاخِلُهَا ، وَاللهِ إِنَّهُ لَيَدْخُلُهَا قَوْمٌ يُقَالُ لَهُمُ الْحَقِّيَّةُ۔

قُلْتُ: يَا سَيِّدِي! وَمَنْ هُمْ؟

قَالَ: قَوْمٌ مِنْ حُبِّهِمْ لِعَلِيٍّ عليه السلام يَحْلِفُونَ بِحَقِّهِ وَلَا يَدْرُونَ مَا حَقُّهُ وَفَضْلُهُ۔

ثُمَّ سَكَتَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ عَنِّي سَاعَةً ، ثُمَّ قَالَ: وَجِئْتَ تَسْأَلُهُ عَنْ مَقَالَةِ الْمُفَوِّضَةِ ، كَذَبُوا ، بَلْ قُلُوبُنَا أَوْعِيَةٌ لِمَشِيَّةِ اللهِ ، فَإِذَا شَاءَ شِئْنَا وَاللهُ يَقُولُ: ﴿وَمَا تَشَاؤُنَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللهُ﴾۔

ثُمَّ رَجَعَ السِّتْرُ إِلَى حَالَتِهِ فَلَمْ أَسْتَطِعْ كَشْفَهُ۔

فَنَظَرَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عليه السلام مُتَبَسِّمًا فَقَالَ: يَا كَامِلُ! مَا جُلُوسُكَ؟ قَدْ أَنْبَأَكَ بِحَاجَتِكَ الْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِي۔

فَقُمْتُ وَخَرَجْتُ وَلَمْ أُعَايِنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ۔

قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ: فَلَقِيتُ كَامِلًا، فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِي بِهِ۔

"محمد بن احمد انصاری کہتے ہیں: مفوضہ و مقصرہ ① کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا، کامل کہتا ہے: میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں ان سے یوں پوچھوں گا، کیا وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا جس کی معرفت اور عقیدہ میرے عقیدہ کے مساوی ہو۔

جب میں اپنے آقا امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ انھوں نے سفید رنگ کا انتہائی خوب صورت لباس پہنا ہوا ہے، میں نے اپنے آپ سے کہا کہ خدا کی حجت اور اس کا ولی خود تو سفید رنگ کا خوبصورت لباس پہنتا ہے اور ہمیں حکم دیتا ہے کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ غم خواری و مواسات سے کام لو اور ایسا لباس پہننے سے روکتا ہے۔

امام علیہ السلام نے آستین اوپر چڑھائی اور مسکرا کر فرمایا: اے کامل! (میری طرف) دیکھو! کامل کہتا ہے: جب میں نے امام علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انھوں نے سفید لباس کے نیچے کھردرا لباس پہن رکھا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ خدا کے لیے ہے اور یہ آپ کے لیے۔

میں نے سلام کیا اور اس دروازے کے پاس بیٹھ گیا جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا،

---

① مفوضہ: وہ گروہ ہے جو کہتا ہے کہ خدا نے سارے کام ائمہؑ کے سپرد کر رکھے ہیں۔
مقصرہ: وہ لوگ ہیں کہ جو ائمہ علیہم السلام کی معرفت و شناخت اور ان عظیم ہستیوں کے مقام و مرتبہ میں کمی کرتے ہیں۔ (ر ک: الھدایۃ الکبری، حسین بن حمدان خصیبی، ص ۳۳۱)

اچانک ہوا کا ایک جھونکا آیا اور پردہ اوپر اٹھا تو میں نے چمکتے ہوئے چاند کے مانند ایک بچہ دیکھا جس کی عمر چار سال ہوگی، انھوں نے مجھ سے فرمایا: اے کامل بن ابراہیم! یہ آواز سن کر میں کانپ گیا اور بے اختیار میرے منہ سے نکلا، لبیک میرے آقا۔

آپؑ نے فرمایا: تم ولی خدا، حجت خدا اور بابُ اللہ کے پاس آئے ہو تا کہ ان سے پوچھو کہ جو تمھاری طرح معرفت و عقیدہ رکھتا ہے اور تمھاری بات کرتا ہے کیا اس کے علاوہ کوئی اور بھی بہشت میں داخل ہوگا؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! خدا کی قسم۔

آپؑ نے فرمایا: اگر یہ عقیدہ درست ہو تو بہشت میں جانے والے بہت کم ہوں گے۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم! ایسا گروہ جو حقیہ کے نام سے معروف ہے وہ بہشت میں جائے گا۔

میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جو علیؑ سے اس مقدار میں عشق اور محبت کرتے ہیں کہ صرف ان کے نام کی قسم کھاتے ہیں، جبکہ وہ ان کے حق سے آگاہ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی فضیلت و برتری کی پہچان رکھتے ہیں۔

اس دوران کچھ دیر کے لیے آپؑ نے خاموشی اختیار کی! اس کے بعد فرمایا: آپ اس غرض سے آئے ہیں کہ مفوضہ کے عقیدہ کے متعلق پوچھو؟ وہ جھوٹے ہیں ، بلکہ ہمارے دل ارادۂ خدا اور مشیت الٰہی کے ظرف ہیں، جب وہ چاہتا ہے تو ہم بھی چاہیں گے۔ خداوند عالم قرآن کریم میں فرماتا ہے: "اور آپ کسی چیز کا ارادہ نہیں کرتے مگر وہ جسے خدا چاہتا ہے"۔ (سورۂ انسان، آیت ۳۰)

اس کے بعد پردہ اپنی جگہ پر ہو گیا اور میں اسے اوپر نہ اٹھا سکا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے میری طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا:

اے کامل! آپ کس لیے بیٹھے ہوئے ہو؟ میرے بعد آنے والے امام اور حجت نے تمھیں تمھارے سوالات کے جوابات دے دیے ہیں اور تمھاری احتیاج کی بھی تمھیں خبر دے دی ہے۔

میں وہاں سے اٹھا، گھر سے باہر نکلا اور اس کے بعد انھیں نہیں دیکھا۔

ابو نعیم کہتے ہیں: میں ان سے ملا ہوں اور اس سے یہی حدیث پوچھی ہے، تو اس نے میرے سامنے ایسے ہی نقل کی۔ (بحار الانوار: ج ۲۵، ص ۳۲۸ و ۵۰، ص ۲۵۳)

امام زمانؑ کی طرف گل دان کا ہدیہ

أَبِي عَنْ سَعْدٍ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي حَابِسٍ قَالَ:

كُنْتُ أَزُورُ الْحُسَيْنَ عليه السلام فِي النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَلَمَّا كَانَ سَنَةٌ مِنَ السِّنِينَ وَرَدْتُ الْعَسْكَرَ قَبْلَ شَعْبَانَ وَهَمَمْتُ أَنْ لَا أَزُورَ فِي شَعْبَانَ۔

فَلَمَّا دَخَلَ شَعْبَانُ قُلْتُ: لَا أَدَعُ زِيَارَةً كُنْتُ أَزُورُهَا۔

فَخَرَجْتُ زَائِرًا وَكُنْتُ إِذَا وَرَدْتُ الْعَسْكَرَ أَعْلَمْتُهُمْ بِرُقْعَةٍ أَوْ رِسَالَةٍ۔

فَلَمَّا كَانَ فِي هَذِهِ الدَّفْعَةِ قُلْتُ لِأَبِي الْقَاسِمِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي أَحْمَدَ الْوَكِيلِ: لَا تُعْلِمْهُمْ بِقُدُومِي، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَجْعَلَهَا زَوْرَةً خَالِصَةً۔

فَجَاءَنِي أَبُو الْقَاسِمِ وَهُوَ يَتَبَسَّمُ وَقَالَ: بُعِثَ إِلَيَّ بِهٰذَيْنِ الدِّينَارَيْنِ وَقِيلَ لِي: ادْفَعْهُمَا إِلَى الْحَابِسِيِّ وَقُلْ لَهُ: مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ اللهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ۔

قَالَ: وَاعْتَلَلْتُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى عِلَّةً شَدِيدَةً أَشْفَقْتُ فِيهَا وَظَلِلْتُ مُسْتَعِدًّا لِلْمَوْتِ۔

فَبَعَثَ إِلَيَّ بُسْتُوقَةً فِيهَا بَنَفْسَجِينٌ وَأُمِرْتُ بِأَخْذِهِ فَمَا فَرَغْتُ حَتَّى أَفَقْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

قَالَ: وَمَاتَ لِي غَرِيمٌ فَكَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى وَرَثَتِهِ بِوَاسِطٍ وَقُلْتُ: أَصِيرُ إِلَيْهِمْ حِدْثَانَ مَوْتِهِ لَعَلِّي أَصِلُ إِلَى حَقِّي۔

فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي۔

ثُمَّ كَتَبْتُ: أَسْتَأْذِنُ ثَانِيًا۔

فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي۔

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَنَتَيْنِ كَتَبَ إِلَيَّ ابْتِدَاءً: صِرْ إِلَيْهِمْ۔

فَخَرَجْتُ إِلَيْهِمْ: فَوَصَلْتُ إِلَى حَقِّي۔

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ: وَأَوْصَلَ ابْنُ رَئِيسٍ عَشَرَةَ دَنَانِيرَ إِلَى حَاجِزٍ، فَنَسِيَهَا حَاجِزٌ أَنْ يُوصِلَهَا۔

فَكَتَبَ إِلَيْهِ: تَبْعَثُ بِدَنَانِيرِ ابْنِ رَئِيسٍ۔

"ابو القاسم بن ابی حابس کہتے ہیں: میں ہر سال نیمہ شعبان کے موقع پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے کے لیے کربلا سے مشرف ہوتا اور جب بھی

سامرا جاتا تو خط کے ذریعے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مطلع کرتا۔

ایک سال میں ماہِ شعبان سے پہلے سامرہ گیا اور یہ چاہتا تھا کہ حسبِ معمول ماہِ شعبان میں کربلا کی زیارت سے مشرف ہوں۔ میں نے ابوالقاسم حسن ابن احمد جو حضرت امامِ زمان علیہ السلام کے وکیل تھے، سے درخواست کی کہ آں حضرت کو میرے آنے کی اطلاع نہ کریں تاکہ میری زیارت خالصانہ ہو۔

کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ابوالقاسم مسکراتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا: آں حضرت نے یہ دو دینار آپ کے لیے بھیجے ہیں اور فرمایا ہے: "حابس سے کہو کہ جو کوئی بھی راہِ خدا میں کوشش کرتا ہے تو خدا بھی اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے"۔

ابوالقاسم بن حابس مزید بیان کرتے ہیں: میں سامرا میں سخت مریض ہو گیا تھا اور مرض اس قدر شدید تھا کہ میں نے اپنے آپ کو موت کے لیے تیار کر لیا تھا تو اس وقت مجھے میرے مولا و آقا کی طرف سے مجھے ایک گل دان بھیجا گیا۔ اس گلدان میں گل بنفشہ کے دو پودے تھے، آں حضرت نے فرمایا تھا کہ ان کی خوشبو سونگھوں۔

میں ابھی پھولوں کی خوشبو سونگھ ہی رہا تھا کہ مجھے احساس ہوا کہ میں ٹھیک ہو گیا ہوں اور میری حالت بہتر ہو گئی ہے۔ تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں۔

حابس مزید کہتا ہے: میرا مقروض ایک شخص دنیا سے رخصت ہو گیا تو میں نے حضرت کی خدمت میں ایک خط لکھا اور التماس کی کہ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس کے شہر "واسط" میں جاؤں اور اس کے رشتے داروں سے ملوں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: وہ ابھی تازہ تازہ دنیا سے گیا ہے، ابھی اس کے ورثاء کے ہاں جاتا ہوں کہ شاید اپنا حق لے سکوں۔ لیکن آں حضرتؑ نے جانے کی اجازت نہ دی۔

دوسری دفعہ پھر خط لکھا اور اجازت مانگی، لیکن پھر بھی آں حضرتؑ نے اجازت مرحمت نہیں فرمائی۔

کچھ سال گزرنے کے بعد اس مضمون کا خط موصول ہوا کہ اب ان کے پاس جاؤ۔ میں نے اطاعت کی اور اس کے ورثاء کے پاس گیا اور اپنا دیا ہوا قرض لے لیا۔

ابوالقاسم حابسی کہتے ہیں: رئیس کے بیٹے نے امام کے وکیل حاجز کے لیے دس دینار بہ نام امام بھیجا، لیکن حاجز انھیں امام کی خدمت میں تقدیم کرنے سے بھول گیا۔ حاجز کے نام اس مضمون کا ایک خط آیا تھا: رئیس کے بیٹے کے دینار بھیج دو!"

(بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۳۱)

میرے دو بھتیجوں کے لیے دعا کریں

اَبِیْ عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ بْنِ اَبِیْ حَابِسٍ قَالَ: .....
وَكَتَبَ هَارُونَ بْنُ مُوسٰی بْنِ الْفُرَاتِ فِیْ أَشْيَاءَ، وَخَطَّ بِالْقَلَمِ بِغَيْرِ مِدَادٍ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ لِابْنَيْ أَخِيْهِ، وَكَانَا مَحْبُوسَيْنِ۔ فَوَرَدَ عَلَيْهِ جَوَابُ كِتَابِهِ وَفِيْهِ دُعَاءُ الْمَحْبُوسَيْنِ بِاِسْمِهِمَا۔

"ابوالقاسم بن ابی حابس کہتے ہیں: ہارون بن موسیٰ بن فرات نے ایک خط کے ذریعے کچھ مطالب پوچھے: اس نے روشنائی کے بغیر قلم کے ساتھ لکھا اور امام سے اپنے بھتیجوں کے لیے دعا کی التجا کہ جو قید خانے میں تھے۔

آپؑ نے ان کے خط کا جواب دیا، اس میں ان دونوں کے لیے دعا فرمائی"۔ (بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۳۱)

میری بیٹیوں کے لیے دعا فرمائیں

أَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي حَابِسٍ قَالَ:
وَكَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَصْرِيُّ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ أَنْ
يُكْفَى أَمْرَ بَنَاتِهِ، وَأَنْ يُرْزَقَ الْحَجَّ، وَيُرَدَّ عَلَيْهِ مَالُهُ۔
فَوَرَدَ عَلَيْهِ الْجَوَابُ بِمَا سَأَلَ، فَحَجَّ سَنَتَهُ وَمَاتَ مِنْ
بَنَاتِهِ أَرْبَعٌ، وَكَانَ لَهُ سِتَّةٌ وَرُدَّ عَلَيْهِ مَالُهُ۔

"ابو القاسم بن ابی حابس کہتے ہیں: محمد بن قصری نے امام علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا ہے اور اس میں التجا کی کہ وہ اس کے لیے دعا فرمائیں کہ وہ اپنی دونوں بیٹیوں کی مشکل سے آسودہ خاطر ہو، اسے خانہ کعبہ کا حج نصیب ہو اور اس کا ہاتھ سے کھویا ہوا مال و متاع اسے واپس مل جائے۔

جو کچھ اس نے مانگا تھا وہ سب کچھ اسے مل گیا تھا۔ اسے حج نصیب ہوا، اس کی چھ بیٹیوں میں سے چار فوت ہو گئیں اور اسے اس کا لوٹا ہوا مال واپس مل گیا"۔ (بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۳۱)

ساتویں دن میرا نوزاد دُنیا سے چل بسا

ابْنُ قُولَوَيْهِ عَنِ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ:
حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا قَالَ:
وُلِدَ لِي وَلَدٌ فَكَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ فِي تَطْهِيرِهِ يَوْمَ السَّابِعِ۔
فَوَرَدَ: لَا تَفْعَلْ!
فَمَاتَ يَوْمَ السَّابِعِ أَوِ الثَّامِنِ۔

ثُمَّ کَتَبْتُ بِمَوْتِهِ۔

فَوَرَدَ: سَتُخْلَفُ غَيْرُهُ وَغَيْرُهُ، فَسَمِّ الْأَوَّلَ أَحْمَدَ، وَمِنْ بَعْدِ أَحْمَدَ جَعْفَرًا۔

فَجَاءَ كَمَا قَالَ۔

قَالَ: وَتَهَيَّأْتُ لِلْحَجِّ وَوَدَّعْتُ النَّاسَ، وَكُنْتُ عَلَى الْخُرُوجِ۔

فَوَرَدَ: نَحْنُ لِذٰلِكَ كَارِهُونَ وَالْأَمْرُ إِلَيْكَ۔

فَضَاقَ صَدْرِي وَاغْتَمَمْتُ وَكَتَبْتُ: أَنَا مُقِيمٌ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ غَيْرَ أَنِّي مُغْتَمٌّ بِتَخَلُّفِي عَنِ الْحَجِّ۔

فَوَقَّعَ: لَا يَضِيقَنَّ صَدْرُكَ، فَإِنَّكَ سَتَحُجُّ قَابِلًا، إِنْ شَاءَ اللهُ۔

فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ كَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ۔

فَوَرَدَ الْإِذْنُ وَكَتَبْتُ: أَنِّي قَدْ عَادَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْعَبَّاسِ، وَأَنَا وَاثِقٌ بِدِيَانَتِهِ وَصِيَانَتِهِ۔

فَوَرَدَ: الْأَسَدِيُّ نِعْمَ الْعَدِيلُ، فَإِنْ قَدِمَ فَلَا تَخْتَرْ عَلَيْهِ۔

فَقَدِمَ الْأَسَدِيُّ، فَعَادَلْتُهُ۔

"علی بن محمد کے دوستوں میں سے ایک کہتے ہیں: میرا بیٹا پیدا ہوا تو میں نے حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور آپؑ سے اجازت طلب کی کہ میں نوزاد کا سر مونڈنے، عقیقہ کرنے اور نام رکھنے میں سنت پیغمبرؐ پر عمل کروں اور یہ کام ساتویں دن انجام دوں۔

حضرتؑ نے تحریر فرمایا: ایسا مت کرو۔

اس کے بعد اسی دن یا آٹھویں روز بچہ فوت ہو گیا۔ میں نے آں حضرتؑ کی خدمت میں ایک اور خط لکھا جس میں بچے کے فوت ہونے کا ذکر کیا۔

آں حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: عنقریب خداوند متعال اس کی جگہ آپ کو دو بیٹے عنایت کرے گا، ان میں سے پہلے کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر رکھیں۔ اس کے بعد جس طرح امام علیہ السلام نے فرمایا تھا، ویسے ہی: خدا نے مجھے دو بیٹے عطا کیے۔

وہ کہتا ہے: میں نے حج کا ارادہ کیا، لوگوں سے خدا حافظی کی اور شہر سے روانہ ہو رہا تھا کہ اسی وقت حضرت امام زمان علیہ السلام کی طرف سے ایک خط موصول ہوا ہے کہ جس کا مضمون یہ تھا۔

"ہم تمہارے اس سفر پر راضی نہیں ہیں آگے آپ کی مرضی"۔

میرا دل بہت تنگ ہوا اور غم زدہ ہوا، میں نے ایک خط لکھا: اگرچہ میں حج پر نہ جانے کی وجہ سے غمگین رہوں لیکن آپ کے حکم پر سرِ تسلیم خم ہوں۔ آں حضرتؑ نے جواب میں لکھا: غم زدہ مت ہوں انشاء اللہ آپ آئندہ سال حج سے شرف یاب ہوں گے۔ میں نے اگلے سال حج پر جانے کے لیے اجازت طلب کی تو آں حضرتؑ نے مجھے اجازت عنایت فرمائی۔ میں نے آں حضرتؑ کی طرف ایک اور خط لکھا اور عرض کیا: میں محمد بن عباس کا ہم سفر بننا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے ان کی دیانت و صیانت پر اعتماد ہے۔

حضرت نے مرقوم فرمایا: اسدی اچھا ہم سفر ہے، اگر وہ آ گیا تو پھر کسی اور کے ہمراہ سفر نہ کرنا۔ جناب اسدی تیار ہو گیا اور میں اس کا ہم سفر بنا"۔ (ارشاد شیخ مفید: ج ۲، ص ۳۶۳-۳۶۴۔ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۰۸)

میرے ماں باپ کے لیے دعا کریں

أَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي حَابِسٍ قَالَ:

قَالَ: وَكَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ يَزْدَادَ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ لِوَالِدَيْهِ۔

فَوَرَدَ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِوَالِدَيْكَ، وَلِأُخْتِكَ الْمُتَوَفَّاةِ الْمُسَمَّاةِ ﴿كلكي﴾ وَكَانَتْ هٰذِهِ امْرَأَةً صَالِحَةً مُتَزَوِّجَةً بِجَوَّارٍ۔

وَكَتَبْتُ فِي إِنْفَاذِ خَمْسِينَ دِينَارًا لِقَوْمٍ مُؤْمِنِينَ مِنْهَا عَشَرَةُ دَنَانِيرَ لِابْنِ عَمٍّ لِي لَمْ يَكُنْ مِنَ الْإِيمَانِ عَلٰى شَيْءٍ فَجَعَلْتُ اسْمَهُ آخِرَ الرُّقْعَةِ وَالْفُصُولِ أَلْتَمِسُ بِذٰلِكَ الدَّلَالَةَ فِي تَرْكِ الدُّعَاءِ لَهُ۔

فَخَرَجَ فِي فُصُولِ الْمُؤْمِنِينَ: تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِمْ وَأَثَابَكَ۔

وَلَمْ يَدْعُ لِابْنِ عَمِّي بِشَيْءٍ۔

قَالَ: وَأَنْفَذْتُ أَيْضًا دَنَانِيرَ لِقَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَعْطَانِي رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ دَنَانِيرَ، فَأَنْفَذْتُهَا بِاسْمِ أَبِيهِ مُتَعَمِّدًا وَلَمْ يَكُنْ مِنْ دِينِ اللّٰهِ عَلٰى شَيْءٍ۔

فَخَرَجَ الْوُصُولُ بِاسْمِ مَنْ غَيَّرْتُ اسْمَهُ مُحَمَّدٍ۔

قَالَ: وَحَمَلْتُ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي ظَهَرَتْ لِي فِيهَا هٰذِهِ الدَّلَالَةُ أَلْفَ دِينَارٍ بَعَثَ بِهَا أَبُو جَعْفَرٍ وَمَعِي أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَفٍ وَ اسْحَاقُ بْنُ

الْجُنَيْدِ ـ فَحَمَلَ أَبُو الْحُسَيْنِ الْخُرْجَ إِلَى الدُّورِ، وَاكْتَرَيْنَا ثَلَاثَةَ أَحْمِرَةٍ۔

فَلَمَّا بَلَغْنَا الْقَاطُولَ لَمْ نَجِدْ حَمِيرًا ـ فَقُلْتُ لِأَبِي الْحُسَيْنِ: احْمِلِ الْخُرْجَ الَّذِي فِيهِ الْمَالُ، وَاخْرُجْ مَعَ الْقَافِلَةِ حَتَّى أَتَخَلَّفَ فِي طَلَبِ حِمَارٍ لِإِسْحَاقَ بْنِ الْجُنَيْدِ يَرْكَبُهُ، فَإِنَّهُ شَيْخٌ۔

فَاكْتَرَيْتُ لَهُ حِمَارًا وَلَحِقْتُ بِأَبِي الْحُسَيْنِ فِي الْحَيْرِ حَيْرِ سُرَّ مَنْ رَأَى۔

فَأَنَا أُسَامِرُهُ وَأَقُولُ لَهُ: احْمَدِ اللهَ عَلَى مَا أَنْتَ عَلَيْهِ۔

فَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ هَذَا الْعَمَلَ دَامَ لِي۔

فَوَافَيْتُ سُرَّ مَنْ رَأَى، وَأَوْصَلْتُ مَا مَعَنَا فَأَخَذَهُ الْوَكِيلُ بِحَضْرَتِي وَوَضَعَهُ فِي مِنْدِيلٍ وَبَعَثَ بِهِ مَعَ غُلَامٍ أَسْوَدَ۔

فَلَمَّا كَانَ الْعَصْرُ جَاءَنِي بِرُزَيْمَةٍ خَفِيفَةٍ، وَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَلَا بِي أَبُو الْقَاسِمِ وَتَقَدَّمَ أَبُو الْحُسَيْنِ وَإِسْحَاقُ، فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ الْغُلَامُ الَّذِي حَمَلَ الرُّزَيْمَةَ: جَاءَنِي بِهَذِهِ الدَّرَاهِمِ وَقَالَ لِي: ادْفَعْهَا إِلَى الرَّسُولِ الَّذِي حَمَلَ الرُّزَيْمَةَ۔

فَأَخَذْتُهَا مِنْهُ، فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ بَابِ الدَّارِ قَالَ لِي أَبُو الْحُسَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ أَنْطِقَ أَوْ يَعْلَمَ: أَنَّ مَعِي شَيْئًا، لَمَّا كُنْتُ مَعَكَ فِي الْحَيْرِ تَمَنَّيْتُ أَنْ يَجِيئَنِي مِنْهُ دَرَاهِمُ

أَتَبَرَّكُ بِهَا وَكَذٰلِكَ عَامُّ أَوَّلَ حَيْثُ كُنْتُ مَعَكَ بِالْعَسْكَرِ۔
فَقُلْتُ لَهُ: خُذْهَا فَقَدْ أَتَاكَ اللهُ بِهَا ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

''ابو القاسم بن ابی حابس کہتے ہیں: محمد بن یزداد نے ایک خط لکھا اور امام زمان علیہ السلام سے اپنے والدین کے لیے دعا کی درخواست کی۔ آپؑ کی طرف سے جواب آیا: خدا تمھیں تمھارے ماں باپ اور فوت شدہ بہن کی جس کا نام ''کلکی'' تھا مغفرت فرمائے۔ یہ ایک نیک عورت تھی جس کی ایک جاری سے شادی ہوئی تھی۔

اسی طرح حابس کہتا ہے: میں نے حضرت امام زمان علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا اور پچاس دینار جو مومنین کے میرے پاس اکٹھے ہوئے تھے، وہ انھیں بھیجے۔ من جملہ ان میں سے دس دینار میرے ایک چچازاد کے تھے جو ایمان کے اعتبار سے کمزور تھا، اس لیے میں نے اس کا نام خط کے آخر میں لکھا تا کہ یہ اس بات کی نشانی ہو کہ اس کے لیے دعا نہ کریں۔

آپؑ کی طرف سے جو جواب آیا اس میں آپؑ نے مومنین کے لیے یوں دعا فرمائی:
''خداوند ان کے اعمال قبول فرمائے، ان پر احسان کرے اور اجر خیر عطا فرمائے''۔

لیکن میرے چچازاد کے لیے دُعا نہ فرمائی۔ حابس مزید کہتا ہے: مومنین کی ایک تعداد نے کچھ دینار اور ایک شخص محمد بن سعیدی نے کچھ رقم مجھے دی کہ میں وہ رقم امام علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دوں۔ میں نے وہ بھیج دیے اور محمد بن سعید کی رقم جان بوجھ کر اس کے باپ کے نام سے بھیجی کیوں کہ اس کا دین کچھ بھی نہیں تھا۔

اس کا جواب محمد کے نام پر آیا جسے میں نے تبدیل کیا تھا۔

حابس مزید کہتا ہے: جس سال ناحیہ مقدسہ کی جانب سے ہمارے لیے معجزات

ظاہر ہوئے تھے تو میں ابوالحسین محمد بن محمد بن خلف اور اسحاق بن جنید کے ہمراہ ہزار دینار لے کر امامِ زمان علیہ السلام کی خدمت میں تقدیم کرنے کے لیے گیا جو ابوجعفر مروزی نے بھیجے تھے۔ ابوالحسین ہمیں خورجین بغداد کے منطقہ "دور" کی طرف لے گیا تا کہ تین گدھے کرائے پر لیں۔ جب ہم محلہ بنام "قاطول" پہنچے تو وہاں سے گدھے نہ ملے۔ میں نے ابوالحسین سے کہا: پیسوں کی یہ تھیلیاں اٹھالے اور قافلے کے ہمراہ روانہ ہو جا، کیوں کہ اسحاق بن جنید بوڑھے ہیں، میں ان کی سواری کے لیے گدھا تلاش کرتا ہوں۔ میں نے ان کے لیے گدھا کرائے پر لیا اور رات کے وقت سامرہ کی ایک سرائے میں ابوالحسین سے جا ملا۔ میں نے ابوالحسین کے ہمراہ سارا سفر کیا اور اس سے کہا: خدا کا شکر بجالاؤ کہ تم اس راستے میں یہ اَموال اٹھا کر لے جا رہے ہو۔ اس نے کہا: مجھے پسند ہے کہ میں ہمیشہ ایسا کام کرتا رہوں۔

جب ہم سامرہ پہنچے تو میرے پاس جو کچھ تھا، وہ میں نے امامؑ کے وکیل کے سپرد کیا۔ اس نے ہماری موجودگی میں وہ لے لیا، اسے ایک تھیلے میں ڈالا اور ایک سیاہ غلام کے ہاتھ بھیج دیا۔ ابوالحسین عصر کے وقت ایک تھیلی لے کر میرا پاس آیا۔ اگلی صبح ابوالقاسم (امام کے وکیل) نے ہمارے ساتھ ایک خصوصی نشست کی نیز ابوالحسین اور اسحاق بھی آئے۔ ابوالقاسم نے کہا: وہ غلام جو چھوٹا تھیلا لے گیا تھا اس نے یہ درہم مجھے لا کر دیے ہیں اور کہا ہے کہ یہ درہم اس شخص کو واپس کر دیں جس نے چھوٹا تھیلا بھیجا ہے۔

میں نے اس سے وہ چھوٹا تھیلا لیا، جونہی میں گھر کے دروازے سے باہر نکلا تو ابوالحسین کو کوئی خبر نہیں تھی کہ میرے پاس کچھ ہے۔ قبل ازیں کہ میں کوئی بات کرتا، اس نے کہا: جب میں سامرا کی سرائے میں تھا تو میری آرزو تھی کہ حضرتؑ مجھے کچھ

درہم عطا کرتے تا کہ میں ان سے تبرک حاصل کرتا۔ جب میں پہلے سال عسکر میں تھا تو میری آرزو یہی تھی۔ میں نے اس سے کہا: یہ درہم لیں کہ یہ خداوندتعالیٰ نے تجھے عطا کیے ہیں۔ تمام تعریفیں خداوندمتعال کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے"۔ (کمال الدین: ج ۲، ص ۴۹۴۔ بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۳۱)

دعا کریں میرا بیٹا احمد اپنی اُمِ ولد کے بارے میں آزاد ہو

اَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ اَبِي الْقَاسِمِ بْنِ اَبِي حَابِسٍ قَالَ:
قَالَ: وَكَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ كِشْمَرْدٍ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ أَنْ يَجْعَلَ ابْنَهُ أَحْمَدَ مِنْ أُمِّ وَلَدِهِ فِي حِلٍّ۔
فَخَرَجَ: وَالصَّقْرِيُّ أَحَلَّ اللهُ لَهُ ذٰلِكَ۔
فَأَعْلَمَ عليه السلام أَنَّ كُنْيَتَهُ أَبُو الصَّقْرِ۔

"ابوالقاسم بن ابی حابس کہتے ہیں: محمد بن کشمرد نے امامِ زمان علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا اور التماس کی کہ دعا کریں، اس کا بیٹا احمد اپنی اُمِ ولد کے بارے میں آزاد ہو۔

خط کا جواب یوں آیا: خداوندمتعال نے اسے "صقری" کے لیے حلال کر دیا ہے۔ آں حضرتؑ نے اس طرح مطلع کیا کہ اس کی کنیت "ابوالصقر" ہے"۔
(بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۳۱)

ان اَموال کا مالک کون ہے؟

اَلْعَطَّارُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ الشَّاذَانِيِّ قَالَ:.....

وَقَالَ أَبُو الْعَبَّاسِ الْكُوفِيُّ : حَمَلَ رَجُلٌ مَالًا لِيُوصِلَهُ وَأَحَبَّ أَنْ يَقِفَ عَلَى الدَّلَالَةِ۔

فَوَقَّعَ علیہ السلام:

إِنِ اسْتَرْشَدْتَ أُرْشِدْتَ ، وَإِنْ طَلَبْتَ وَجَدْتَ يَقُولُ لَكَ۔

مَوْلَاكَ احْمِلْ مَا مَعَكَ۔

قَالَ الرَّجُلُ : فَأَخْرَجْتُ مِمَّا مَعِي سِتَّةَ دَنَانِيرَ بِلَا وَزْنٍ ، وَحَمَلْتُ الْبَاقِيَ۔

فَخَرَجَ فِي التَّوْقِيعِ : يَا فُلَانُ! رُدَّ السِّتَّةَ الَّتِي أَخْرَجْتَهَا بِلَا وَزْنٍ وَزْنُهَا سِتَّةُ دَنَانِيرَ وَخَمْسَةُ دَوَانِيقَ وَحَبَّةٌ وَنِصْفٌ۔

قَالَ الرَّجُلُ: فَوَزَنْتُ الدَّنَانِيرَ، فَإِذَا بِهَا كَمَا قَالَ علیہ السلام۔

"محمد بن شاذان کہتے ہیں اور ابوعباس کوفی کہتے ہیں: کوئی شخص کچھ اموال ناحیہ مقدسہ کے سپرد کرنے کے لیے لایا، وہ چاہتا تھا کہ کوئی ایسا معجزہ دیکھے جو حضرت مہدی علیہ السلام کی امامت پر دلیل ہو۔

آں حضرتؑ نے اس کے نام خط میں لکھا: اگر تم حقیقت کی تلاش میں ہو تو ہدایت پا جاؤ گے، اور اگر کسی اور چیز کے طالب ہو تو وہ تمھیں مل جائے گی۔ تمھارے مولا فرما رہے ہیں: جو کچھ تم اپنے ہمراہ لائے ہو، وہ لے آؤ"۔

وہ شخص کہتا ہے: میں نے اس مال میں سونے کے چھے سکے اٹھا لیے اور باقی حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیے۔ حضرتؑ نے خط میں لکھا: اے فلاں شخص! سونے کے وہ چھ سکے کہ جن کا وزن نہیں ہوا ہے، وہ واپس کر دو، ان

کاوزن پانچ دانگ (تیس رتیاں) اور ڈیڑھ چنے کے برابر ہے۔ وہ شخص کہتا ہے: جب میں نے ان چھے سکوں کا وزن کیا تو دیکھا کہ وہی وزن ہوا جو امامؑ نے بیان فرمایا تھا"۔ (کمال الدین: ج ۲، ص ۵۰۹۔ بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۳۹)

میری کنیز حاملہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے

حَدَّثَنِی عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الْأَشْعَرِیُّ قَالَ:
کَانَتْ لِی زَوْجَةٌ مِنَ الْمَوَالِی قَدْ کُنْتُ هَجَرْتُهَا دَهْرًا،
فَجَاءَتْنِی فَقَالَتْ: إِنْ کُنْتَ قَدْ طَلَّقْتَنِی فَأَعْلِمْنِی۔
فَقُلْتُ لَهَا: لَمْ أُطَلِّقْكِ۔
وَنِلْتُ مِنْهَا فِی ذٰلِكَ الْیَوْمِ، فَکَتَبَتْ إِلَیَّ بَعْدَ شَهْرٍ تَدَّعِی أَنَّهَا حَمَلَتْ۔
فَکَتَبْتُ فِی أَمْرِهَا وَفِی دَارٍ کَانَ صِهْرِی أَوْصَی بِهَا لِلْغَرِیمِ علیه السلام أَسْأَلُ أَنْ تُبَاعَ مِنِّی وَیُنَجَّمَ عَلَیَّ ثَمَنُهَا۔
فَوَرَدَ الْجَوَابُ: فِی الدَّارِ قَدْ أُعْطِیتَ مَا سَأَلْتَ وَکَفَّ عَنْ ذِکْرِ الْمَرْأَةِ وَالْحَمْلِ۔
فَکَتَبَتْ إِلَیَّ الْمَرْأَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ تُعْلِمُنِی أَنَّهَا کَتَبَتْ بَاطِلًا، وَأَنَّ الْحَمْلَ لَا أَصْلَ لَهُ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ۔

"علی بن محمد بن اسحاق اشعری کہتے ہیں: میری ایک لونڈی تھی کہ میں کافی عرصے سے اس کے نزدیک نہیں گیا تھا۔۔۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: اگر آپ نے مجھے طلاق دے دی ہے تو بتا دیں۔ میں نے کہا: میں نے تمھیں طلاق نہیں دی ہے۔

میں اسی دن اس کے ہاں گیا۔ اس نے ایک ماہ بعد خط لکھا جس میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ حاملہ ہو چکی ہے۔

میں نے اس پر شک کیا، اسی وجہ سے میں نے امام زمان علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا اور اس بارے میں سوال کیا، نیز اس گھر کے بارے میں بھی عرض کیا جو میرے داماد نے اپنی وصیت میں امام زمان علیہ السلام کو دیا تھا کہ اگر آپؑ اجازت فرمائیں تو اسے میں خود رکھ لیتا ہوں اور اس کی قیمت قسطوں میں ادا کروں گا۔

آپؑ کی طرف سے خط کا جواب یوں آیا: گھر کے بارے میں اسی طرح سے عمل کریں جیسا آپ نے ارادہ کیا ہے۔ اس عورت اور اس کے حاملہ ہونے کے بارے میں خاموش رہا کچھ مدت کے بعد اس کنیز نے مجھے ایک خط لکھا کہ اس نے حاملہ ہونے کا جو دعویٰ کیا تھا وہ جھوٹ ہے اور میں حاملہ نہیں ہوں"۔ (بحارالانوار: ج۵۱، ص۳۳۳)

میری مدد کریں

قَالَ الشَّیْخُ حُسَیْنُ النوری رحمہ اللہ: قَالَ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ السَّیِّدُ عَلِي خَان الْحُوَیْزَاوِي فِي کِتَابِ ﴿خَیْرِ الْمَقَالِ﴾ عِنْدَ ذِکْرِ مَنْ رَأَى الْقَائِمَ علیہ السلام قَالَ:

فَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنِي بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ مِمَّنْ أَثِقُ بِهِ أَنَّهُ حَجَّ مَعَ جَمَاعَةٍ عَلٰى طَرِيْقِ الْأَحْسَاءِ فِي رَكْبٍ قَلِيْلٍ، فَلَمَّا رَجَعُوْا كَانَ مَعَهُمْ رَجُلٌ يَمْشِي تَارَةً وَيَرْكَبُ أُخْرٰى، فَاتَّفَقَ أَنَّهُمْ أَدْلَجُوْا فِي بَعْضِ الْمَنَازِلِ أَكْثَرَ مِنْ غَيْرِهِ وَلَمْ يَتَّفِقْ لِذٰلِكَ الرَّجُلِ الرُّكُوْبُ۔

فَلَمَّا نَزَلُوا لِلنَّوْمِ وَاسْتَرَاحُوا ثُمَّ رَحَلُوا مِنْ هُنَاكَ لَمْ يَتَنَبَّهْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ شِدَّةِ التَّعَبِ الَّذِي أَصَابَهُ وَلَمْ يَفْتَقِدُوهُ هُمْ وَبَقِيَ نَائِمًا إِلَى أَنْ أَيْقَظَهُ حَرُّ الشَّمْسِ۔

فَلَمَّا انْتَبَهَ لَمْ يَرَ أَحَدًا، فَقَامَ يَمْشِي وَهُوَ مُوقِنٌ بِالْهَلَاكِ، فَاسْتَغَاثَ بِالْمَهْدِي علیہ السلام۔

فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ، فَإِذَا هُوَ بِرَجُلٍ فِي زِيِّ أَهْلِ الْبَادِيَةِ رَاكِبُ نَاقَتَهُ قَالَ: فَقَالَ: يَا هٰذَا! أَنْتَ مُنْقَطِعٌ بِكَ؟

قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

قَالَ: فَقَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ أُلْحِقَكَ بِرُفَقَائِكَ؟

قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا وَاللهِ مَطْلُوبِي لَا سِوَاهُ۔

فَقَرُبَ مِنِّي وَأَنَاخَ نَاقَتَهُ وَأَرْدَفَنِي خَلْفَهُ وَمَشَى۔

فَمَا مَشَيْنَا خُطًا يَسِيرَةً إِلَّا وَقَدْ أَدْرَكْنَا الرَّكْبَ، فَلَمَّا قَرُبْنَا مِنْهُمْ أَنْزَلَنِي وَقَالَ: هٰؤُلَاءِ رُفَقَاؤُكَ۔

ثُمَّ تَرَكَنِي وَذَهَبَ۔

''عالم بزرگوار شیخ حسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عالم فاضل جناب سید علی خان حویزاوی کتاب ''خیر المقال'' میں لکھتے ہیں کہ ایک قابلِ اعتماد مومن نے کہا: مجھے ایک چھوٹے سے کاروان کے ہمراہ احسا کے راستے مکہ مکرمہ میں خانہ خدا کی زیارت کی توفیق حاصل ہوئی، جب کاروان نے واپسی کا سفر شروع کیا تو ان کے ہمراہ ایک شخص تھا جو کبھی سوار ہوتا اور کبھی پیدل چلتا تھا۔ اتفاق سے اکثر یہ ہوتا تھا کہ سفر کی بعض منزلیں اس کے بغیر طے کرتے اور اس شخص کے لیے سواری کا انتظام بھی نہیں تھا۔

کاروان نے آرام کرنے اور سونے کی خاطر ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا اور پھر وہاں سے روانہ ہوا۔ وہ شخص گہری نیند سو رہا تھا اور شدید تھکن کی وجہ سے اسے قافلے کی روانگی کا کوئی پتا نہ چلا۔ جب سورج کی گرمی نے اسے بے دار کیا، تو اس نے دیکھا کہ وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا، وہ اکیلا چلا اور اسے موت کا یقین ہو چکا تھا لہٰذا اس نے حضرت امام زمان علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارا۔ جب وہ ایسی تکلیف دہ صورتِ حال میں گرفتار ہو چکا تو اچانک اس نے ایک بزرگوار شخصیت کو دیکھا جو ناقہ پر سوار بادیہ نشینوں کا لباس پہن ہوئے تھی۔ انھوں نے کہا: اے فلاں شخص! کیا تم اپنے کاروان سے پیچھے رہ گئے ہو؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے کہا: ہاں۔

انھوں نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمھیں تمھارے دوستوں تک پہنچا دوں؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے کہا: یہی میری دلی تمنا ہے میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ وہ میرے قریب ہوئے، اپنی ناقہ کو بٹھایا، مجھے اپنے پیچھے سوار کیا اور چل دیئے۔ ہم کوئی زیادہ دیر نہیں چلے تھے کہ اس کارواں تک پہنچ گئے۔ جب ہم ان لوگوں کے قریب پہنچے تو مجھے اُتارا اور فرمایا: یہ آپ کے ساتھی ہیں۔

اُنھوں نے مجھے چھوڑا اور وہاں سے رخصت ہو گئے"۔ (جنۃ الماوٰی: چاپ شدہ در ضمن بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۲۹۹)

پیاس مجھے اذیت پہنچا رہی ہے

قَالَ الشَّيْخُ حُسَيْنُ النوري رحمه الله: وَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنِي بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ مِنْ أَهْلِ بِلَادِنَا يُقَالُ لَهُ: الشَّيْخُ قَاسِم، وَكَانَ كَثِيرَ السَّفَرِ إِلَى الْحَجِّ قَالَ:

تَعِبْتُ یَوْمًا مِنَ الْمَشْيِ فَنِمْتُ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَطَالَ نَوْمِي وَمَضٰى عَنِّي الْحَاجُّ كَثِيْرًا، فَلَمَّا انْتَبَهْتُ عَلِمْتُ مِنَ الْوَقْتِ أَنَّ نَوْمِي قَدْ طَالَ، وَأَنَّ الْحَاجَّ بَعُدَ عَنِّي وَصِرْتُ لَا أَدْرِي إِلٰى أَيْنَ أَتَوَجَّهُ۔

فَمَشَيْتُ عَلَى الْجِهَةِ وَأَنَا أَصِيْحُ بِأَعْلٰى صَوْتِي: يَا أَبَا صَالِحِ! قَاصِدًا بِذٰلِكَ صَاحِبَ الْأَمْرِ ؑ، كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ طَاوُسٍ ؒ فِي كِتَابِ ﴿الْأَمَانِ﴾ فِيْمَا يُقَالُ عِنْدَ إِضْلَالِ الطَّرِيْقِ۔

فَبَيْنَا أَنَا أَصِيْحُ كَذٰلِكَ، وَ إِذَا بِرَاكِبٍ عَلٰى نَاقَةٍ وَهُوَ عَلٰى زِيِّ الْبَدْوِ، فَلَمَّا رَآنِي قَالَ لِي: أَنْتَ مُنْقَطِعٌ عَنِ الْحَاجِّ؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

فَقَالَ: إِرْكَبْ خَلْفِي لِأُلْحِقَكَ بِهِمْ۔

فَرَكِبْتُ خَلْفَهُ، فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا سَاعَةٌ، وَ إِذَا قَدْ أَدْرَكْنَا الْحَاجَّ، فَلَمَّا قَرُبْنَا أَنْزَلَنِي وَقَالَ لِي: إِمْضِ لِشَأْنِكَ!

فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ الْعَطَشَ قَدْ أَضَرَّبِي!

فَأَخْرَجَ مِنْ شِدَادِهِ رِكْوَةً فِيْهَا مَاءٌ وَسَقَانِي مِنْهُ، فَوَاللهِ إِنَّهُ أَلَذُّ وَأَعْذَبُ مَاءٍ شَرِبْتُهُ۔

ثُمَّ إِنِّي مَشَيْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ الْحَاجَّ، وَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ، فَلَمْ أَرَهُ وَلَا رَأَيْتُهُ فِي الْحَاجِّ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَا بَعْدَهُ حَتّٰى رَجَعْنَا۔

عالم بزرگوار شیخ حسین نوری کہتے ہیں: ہمارے شہر کے ایک مومن شخص بنام

شیخ قاسم جنھوں نے بہت زیادہ حج کیے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں: ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حج کے سفر میں زیادہ تھکاوٹ کی وجہ سے چل نہیں سکتا تھا، لہٰذا ایک درخت کے سائے میں سو گیا۔ میری نیند طولانی ہو گئی اور کارواں چلا گیا اور میں پیچھے رہ گیا۔ جب بیدار ہوا تو قافلہ بہت دور نکل چکا تھا اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ کس طرف جانا ہے جب کہ نہ کوئی راہ نما تھا اور نہ ہی کوئی دوست۔ میں اسی حالت میں ایک طرف روانہ ہوا اور بلند ترین آواز سے امام زمان علیہ السلام کو ان کی کنیت ابا صالح کے ہمراہ مدد کے لیے پکارا۔ جیسا کہ سید بن طاوس کتاب "الامان" میں تحریر کرتے ہیں کہ راستہ گم ہونے کی صورت میں امام زمان علیہ السلام کو ان کی کنیت ابا صالح کے ساتھ پکارو۔

جب میں نے آں حضرتؑ کو مدد کے لیے پکارا تو اچانک دیکھا کہ عربی لباس پہنے ہوئے کوئی سوار آئے ہیں اور مجھ سے فرمایا: کیا تم اپنے کارواں سے پیچھے رہ گئے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: سوار ہو جائیں، تا کہ تمھیں ان تک پہنچا دوں۔ میں ان کے پیچھے سوار ہوا، تھوڑی دیر کے بعد ہم کارواں کے قریب پہنچ گئے تو انھوں نے مجھے اُتارا اور فرمایا: جائیں! خدا حافظ۔

میں نے ان کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا: مجھے سخت پیاس لگی ہے جو بہت اذیت دے رہی ہے۔ اسی وقت انھوں نے اپنی سواری کی زین سے پانی کا برتن اُتارا اور مجھے سیراب کیا۔ خدا کی قسم! میں نے آج تک ایسا خوش گوار اور مزے دار پانی نہیں پیا تھا۔ اس کے بعد میں کارواں سے جا ملا۔ جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہاں پر کچھ بھی نہیں تھا۔ میں نے اس بزرگوار کو نہ کاروان میں دیکھا تھا اور نہ ہی اس سے قبل، اور نہ اس کے بعد، یہاں تک کہ میں اپنے وطن واپس آ گیا"۔ (جنۃ الماوٰی: چاپ شدہ در ضمن بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۳۰۰)

آپ شیخ کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھنا چاہتے؟

قَالَ الشَّيْخُ حُسَيْنُ النوري رحمه: حَدَّثَنِي السَّيِّدُ التَّقِيُّ الصَّالِحُ السَّيِّدُ مُرْتَضَى النَّجَفِيُّ رحمه وَقَدْ أَدْرَكَ الشَّيْخَ، شَيْخَ الْفُقَهَاءِ وَعِمَادَهُمْ الشَّيْخَ جَعْفَرَ النَّجَفِيَّ وَكَانَ مَعْرُوفًا عِنْدَ عُلَمَاءِ الْعِرَاقِ بِالصَّلَاحِ وَالسَّدَادِ وَصَاحَبْتُهُ سِنِيْنَ سَفَرًا وَحَضَرًا، فَمَا وَقَفْتُ مِنْهُ عَلَى عَثْرَةٍ فِي الدِّيْنِ قَالَ:

كُنَّا فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ مَعَ جَمَاعَةٍ فِيهِمْ أَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْمَعْرُوفِيْنَ الْمُبَرَّزِيْنَ فِي الْمَشْهَدِ الْغَرَوِيِّ وَقَدْ سَأَلْتُهُ عَنِ اسْمِهِ غَيْرَ مَرَّةٍ، فَمَا كَشَفَ عَنْهُ، لِكَوْنِهِ مَحَلَّ هَتْكِ السَّتْرِ وَإِذَاعَةِ السِّرِّ۔

قَالَ: وَلَمَّا حَضَرَ وَقْتُ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ جَلَسَ الشَّيْخُ لَدَى الْمِحْرَابِ لِلصَّلَاةِ وَالْجَمَاعَةِ فِي تَهْيِئَةِ الصَّلَاةِ بَيْنَ جَالِسٍ عِنْدَهُ وَمُؤَذِّنٍ وَمُتَطَهِّرٍ، وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ فِي دَاخِلِ الْمَوْضِعِ الْمَعْرُوفِ بِالتَّنُّورِ مَاءٌ قَلِيلٌ مِنْ قَنَاةٍ خَرِبَةٍ، وَقَدْ رَأَيْنَا مَجْرَاهَا عِنْدَ عِمَارَةِ مَقْبَرَةِ ﴿هَانِيءِ بْنِ عُرْوَةَ﴾ وَالدَّرَجِ الَّتِي تَنْزِلُ إِلَيْهِ ضَيِّقَةٌ مَخْرُوبَةٌ لَا تَسَعُ غَيْرَ وَاحِدٍ۔

فَجِئْتُ إِلَيْهِ وَأَرَدْتُ النُّزُولَ، فَرَأَيْتُ شَخْصًا جَلِيْلًا عَلَى هَيْئَةِ الْأَعْرَابِ قَاعِدًا عِنْدَ الْمَاءِ يَتَوَضَّأُ وَهُوَ غَايَةٌ مِنَ

السَّكِينَةِ وَالوَقَارِ وَالطُّمَأْنِينَةِ ، وَكُنْتُ مُسْتَعْجِلاً لِخَوْفِ عَدَمِ إِدْرَاكِ الْجَمَاعَةِ۔

فَوَقَفْتُ قَلِيلاً ، فَرَأَيْتُهُ كَالجَبَلِ لَا يُحَرِّكُهُ شَيْءٌ۔ فَقُلْتُ: وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ! مَا مَعْنَاهُ لَعَلَّكَ لَا تُرِيدُ الصَّلَاةَ مَعَ الشَّيْخِ؟ أَرَدْتُ بِذٰلِكَ تَعْجِيلَهُ۔

فَقَالَ: لَا۔

قُلْتُ: وَلِمَ؟

قَالَ: لِأَنَّهُ الشَّيْخُ الدُّخْنِيُّ۔

فَمَا فَهِمْتُ مُرَادَهُ، فَوَقَفْتُ حَتَّى أَتَمَّ وُضُوءَهُ فَصَعِدَ وَذَهَبَ وَنَزَلْتُ وَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلَاةَ وَانْتَشَرَ النَّاسُ وَقَدْ مَلَأَ قَلْبِي وَعَيْنِي هَيْئَتُهُ وَسُكُونُهُ وَكَلَامُهُ۔

فَذَكَرْتُ لِلشَّيْخِ مَا رَأَيْتُ وَسَمِعْتُ مِنْهُ۔

فَتَغَيَّرَتْ حَالُهُ وَأَلْوَانُهُ وَصَارَ مُتَفَكِّرًا مَهْمُومًا فَقَالَ: قَدْ أَدْرَكْتَ الْحُجَّةَ عليه السلام وَمَا عَرَفْتَهُ وَقَدْ أَخْبَرَ عَنْ شَيْءٍ مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ إِلَّا اللهُ تَعَالَى۔

اِعْلَمْ أَنِّي زَرَعْتُ الدُّخْنَةَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ فِي الرَّحْبَةِ وَهِيَ مَوْضِعٌ فِي طَرَفِ الغَرْبِيِّ مِنْ بُحَيْرَةِ الْكُوفَةِ مَحَلِّ خَوْفٍ وَخَطَرٍ مِنْ جِهَةِ أَعْرَابِ الْبَادِيَةِ الْمُتَرَدِّدِينَ إِلَيْهِ۔

فَلَمَّا قُمْتُ إِلَى الصَّلَاةِ وَدَخَلْتُ فِيهَا ذَهَبَ فِكْرِي إِلَى زَرْعِ الدُّخْنَةِ وَأَهَمَّنِي أَمْرُهُ فَصِرْتُ أَتَفَكَّرُ فِيهِ وَفِي آفَاتِهِ۔

هٰذَا خُلَاصَةُ مَا سَمِعْتُهُ مِنْهُ رحمه الله قَبْلَ هٰذَا التَّارِيْخِ بِأَزْيَدَ مِنْ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنَ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ فِيْ بَعْضِ كَلِمَاتِهِ۔

"عالم بزرگوار شیخ حسین نوریؒ لکھتے ہیں: بزرگوار سید مرتضیٰ نجفی جنھوں نے شیخ الفقہاء جناب شیخ جعفر نجفی رحمه الله کو دیکھا تھا اور وہ علمائے عراق کے درمیان نیکی اور صداقت میں معروف تھے۔ ہم نے سفر وحضر میں ان سے کوئی دینی لغزش نہیں دیکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ایک دن ہم مسجد کوفہ میں نماز مغرب کے لیے آمادہ ہوئے، لوگوں کی بھیڑ تھی، نجف کے مشہور و معروف علماء میں سے ایک عالم جن کا میں نے کئی مرتبہ نام پوچھا، لیکن انھوں نے ہتک حرمت اور راز کو فاش کرنے کی وجہ سے اپنا نام نہیں بتایا۔ وہ امام جماعت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ امام جماعت نماز مغرب پڑھانے کے لیے محراب میں کھڑے ہوئے اور لوگ بھی نماز کے لیے تیار ہوئے۔ ان دنوں مسجد کوفہ کے وسط میں معروف جگہ تنور کے مقام سے تھوڑا سا پانی جاری رہتا تھا۔ یہ پانی ایک چھوٹی سی کم آب نہر سے آتا تھا جو اتنی آباد نہیں تھی۔

اس پانی کا راستہ "ہانی بن عروہ" کے مقبرے کے قریب سے گزرتا تھا۔ وہ سیڑھی جو اس پانی سے استفادہ کرنے کے لیے نیچے اترتی تھی، اس کی آمد و رفت کی جگہ اس قدر تنگ تھی کہ صرف ایک ہی آدمی کی گنجائش تھی۔ لوگ ضرورت کے وقت وہاں سے باری باری مستفید ہوتے اور وضو کرتے تھے۔

میں بھی وضو کرنے کے لیے پانی کی سمت گیا۔ میں اندر داخل ہونا چاہتا تھا کہ میں نے وہاں پر ایک بزرگوار اور پر شکوہ شخصیت کو دیکھا کہ جن کا قیافہ عربی تھا، وہ پانی کے کنارے بیٹھے بڑے وقار اور سکون سے وضو کر رہے تھے۔ میں جلدی میں تھا اور

اس فکر میں تھا کہ نماز با جماعت ادا کروں۔ میں نے تھوڑی دیر کے لیے انتظار کیا، لیکن میں نے دیکھا کہ وہ اس طرح وقار اور سکون سے وضو میں مصروف ہیں گویا کہ کوئی محکم پہاڑ ہو۔

میں نے کہا: کیا آپ شیخ کے پیچھے باجماعت نماز پڑھیں گے؟ جبکہ میرا خیال یہ تھا کہ وہ وضو کرنے میں جلدی کریں۔ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا: کیوں؟ انھوں نے فرمایا: کیوں کہ یہ امام جماعت اور شیخ باجری ہے (یعنی اپنے باجرے کی فصل کی فکر میں ہے نہ کہ جماعت کی فکر)۔

اس کے بعد وہ وہاں سے چلے ہائے قنات طے کرتے ہوئے باہر نکلے۔ میں نے بھی وضو کیا اور نماز میں شامل ہوا۔ جب نماز ختم ہوئی اور لوگ پراکندہ ہو گئے تو پھر دوبارہ ان کی گفتگو، شان و شوکت، کیفیت اور سکون میرے ذہن میں آیا جس نے میرے دل اور آنکھوں کو تسخیر کر دیا تھا۔

میں امام جماعت کے نزدیک ہوا اور جو کچھ سنا اور دیکھا تھا ان کے سامنے بیان کیا۔

یہ سنتے ہی شیخ کی حالت دگرگوں ہو گئی، چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا اور غم و اندوہ اور فکر میں غرق ہو گیا۔ انھوں نے مجھ سے کہا: تم نے یقیناً امام زمان علیہ السلام کو دیکھا ہے لیکن انھیں پہچان نہیں پائے ہو۔ انھوں نے ایسی چیز سے باخبر کیا ہے جس سے خدا کے علاوہ کوئی آگاہ نہیں ہے۔ اس کے بعد کہا: حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس سال بحیرہ، کوفہ کے مغرب میں رحبہ نامی منطقے میں باجرے کی فصل لگائی ہے، کیونکہ اس منطقے میں عرب بادیہ نشینوں کی رفت و آمد زیادہ رہتی ہے لہٰذا میری فصل خراب ہونے کا خطرہ ہے۔ آج جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوا تو نہیں معلوم کیا ہوا کہ میری

فکر اس زمین اور زراعت کی طرف چلی گئی اور حالت نماز میں اس کی پریشانی میرے ذہن پر چھائی رہی۔

راوی کہتا ہے: یہ اس کا خلاصہ ہے جو میں نے ان سے سنا اور یہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ اس داستان کو بیان کرنے میں بعض کلمات کی کمی و بیشی کی وجہ سے میں خداوند متعال سے مغفرت طلب کرتا ہوں"۔ (جنۃ الماوی: چاپ شدہ در ضمن بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۲۵۶)

آپ کو خدا کا واسطہ، اپنا لطف ہمارے اُوپر مکمل کریں

قَالَ الشَّيْخُ حُسَيْنُ النوری رحمہ : حَدَّثَ السَّيِّدُ الْمُعَظَّمُ الْمُبَجَّلُ بَهَاءُ الدِّيْنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ الْحُسَيْنِيُّ النَّجَفِيُّ النِّيْلِيُّ الْمُعَاصِرُ لِلشَّهِيْدِ الْأَوَّلِ فِي كِتَابِ ﴿الغَيْبَةِ﴾ عَنِ الشَّيْخِ الْعَالِمِ الْكَامِلِ الْقُدْوَةِ الْمُقْرِيءِ الْحَافِظِ الْمَحْمُودِ الْحَاجِّ الْمُتْقِنِ شَمْسِ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَارُونٍ قَالَ:

دُعِيتُ إِلَى امْرَأَةٍ فَأَتَيْتُهَا وَأَنَا أَعْلَمُ أَنَّهَا مُؤْمِنَةٌ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ، فَزَوَّجَهَا أَهْلُهَا مِنْ مَحْمُودِ الْفَارِسِيِّ الْمَعْرُوفِ بِأَخِي بَكْرٍ وَيُقَالُ لَهُ وَلَا قَارِبِهِ: ﴿بَنُو بَكْرٍ﴾ وَأَهْلُ فَارِسَ مَشْهُورُونَ بِشِدَّةِ التَّسَنُّنِ وَالنَّصْبِ وَالْعَدَاوَةِ لِأَهْلِ الْإِيمَانِ، وَكَانَ مَحْمُودُ هٰذَا أَشَدَّهُمْ فِي الْبَابِ وَقَدْ وَفَّقَهُ اللهُ تَعَالَى لِلتَّشَيُّعِ دُونَ أَصْحَابِهِ۔

فَقُلْتُ لَهَا: وَاعجَبَاهُ! كَيْفَ سَمَحَ أَبِيْكِ بِكِ وَجَعَلَكِ مَعَ هٰؤلَاءِ النَّوَاصِبِ؟ وَكَيْفَ اتَّفَقَ لِزَوْجِكِ مُخَالِفَةَ أَهْلِهِ حَتّٰى تَرَفَّضَهُمْ؟

فَقَالَتْ: يَا أَيُّهَا الْمُقْرِىءُ! إِنَّ لَهُ حِكَايَةً عَجِيبَةً إِذَا سَمِعَهَا أَهْلُ الْأَدَبِ حَكَمُوا أَنَّهَا مِنَ الْعَجَبِ۔

قُلْتُ: وَمَا هِيَ؟

قَالَتْ: سَلْهُ عَنْهَا سَيُخْبِرُكَ۔

قَالَ الشَّيْخُ: فَلَمَّا حَضَرْنَا عِنْدَهُ قُلْتُ لَهُ: يَا مَحْمُودُ! مَا الَّذِي أَخْرَجَكَ عَنْ مِلَّةِ أَهْلِكَ وَأَدْخَلَكَ مَعَ الشِّيْعَةِ؟

فَقَالَ: يَا شَيْخُ! لَمَّا اتَّضَحَ لِيَ الْحَقُّ تَبِعْتُهُ۔ اِعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ جَرَتْ عَادَةُ أَهْلِ الْفُرْسِ أَنَّهُمْ إِذَا سَمِعُوا بِوُرُودِ الْقَوَافِلِ عَلَيْهِمْ خَرَجُوا يَتَلَقَّوْنَهُمْ، فَاتَّفَقَ إِنَّا سَمِعْنَا بِوُرُودِ قَافِلَةٍ كَبِيْرَةٍ، فَخَرَجْتُ وَمَعِي صِبْيَانٌ كَثِيرُونَ وَأَنَا إِذْ ذَاكَ صَبِيٌّ مُرَاهِقٌ، فَاجْتَهَدْنَا فِي طَلَبِ الْقَافِلَةِ بِجَهْلِنَا، وَلَمْ نُفَكِّرْ فِي عَاقِبَةِ الْأَمْرِ وَصِرْنَا كُلَّمَا انْقَطَعَ مِنَّا صَبِيٌّ مِنَ التَّعَبِ خَلَوْهُ إِلَى الضَّعْفِ، فَضَلَلْنَا عَنِ الطَّرِيقِ وَوَقَعْنَا فِي وَادٍ لَمْ نَكُنْ نَعْرِفُهُ وَفِيهِ شَوْكٌ وَشَجَرٌ وَدَغَلٌ لَمْ نَرَ مِثْلَهُ قَطُّ، فَأَخَذْنَا فِي السَّيْرِ حَتّٰى عَجَزْنَا وَتَدَلَّتْ أَلْسِنَتُنَا عَلَى صُدُورِنَا مِنَ الْعَطَشِ، فَأَيْقَنَّا بِالْمَوْتِ وَسَقَطْنَا لِوُجُوهِنَا۔

فَبَيْنَمَا نَحْنُ كَذٰلِكَ إِذَا بِفَارِسٍ عَلٰى فَرَسٍ أَبْيَضَ قَدْ نَزَلَ قَرِيْبًا مِنَّا وَطَرَحَ مَفْرَشًا لَطِيْفًا لَمْ نَرَ مِثْلَهُ، تَفُوحُ مِنْهُ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ۔

فَالْتَفَتْنَا إِلَيْهِ وَ إِذَا بِفَارِسٍ آخَرَ عَلٰى فَرَسٍ أَحْمَرَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيْضٌ وَعَلٰى رَأْسِهِ عِمَامَةٌ لَهَا ذُؤَابَتَانِ۔ فَنَزَلَ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَفْرَشِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى بِصَاحِبِهِ، ثُمَّ جَلَسَ لِلتَّعْقِيْبِ۔

فَالْتَفَتَ إِلَيَّ وَقَالَ: يَا مَحْمُود!

فَقُلْتُ بِصَوْتٍ ضَعِيْفٍ: لَبَّيْكَ يَا سَيِّدِي!

قَالَ: أُدْنُ مِنِّي۔

فَقُلْتُ: لَا أَسْتَطِيْعُ لِمَا بِي مِنَ الْعَطَشِ وَالتَّعَبِ۔

قَالَ: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ۔

فَلَمَّا قَالَهَا حَسِبْتُ كَأَنْ قَدْ حَدَثَ فِي نَفْسِي رُوْحٌ مُتَجَدِّدَةٌ، فَسَعَيْتُ إِلَيْهِ حَبْوًا، فَمَرَّ يَدَهُ عَلٰى وَجْهِي وَصَدْرِي وَرَفَعَهَا إِلٰى حَنَكِي، فَرَدَّهُ حَتّٰى لَصِقَ بِالْحَنَكِ الْأَعْلٰى وَدَخَلَ لِسَانِي فِي فَمِي وَذَهَبَ مَا بِي وَعُدْتُ كَمَا كُنْتُ أَوَّلًا۔

فَقَالَ: قُمْ وَائْتِنِي بِحَنْظَلَةٍ مِنْ هٰذَا الْحَنْظَلِ!

وَكَانَ فِي الْوَادِي حَنْظَلٌ كَثِيْرٌ، فَأَتَيْتُهُ بِحَنْظَلَةٍ كَبِيْرَةٍ، فَقَسَمَهَا نِصْفَيْنِ وَنَاوَلَنِيْهَا وَقَالَ: كُلْ مِنْهَا!

فَأَخَذْتُهَا مِنْهُ وَلَمْ أَقْدِرْ عَلٰى مُخَالَفَتِهِ وَعِنْدِي أَمَرَنِي

اَنْ آكُلَ الصَّبْرَ لِمَا أَعْهَدُ مِنْ مَرَارَةِ الْحَنْظَلِ ، فَلَمَّا ذُقْتُهَا فَإِذَا هِيَ أَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ ، وَأَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ ، وَأَطْيَبُ رِيْحًا مِنَ الْمِسْكِ شَبِعْتُ وَرَوِيْتُ۔

ثُمَّ قَالَ لِي: أُدْعُ صَاحِبَكَ!

فَدَعَوْتُهُ فَقَالَ بِلِسَانٍ مَكْسُوْرٍ ضَعِيْفٍ : لَا أَقْدِرُ عَلَى الْحَرَكَةِ۔

فَقَالَ لَهُ: قُمْ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ۔

فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ حَبْوًا وَفَعَلَ مَعَهُ كَمَا مَعِي۔ ثُمَّ نَهَضَ لِيَرْكَبَ۔

فَقُلْنَا : بِاللهِ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا ! إِلَّا أَتْمَمْتَ عَلَيْنَا نِعْمَتَكَ ، وَأَوْصَلْتَنَا إِلَى أَهْلِنَا۔

فَقَالَ: لَا تَعْجَلُوا۔

وَخَطَّ حَوْلَنَا بِرُمْحِهِ خَطَّةً وَذَهَبَ هُوَ وَصَاحِبُهُ۔

فَقُلْتُ لِصَاحِبِي: قُمْ بِنَا حَتَّى نَقِفَ بِإِزَاءِ الْجَبَلِ ، وَنَقَعَ عَلَى الطَّرِيْقِ۔

فَقُمْنَا وَسِرْنَا وَإِذَا بِحَائِطٍ فِي وُجُوهِنَا۔

فَأَخَذْنَا فِي غَيْرِ تِلْكَ الْجِهَةِ ، فَإِذَا بِحَائِطٍ آخَرَ وَهٰكَذَا مِنْ أَرْبَعِ جَوَانِبِنَا ،

فَجَلَسْنَا وَجَعَلْنَا نَبْكِي عَلَى أَنْفُسِنَا ، ثُمَّ قُلْتُ لِصَاحِبِي: ائْتِنَا مِنْ هٰذَا الْحَنْظَلِ لِنَأْكُلَهُ۔

فَأَتَى بِهِ فَإِذَا هُوَ أَمَرُّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَأَقْبَحُ - فَرَمَيْنَا بِهِ، ثُمَّ نِمْنَا هُنَيْئَةً وَإِذَا قَدِ اسْتَدَارَ مِنَ الْوَحْشِ مَا لَا يَعْلَمُ إِلَّا اللّٰهُ عَدَدَهُ وَكُلَّمَا أَرَادُوا الْقُرْبَ مِنَّا مَنَعَهُمْ ذٰلِكَ الْحَائِطُ فَإِذَا ذَهَبُوا زَالَ الْحَائِطُ وَإِذَا عَادُوا عَادَ-

قَالَ: فَبِتْنَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ آمِنِينَ حَتّٰى أَصْبَحْنَا وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ وَاشْتَدَّ الْحَرُّ وَأَخَذَنَا الْعَطَشُ، فَجَزِعْنَا أَشَدَّ الْجَزَعِ، وَ إِذَا بِالْفَارِسَيْنِ قَدْ أَقْبَلَا وَفَعَلَا كَمَا فَعَلَا بِالْأَمْسِ-

فَلَمَّا أَرَادَا مُفَارَقَتَنَا قُلْنَا لَهُ: بِاللّٰهِ عَلَيْكَ إِلَّا أَوْصَلْتَنَا إِلٰى أَهْلِنَا!

فَقَالَ: أَبْشِرَا فَسَيَأْتِيكُمَا مَنْ يُوصِلُكُمَا إِلٰى أَهْلِيكُمَا-

ثُمَّ غَابَا - فَلَمَّا كَانَ آخِرُ النَّهَارِ إِذَا بِرَجُلٍ مِنْ فِرَاسِنَا وَمَعَهُ ثَلَاثُ أَحْمِرَةٍ قَدْ أَقْبَلَ لِيَحْتَطِبَ، فَلَمَّا رَآنَا ارْتَاعَ مِنَّا وَانْهَزَمَ وَتَرَكَ حَمِيرَهُ، فَصِحْنَا إِلَيْهِ بِاسْمِهِ وَتَسَمَّيْنَا لَهُ-

فَرَجَعَ وَقَالَ: يَا وَيْلَكُمَا، إِنَّ أَهَالِيَكُمَا قَدْ أَقَامُوا عَزَاءَكُمَا قُومَا حَاجَةَ لِي فِي الْحَطَبِ-

فَقُمْنَا وَرَكِبْنَا تِلْكَ الْأَحْمِرَةَ، فَلَمَّا قَرُبْنَا مِنَ الْبَلَدِ دَخَلَ أَمَامَنَا وَأَخْبَرَ أَهْلَنَا فَفَرِحُوا فَرَحًا شَدِيدًا وَأَكْرَمُوهُ وَأَخْلَعُوا عَلَيْهِ-

فَلَمَّا دَخَلْنَا إِلَى أَهْلِنَا سَأَلُونَا عَنْ حَالِنَا۔

فَحَكَيْنَا لَهُمْ بِمَا شَاهَدْنَاهُ، فَكَذَّبُونَا وَقَالُوا: هُوَ تَخْيِيلٌ لَكُمْ مِنَ الْعَطَشِ۔

قَالَ مَحْمُودٌ: ثُمَّ أَنْسَانِي الدَّهْرُ حَتَّى كَانَ لَمْ يَكُنْ وَلَمْ يَبْقَ عَلَى خَاطِرِي شَيْءٌ مِنْهُ حَتَّى بَلَغْتُ عِشْرِينَ سَنَةً وَتَزَوَّجْتُ وَصِرْتُ أَخْرُجُ فِي الْمُكَارَاةِ وَلَمْ يَكُنْ فِي أَهْلِي أَشَدَّ مِنِّي نَصْبًا لِأَهْلِ الْإِيمَانِ سِيَّمَا زُوَّارِ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى، فَكُنْتُ أُكْرِيهِمُ الدَّوَابَّ بِالْقَصْدِ لِأَذِيَّتِهِمْ بِكُلِّ مَا أَقْدِرُ مِنَ السَّرِقَةِ وَغَيْرِهَا وَأَعْتَقِدُ أَنَّ ذٰلِكَ مِمَّا يُقَرِّبُنِي إِلَى اللهِ تَعَالَى۔

فَاتَّفَقَ أَنِّي كَرَيْتُ دَوَابِّي مَرَّةً لِقَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْحِلَّةِ، وَكَانُوا قَادِمِينَ إِلَى الزِّيَارَةِ، مِنْهُمُ ابْنُ السَّهْيلِيِّ وَابْنُ عَرَفَةَ وَابْنُ حَارِبٍ وَابْنُ الزُّهْدَرِيِّ وَغَيْرُهُمْ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاحِ، وَمَضَيْتُ إِلَى بَغْدَادَ وَهُمْ يَعْرِفُونَ مَا أَنَا عَلَيْهِ مِنَ الْعِنَادِ، فَلَمَّا خَلَوْا بِي مِنَ الطَّرِيقِ وَقَدِ امْتَلَأُوا عَلَيَّ غَيْظًا وَحَنَقًا لَمْ يَتْرُكُوا شَيْئًا مِنَ الْقَبِيحِ إِلَّا فَعَلُوهُ بِي وَأَنَا سَاكِتٌ لَا أَقْدِرُ عَلَيْهِمْ لِكَثْرَتِهِمْ۔

فَلَمَّا دَخَلْنَا بَغْدَادَ ذَهَبُوا إِلَى الْجَانِبِ الْغَرْبِيِّ، فَنَزَلُوا هُنَاكَ وَقَدِ امْتَلَأَ فُؤَادِي حَنَقًا۔

فَلَمَّا جَاءَ أَصْحَابِي قُمْتُ إِلَيْهِمْ وَلَطَمْتُ عَلَى وَجْهِي وَبَكَيْتُ۔

فَقَالُوا: مَا لَكَ؟ وَمَا دَهَاكَ؟

فَحَكَيْتُ لَهُمْ مَا جَرىٰ عَلَيَّ مِن أُولٰئِكَ الْقَوْمِ، فَأَخَذُوا فِي سَبِّهِمْ وَلَعْنِهِمْ وَقَالُوا: طِبْ نَفْسًا فَإِنَّا نَجْتَمِعُ مَعَهُمْ فِي الطَّرِيْقِ إِذَا خَرَجُوا وَنَصْنَعُ بِهِمْ أَعْظَمَ مِمَّا صَنَعُوا۔

فَلَمَّا جَنَّ اللَّيْلُ أَدْرَكَتْنِي السَّعَادَةُ۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: إِنَّ هٰؤُلَاءِ الرَّفَضَةِ لَا يَرْجِعُوْنَ عَنْ دِيْنِهِمْ، بَلْ غَيْرُهُمْ إِذَا زَهِدَ يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ، فَمَا ذٰلِكَ إِلَّا لِأَنَّ الْحَقَّ مَعَهُمْ۔

فَبَقِيْتُ مُفَكِّرًا فِي ذٰلِكَ وَسَأَلْتُ رَبِّي بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ أَنْ يُرِيَنِي فِي لَيْلَتِي عَلَامَةً أَسْتَدِلُّ بِهَا عَلَى الْحَقِّ الَّذِي فَرَضَهُ اللهُ تَعَالٰى عَلٰى عِبَادِهِ۔

فَأَخَذَنِي النَّوْمُ، فَإِذَا أَنَا بِالْجَنَّةِ قَدْ زُخْرِفَتْ، فَإِذَا فِيْهَا أَشْجَارٌ عَظِيْمَةٌ مُخْتَلِفَةُ الْأَلْوَانِ وَالثِّمَارِ لَيْسَتْ مِثْلَ أَشْجَارِ الدُّنْيَا، لِأَنَّ أَغْصَانَهَا مُدَلَّاةٌ وَعُرُوْقَهَا إِلٰى فَوْقٍ، وَرَأَيْتُ أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ وَعَسَلٍ وَمَاءٍ وَهِيَ تَجْرِي وَلَيْسَ لَهَا جُرُفٌ بِحَيْثُ لَوْ أَرَادَتِ النَّمْلَةُ أَنْ تَشْرَبَ مِنْهَا لَشَرِبَتْ، وَرَأَيْتُ نِسَاءً حَسَنَةَ الْأَشْكَالِ، وَرَأَيْتُ قَوْمًا يَأْكُلُوْنَ مِنْ تِلْكَ الثِّمَارِ وَيَشْرَبُوْنَ مِنْ تِلْكَ الْأَنْهَارِ، وَأَنَا لَا أَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ۔

فَكُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنَ الثِّمَارِ تَصْعَدُ إِلٰى فَوْقٍ،

وَكُلَّمَا هَمَمْتُ أَنْ أَشْرَبَ مِنْ تِلْكَ الْأَنْهَارِ تَغُورُ إِلَى تَحْتٍ۔

فَقُلْتُ لِلْقَوْمِ: مَا بَالُكُمْ تَأْكُلُونَ وَتَشْرَبُونَ وَأَنَا لَا أُطِيقُ ذٰلِكَ؟

فَقَالُوا: إِنَّكَ لَا تَأْتِي إِلَيْنَا بَعْدُ۔

فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ وَإِذَا بِقَوْمٍ عَظِيمٍ، فَقُلْتُ: مَا الْخَبَرُ؟

فَقَالُوا: سَيِّدَتُنَا فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءِ عليها السلام قَدْ أَقْبَلَتْ۔

فَنَظَرْتُ فَإِذَا بِأَفْوَاجٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ عَلَى أَحْسَنِ هَيْئَةٍ يَنْزِلُونَ مِنَ الْهَوَاءِ إِلَى الْأَرْضِ وَهُمْ حَافُّونَ بِهَا، فَلَمَّا دَنَتْ وَإِذَا بِالْفَارِسِ الَّذِي قَدْ خَلَّصَنَا مِنَ الْعَطَشِ بِإِطْعَامِهِ لَنَا الْحَنْظَلَ قَائِمًا بَيْنَ يَدَيْ فَاطِمَةَ عليها السلام۔

فَلَمَّا رَأَيْتُهُ عَرَفْتُهُ وَذَكَرْتُ تِلْكَ الْحِكَايَةَ وَسَمِعْتُ الْقَوْمَ يَقُولُونَ: هٰذَا ﴿م ح م د﴾ بْنُ الْحَسَنِ الْقَائِمِ الْمُنْتَظَرِ عليه السلام۔

فَقَامَ النَّاسُ وَسَلَّمُوا عَلَى فَاطِمَةَ عليها السلام۔

فَقُمْتُ أَنَا وَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكِ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ!

فَقَالَتْ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا مَحْمُودُ! أَنْتَ خَلَّصَكَ وَلَدِي هٰذَا مِنَ الْعَطَشِ؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا سَيِّدَتِي!

فَقَالَتْ: إِنْ دَخَلْتَ مَعَ شِيعَتِنَا أَفْلَحْتَ۔

فَقُلْتُ: اَنَا دَاخِلٌ فِي دِيْنِكَ وَدِيْنِ شِيْعَتِكَ مُقِرٌّ بِاِمَامَةِ مَنْ مَضٰى مِنْ بَنِيْكَ وَمَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ۔

فَقَالَتْ: أَبْشِرْ فَقَدْ فُزْتَ۔

قَالَ مَحْمُوْدٌ: فَانْتَبَهْتُ وَاَنَا أَبْكِيْ وَقَدْ ذَهَلَ عَقْلِيْ مِمَّا رَأَيْتُ، فَانْزَعَجَ أَصْحَابِيْ لِبُكَائِيْ وَظَنُّوْا أَنَّهُ مِمَّا حَكَيْتُ لَهُمْ۔

فَقَالُوْا: طِبْ نَفْسًا، فَوَاللّٰهِ لَنَنْتَقِمَنَّ مِنَ الرَّافِضَةِ۔

فَسَكَتُّ عَنْهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا، وَسَمِعْتُ الْمُؤَذِّنَ يُعْلِنُ بِالْاَذَانِ، فَقُمْتُ اِلَى الْجَانِبِ الْغَرْبِيِّ وَدَخَلْتُ مَنْزِلَ أُوْلٰئِكَ الزُّوَّارِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ۔

فَقَالُوْا: لَا أَهْلًا وَلَا سَهْلًا، أَخْرُجْ عَنَّا لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ۔

فَقُلْتُ: اِنِّيْ قَدْ عُدْتُ مَعَكُمْ وَدَخَلْتُ عَلَيْكُمْ لِتُعَلِّمُوْنِيْ مَعَالِمَ دِيْنِيْ۔

فَبُهِتُوْا مِنْ كَلَامِيْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: كَذَبَ۔

وَقَالَ آخَرُوْنَ: جَازَ أَنْ يَصْدُقَ۔

فَسَأَلُوْنِيْ عَنْ سَبَبِ ذٰلِكَ۔

فَحَكَيْتُ لَهُمْ مَا رَأَيْتُ۔

فَقَالُوْا: اِنْ صَدَقْتَ، فَاِنَّا ذَاهِبُوْنَ اِلٰى مَشْهَدِ الْاِمَامِ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرٍ علیہ السلام فَامْضِ مَعَنَا حَتّٰى نُشَيِّعَكَ هُنَاكَ۔

فَقُلْتُ: سَمْعًا وَطَاعَةً۔

وَجَعَلْتُ أُقَبِّلُ أَيْدِيَهِمْ وَأَقْدَامَهُمْ وَحَمَلْتُ أَخْرَاجَهُمْ وَأَنَا أَدْعُو لَهُمْ حَتَّى وَصَلْنَا إِلَى الْحَضْرَةِ الشَّرِيفَةِ - فَاسْتَقْبَلَنَا الْخُدَّامُ وَمَعَهُمْ رَجُلٌ عَلَوِيٌّ كَانَ أَكْبَرَهُمْ ، فَسَلَّمُوا عَلَى الزُّوَّارِ فَقَالُوا لَهُ : إِفْتَحْ لَنَا الْبَابَ حَتَّى نَزُورَ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا -

فَقَالَ : حُبًّا وَكَرَامَةً ، وَلٰكِنْ مَعَكُمْ شَخْصٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَشَيَّعَ وَرَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي وَاقِفًا بَيْنَ يَدَيْ سَيِّدَتِي فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ ؑ فَقَالَتْ لِي: يَأْتِيكَ غَداً رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَشَيَّعَ، فَافْتَحْ لَهُ الْبَابَ قَبْلَ كُلِّ أَحَدٍ وَلَوْ رَأَيْتَهُ الْآنَ لَعَرَفْتُهُ -

فَنَظَرَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مُتَعَجِّبِينَ، فَقَالُوا: فَشَرَعَ يَنْظُرُ إِلَى وَاحِدٍ وَاحِدٍ، فَقَالَ: اللهُ أَكْبَرُ هٰذَا وَاللهِ هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي رَأَيْتُهُ - ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي -

فَقَالَ الْقَوْمُ: يَا سَيِّدُ! وَبَرَرْتَ ، وَصَدَقَ هٰذَا الرَّجُلُ بِمَا حَكَاهُ -

وَاسْتَبْشَرُوا بِأَجْمَعِهِمْ وَحَمِدُوا اللهَ تَعَالَى -

ثُمَّ إِنَّهُ أَدْخَلَنِي الْحَضْرَةَ الشَّرِيفَةَ وَشَيَّعَنِي وَتَوَلَّيْتُ وَتَبَرَّيْتُ -

فَلَمَّا تَمَّ أَمْرِي قَالَ الْعَلَوِيُّ: وَسَيِّدَتُكَ فَاطِمَةُ ؑ تَقُولُ لَكَ: سَيَلْحَقُكَ بَعْضُ حُطَامِ الدُّنْيَا فَلَا تَحْفَلْ بِهِ ،

وَسَيَخْلُفُهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَسَتَحْصَلُ فِي مَضَايِقَ، فَاسْتَغِثْ بِنَا تَنْجُو۔

فَقُلْتُ: السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ۔

وَكَانَ لِي فَرَسٌ قِيْمَتُهَا مِائَتَا دِيْنَارٍ فَمَاتَتْ، وَخَلَفَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِثْلَهَا وَأَضْعَافَهَا وَأَصَابَنِي مَضَايِقُ، فَنَدَبْتُهُمْ وَنَجَوْتُ وَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنِّي بِهِمْ وَأَنَا الْيَوْمَ أُوَالِي مَنْ وَالاهُمْ، وَأُعَادِي مَنْ عَادَاهُمْ، وَأَرْجُو بِهِمْ حُسْنَ الْعَاقِبَةِ۔

ثُمَّ إِنِّي سَعَيْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الشِّيْعَةِ، فَزَوَّجَنِي هٰذِهِ الْمَرْأَةَ وَتَرَكْتُ أَهْلِي فَمَا قَبِلْتُ أَتَزَوَّجُ مِنْهُمْ۔

وَهٰذَا مَا حَكَى لِي فِي تَارِيخِ شَهْرِ رَجَبَ سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِيْنَ وَسَبْعَمِائَةٍ هِجْرِيَّةٍ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ۔

"عالم بزرگوار شیخ حسین نوری رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ شہید اول کے معاصر سید جلیل القدر بہاء الدین علی بن عبد الحمید حسینی نجفی نیلی اپنی کتاب "الغیبہ" میں لکھتے ہیں: عالم کامل، محمد بن قارون کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے ایک باایمان، خیر اندیش اور شائستہ کردار خاتون کی شادی پر دعوت دی گئی۔ اس خاتون کے گھر والوں نے اس کا عقد محمود فارسی المعروف "اخی بکر" جسے اور جس کے رشتہ داروں کو "بنی بکر" کہا جاتا ہے، سے کیا۔ یہ لوگ اہلِ فارس، شدید متعصب اور مومنین کے ساتھ دشمنی میں مشہور تھے۔ محمود خود بھی افراطی اور اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں میں سے تھا، لیکن خداوند متعال نے اس کے دوستوں میں سے اسے شیعہ ہونے کی توفیق عنایت فرمائی۔

میں نے اس خاتون سے کہا: تمھارے باپ نے کس طرح تمھیں اس شادی اور پیوند کی اجازت دی اور کیسے قبول کیا کہ تم خاندان رسالت کے دشمنوں کے ساتھ زندگی بسر کرو؟ نیز یہ کہ تمھارے شوہر نے کیسے راہِ حق کو قبول کیا، اپنے خاندان کی مخالفت مول لی اور ان لوگوں کے افراطی رسم و رواج کو ترک کیا؟

اس نے کہا: جناب عالی! یہ انتہائی دل چسپ موضوع ہے وہ یوں کہ اگر دوسرے لوگ سنیں تو اسے عجوبۂ عالم سمجھیں گے۔ میں نے پوچھا: حقیقت ماجرا کیا ہے؟ اس نے کہا: آپ خود میرے ہمسر سے پوچھیں، وہ خود آپ کو بتائیں گے۔ جب میں محمود کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ اے محمود! کون سی چیز باعث بنی ہے کہ آپ نے اپنے خاندانی رسم و رواج کو چھوڑ کر شیعہ مذہب کو اختیار کیا ہے؟

اس نے کہا: اے شیخ! جب میرے لیے حق واضح ہو گیا تو میں نے اسے قبول کر لیا۔ اہل فارس کے درمیان یہ رسم تھی کہ جب بھی کوئی کارواں آتا تو لوگ اس کا استقبال کرنے کے لیے جاتے اور بعض اوقات استقبال کرنے کے لیے بہت زیادہ فاصلہ طے کر کے جاتے۔

ایک دن اطلاع ملی کہ ایک بہت بڑا کارواں فارس آرہا ہے۔ میں اس وقت نوجوان تھا اور بچوں کے ہمراہ اس کاروان کا استقبال کرنے کے لیے گیا۔ ہم بغیر سوچے سمجھے آگے بڑھتے گئے اور کاروان کا استقبال کرنے کے لیے محیط زندگی سے بہت دور نکل گئے۔ راستے میں بعض بچے شدید تھکاوٹ کی وجہ سے عاجز ہو گئے لیکن ہم ان کی سرزنش کرتے اور انھیں بزدل کہتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ بالآخر ہم راستہ گم کر بیٹھے اور ایک ایسے نامعلوم صحرا میں پھنس گئے جو خاردار جھاڑیوں اور درختوں سے لبریز تھا، آج تک ہم نے ایسا صحرا نہیں دیکھا تھا۔

ہم نے راستہ تلاش کرنے کی بہت زیادہ کوشش کی لیکن تھک ہار کر بیٹھ گئے، شدید پیاس کی وجہ سے زبان منہ سے باہر آ گئی۔ ہمیں اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا اور ہم زمین پر گر گئے۔

ہم خطرناک صورتِ حال میں گرفتار ہو چکے تھے کہ اچانک سفید رنگ کی سواری پر سوار ایک شخص ہمارے پاس آئے۔ وہ اپنی سواری سے اُترے، انتہائی خوبصورت اور نایاب قسم کا قالین بچھایا جس سے پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی۔

ابھی ہم ان کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ ایک اور شخص آئے، وہ سرخ رنگ کی سواری پر سوار تھے، انھوں نے سفید لباس پہنا اور سر پر عمامہ رکھا ہوا تھا۔ وہ بھی اپنی سواری سے اُترے اور اس قالین پر قدم رکھے جو ان کے لیے بچھایا گیا تھا۔ وہ نماز پڑھنے لگے اور ان کا دوست بھی ان کے ہمراہ نماز میں مصروف ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد راز و نیاز کرنے کے لیے بیٹھ گئے۔ اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے محمود! میں نے انتہائی کم زور آواز میں کہا: لبیک میرے آقا! انھوں نے فرمایا: میرے پاس آؤ۔ میں نے کہا: ایسا نہیں کر سکتا ہوں، کیونکہ شدید پیاس اور تھکن نے مجھے بے حال کر رکھا ہے۔ انھوں نے فرمایا: پریشان مت ہوں، اٹھو اور میرے پاس آؤ۔

ان کی اس گفتگو سے میں نے یہ احساس کیا کہ جیسے مجھے دوبارہ زندگی مل گئی ہو اور میرے بے جان بدن میں نئی روح پھونک دی گئی ہو۔ میں اپنے آپ کو گھسیٹتا ہوا ان کے نزدیک ہوا تو انھوں نے اپنا ہاتھ میرے چہرے، سینے اور گلے کے اوپر تک پھیرا۔ میری زبان جو شدتِ پیاس کی وجہ سے باہر نکلی ہوئی تھی اپنی جگہ پر آ گئی۔ میرے سارے دکھ درد دور ہو گئے اور میں پہلے کی طرح صحیح و سالم ہو گیا۔ اس کے

بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اٹھو اور اندرائن کا پھل (حنظہ) توڑ کر میرے پاس لاؤ۔ وہ صحرا اندرائن کے پھلوں سے پُر تھا۔ میں اٹھا اور موٹا سا حنظہ توڑ کر لایا، انھوں نے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا، اس میں سے آدھا مجھے دیا اور فرمایا: اسے کھاؤ!

میرے اندر انکار کی جرأت نہ ہوئی اور مَیں نے اسے لے لیا، البتہ مجھے معلوم تھا کہ وہ انتہائی کڑوا ہوتا ہے، اس کے باوجود مَیں نے اسے اپنے منہ کے قریب کیا، جب چکھا تو دیکھا کہ وہ شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا، اسے کھانے سے میری پیاس اور بھوک ختم ہوگئی۔

پھر فرمایا: اپنے دوست کو بھی بلاؤ! مَیں نے اسے بلایا۔ اس نے انتہائی کمزور آواز میں اٹک اٹک کر بولتے ہوئے کہا: میرے اندر حرکت کرنے کی قوت نہیں ہے۔ انھوں نے اس سے فرمایا: کچھ نہیں ہے، کھڑے ہو جاؤ۔ وہ بھی سینے کے بل ان کے پاس آیا۔ انھوں نے اسے بھی اسی طرح سے دکھ درد، بیماری اور شدت پیاس سے نجات دی جس طرح سے مجھے دی تھی۔ اس کے بعد وہ اُٹھے تا کہ اپنی سواری پر سوار ہوں تو ہم نے کہا: اے ہمارے آقا! ہم آپ کو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اپنی نعمت ہمارے اوپر مکمل کریں اور ہمیں ہمارے خاندان تک پہنچا ئیں۔

انھوں نے فرمایا: جلدی مت کریں۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے نیزے سے ہمارے ارد گرد ایک دائرہ کھینچ دیا اور دوسرے شخص کے ہمراہ وہاں سے رخصت ہو گئے۔

مَیں نے اپنے دوست سے کہا: ہم اس پہاڑ کی چوٹی پر جاتے ہیں تا کہ وہاں سے راستہ معلوم کر کے ہم گھر کی طرف لوٹ جائیں۔ لیکن جب ہم اٹھے اور چلے تو ہم نے دیکھا کہ گویا ہمارے سامنے ایک دیوار کھڑی ہے۔ ہم دوسری طرف چلے تو ادھر

بھی دیوار کھڑی تھی۔ ہم چاروں طرف گئے لیکن ہم نے اپنے سامنے دیوار کھڑی پائی۔ ہم بیٹھ گئے اور اپنی اس مشکل پر رونے لگے۔ میں نے اپنے دوست سے کہا کہ اندرائن کا پھل لاؤ تا کہ اسے کھائیں۔

جب وہ ایک اندرائن کا پھل لایا تو ہر چیز سے کڑوا اور بدتر تھا۔ ہم نے اسے دور پھینکا اور مجبوراً اسی جگہ پر تھوڑا آرام کیا۔ اچانک وحشی جانوروں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا، ان کی تعداد خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، لیکن جب وہ ہمارے اوپر حملہ آور ہونا چاہتے تو وہ دیوار مانع ہو جاتی، جب وہ پیچھے چلے جاتے تو وہ دیوار ختم ہوجاتی اور جب وہ دوبارہ حملہ آور ہونا چاہتے تو پھر دیوار حائل ہو جاتی۔

ہم نے وہ رات بڑے آرام و سکون سے وہاں پر بسر کی۔ صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوتے ہی شدید گرمی کی وجہ سے پیاس نے غلبہ کیا۔ پھر وہی دو سوار آئے جنھوں نے ہمیں گذشتہ روز نجات دی تھی، انھوں نے آج پھر ہمیں بھوک اور پیاس سے نجات عطا کی۔ جب انھوں نے ہمیں چھوڑ کر جانا چاہا تو ہم نے انھیں خدا کا واسطہ دیتے ہوئے کہا: ہمیں ہمارے خاندان اور رشتہ داروں تک پہنچائیں! انھوں نے فرمایا: تمھیں مبارک ہو کہ عنقریب کوئی شخص آئے گا اور تم لوگوں کو تمھارے رشتہ داروں تک پہنچا دے گا۔ یہ خوشخبری دینے کے بعد وہ غائب ہو گئے۔ وہ دن ختم ہونے کو تھا کہ اچانک ہمارے علاقے کا ایک سوار شخص ظاہر ہوا جو وہ وہاں سے ایندھن اکٹھا کرنے کے لیے آیا تھا۔ اس کے پاس تین گدھے تھے، وہ ہمیں دیکھ کر ڈر گیا، اس نے اپنے گدھے وہاں پر چھوڑے اور فرار کر گیا۔ ہم نے اس کا نام لے کر اسے آواز دی۔

وہ واپس لوٹا اور ہم سے کہا: برباد ہو جاؤ! تمھارے خاندان والوں کو یقین ہو

چکا ہے کہ تم مر چکے ہو اور وہ تمہارے غم میں مجلس عزا بھی برپا کر چکے ہیں۔ اٹھیں اور جلدی سے چلتے ہیں، ہمیں ایندھن کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ہم اٹھے، گدھوں پر سوار ہوئے اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ شہر کے نزدیک وہ شخص ہم سے پہلے شہر میں داخل ہوا اور ہمارے خاندان کو ہمارے زندہ اور صحیح و سالم ہونے کی خبر دے کر خوش حال کیا، انھوں نے بھی اس کا احترام کیا اور اسے انعام سے نوازا۔ جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو انھوں نے ہم سے باز پرس کی، ہم نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب ان کے سامنے بیان کیا، لیکن انھیں ہماری بات پر یقین نہ آیا اور کہا: یہ وہ تخیلات ہیں جو شدید پیاس کی وجہ سے تمہارے سامنے ظاہر ہوئے ہیں۔

محمود حرید کہتا ہے: وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ ہمارے واقعات ہمارے صفحۂ ذہن سے یوں صاف ہو گئے جیسے ایسا کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔ اس واقعہ کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ بھی باقی نہیں تھا اور بیس سال کا ہو چکا تھا۔ میں نے شادی کر لی، کاروان داری اور مسافرین کو جابجا کرنے میں مصروف ہو گیا۔

میں اپنے خاندان میں اس قدر متعصب تھا کہ باایمان لوگوں اور خاص کر زائرین آئمہ سامرا کے ساتھ میری دشمنی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔

میں انھیں اذیت و آزار دینے کی نیت سے ان کا سامان جابجا کرنے کے لیے چار پائے کے بپرد کرتا، دوران سفر جس قدر ہو سکتا انھیں اذیت پہنچاتا اور ان کا مال چوری کرتا تھا، کیوں کہ میرا عقیدہ یہ تھا کہ یہ کام خدا کی قربت حاصل کرنے کا وسیلہ ہے۔

ایک دن میں نے اپنے جانور حلہ شہر کے رہنے والے ان لوگوں کو دیے جو زیارت کے لیے آرہے تھے۔ اس گروہ میں ابن کمیل سلطان عرفہ سلطان صاحب سلطان زہری

اور کچھ دوسرے افراد بھی تھے، ہم بغداد کی طرف گئے۔

وہ لوگ اہل بیت علیہم السلام کے چاہنے والوں سے میری دشمنی وعداوت کو جانتے تھے۔ جب انھوں نے مجھے تنہا دیکھا، تو ان کے دل میرے بارے میں نفرت سے بھرے ہوئے تھے، وہ جو کچھ کہہ سکتے تھے، انھوں نے کہا اور کسی قسم کی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ میں چونکہ تنہا تھا لہٰذا ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا اور خاموش رہا، لیکن میرا سینہ ان لوگوں سے نفرت اور انتقام لینے سے پر تھا۔

جب ہم بغداد پہنچے تو مغرب کی جانب چلے گئے اور میں اپنے ٹھکانے کی طرف گیا، جبکہ میرا دل غصے سے بھرا ہوا تھا۔ جب میرے دوست پہنچے تو میں ان کی طرف گیا، چوں کہ شدید ناراحتی کی وجہ سے میں نے اپنا چہرہ پیٹا ہوا تھا اور گریہ کرتا رہا تھا تو ان لوگوں نے مجھ سے پوچھا: کیا ہوا ہے؟

میں نے انھیں اول سے آخر تک سفر کا سارا واقعہ سنایا۔ انھوں نے بھی اہل بیت علیہم السلام کی توہین کرنے میں زبان درازی کی اور کہا: پریشان مت ہوں۔ ہم واپسی پر ان سے تمہارا بدلا لیں گے اور اس سے بدتر سلوک کریں گے جو انھوں نے کیا ہے۔

جب ہر صورت کی تاریکی چھا گئی تو سعادت وخوش بختی نے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: کیا وجہ ہے کہ یہ رافضی لوگ اپنے دین سے منحرف نہیں ہوتے ہیں بلکہ یہ دوسروں کے برعکس ہیں، کیوں جب دوسرے لوگ نیک اور پارسا ہو جاتے ہیں تو اپنے رسم ورواج چھوڑ کر ان کا مذہب قبول کر لیتے ہیں، یہ چیز ان کے حق پر ہونے کی علامت ہے۔

میں اس فکر میں غرق تھا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں التجا کی کہ تجھے تیرے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کا واسطہ اسی رات میں میری مدد فرما اور کوئی ایسی نشانی دکھا

دے جس کے ذریعے حق کا پتا چل جائے کہ جو اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔

میں اس رات اسی فکر میں سو گیا، اچانک عالم خواب میں، میں نے اپنے آپ کو بہشت میں موجود پایا کہ اسے سجایا ہوا ہے، اس کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک مختلف رنگوں اور پھلوں کے بڑے بڑے درخت ہیں، وہ درخت دنیا کے درختوں کے مانند نہیں تھے، کیونکہ ان کی شاخیں جھکی ہوئی اور جڑیں اوپر کو تھیں۔ میں نے وہاں پاک شراب، خالص دودھ، خوش مزا پانی اور صاف ستھری چار نہریں دیکھیں جو مستانہ وار چل رہی تھیں۔ یہ ایسی نہریں تھیں کہ ان پر کسی جگہ پر بھی کوئی گھاٹی نہیں تھی لیکن اگر چیونٹی بھی ان سے پینا چاہے تو آرام سے پی سکتی تھی۔ میں نے وہاں خوبصورت عورتیں بھی دیکھیں، لوگوں کو دیکھا کہ وہ پھل کھا اور ان نہروں سے پانی نوش کر رہے ہیں لیکن میرے اندر ان سے استفادہ کرنے کی قدرت نہیں تھی۔ میں جب بھی ان درختوں سے کوئی پھل توڑنا چاہتا تو وہ اوپر ہو جاتے اور جب بھی ان نہروں سے کچھ پینا چاہتا تو وہ نیچے اتر جاتیں۔

میں نے وہاں پر موجود لوگوں سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ لوگ ان نعمتوں سے کھا پی رہے ہو جبکہ میں ایسا نہیں کر رہا ہوں۔ انھوں نے جواب دیا: تم ابھی تک دنیا میں ہو اور ہمارے جہاں میں نہیں آئے ہو اور ہم سے نہیں ہو۔ میں ان حالات سے گزر رہا تھا کہ اچانک فرشتوں کی فوج ظاہر ہوئی میں نے پوچھا: کیا ہوا ہے؟

انھوں نے کہا: ہماری سردار بی بی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام تشریف لا رہی ہیں۔ جب میں نے دوسری طرف دیکھا تو انتہائی خوبصورت حالت میں فرشتوں کی بہت بڑی تعداد دیکھی جو نازل ہو رہے تھے اور بی بی سیدہ دو عالم کے ارد گرد حلقہ

بتا رہے تھے۔ جب حضرت زہرا علیہا السلام قریب ہوئیں تو مَیں نے اسی سوار مرد کو دیکھا جس نے مجھے اور میرے دوست کو ان سخت ترین حالات میں نجات دی اور انار دانئن کے پھل سے سیر و سیراب کیا تھا، وہ حضرت زہرا علیہا السلام کے سامنے کھڑا تھا۔ جب مَیں نے ان بزرگوار کو دیکھا تو پہچان لیا اور وہ سارا واقعہ میرے ذہن میں گھوم گیا۔ مَیں نے سنا کہ لوگ کہہ رہے تھے: یہ آقا "م ح م د" حضرت امام حسن علیہ السلام کے فرزند القائم المنتظر ہیں۔ لوگ کھڑے ہوئے اور حضرت زہرا علیہا السلام کی خدمت میں سلام عرض کیا، میں بھی کھڑا ہوا اور عرض کیا: اے دختر پیغمبر خدا! آپؑ پر سلام ہو۔

انھوں نے فرمایا: وعلیک السلام اے محمود! تم وہی ہو جسے میرے اس بیٹے نے پیاس سے نجات دی تھی۔

مَیں نے عرض کیا: جی ہاں! میری آقا زادی!

انھوں نے فرمایا: اگر تم میرے شیعوں میں داخل ہو جاؤ تو فلاح پا جاؤ گے۔

مَیں نے عرض کیا: مَیں نے آپ کا دین قبول کیا اور آپؑ کے دین کا پیروکار ہوں اور آپؑ کی اولاد میں سے آخری تک کی امامت کا قائل ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: تمھیں بشارت ہو کہ تم ہدایت پا گئے ہو۔

محمود کہتا ہے: میں نیند سے بیدار ہوا لیکن مَیں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اس پر گریہ کرتے ہوئے اپنے آپ سے بے خبر ہو گیا۔ میرے دوستوں نے مجھے دیکھ کر بے چینی و بے قراری کا اظہار کرتے ہوئے یہ سوچا کہ میرا گریہ وزاری اس واقعہ کی وجہ سے ہے جو گذشتہ روز میرے ہم سفروں کے باعث میرے ساتھ پیش آیا تھا، لہٰذا انھوں نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! ہم شیعوں سے ہر حال میں انتقام لیں گے۔ جب میں چپ ہوا تو وہ خاموش ہو گئے۔ اچانک مَیں نے اذان کی آواز

سی تو میں اٹھا اور بغداد کے مغرب کی طرف روانہ ہوا جہاں زائرین اور شیعوں کی قیام گاہ تھی۔ جب میں ان کے نزدیک پہنچا تو انھیں سلام کیا۔ انھوں نے میرے سلام کے جواب میں کہا: تمھارا آنا مبارک نہ ہو۔ یہاں سے نکل جاؤ، خداوند نے تمھیں مبارک قرار نہیں دیا ہے۔ کیوں کہ انھوں نے یہ خیال کیا تھا کہ میں انھیں اذیت دینے کے لیے آیا ہوں۔

میں نے ان سے کہا: میں تمھارے راستے پر آ گیا ہوں اور آپ کے مذہب کے سامنے سر تسلیم خم ہوں۔ میں یہاں پر اس لیے آیا ہوں کہ آپ لوگوں سے اس کے احکام اور تعلیمات حاصل کروں۔ وہ لوگ میری بات سن کر حیران و ششدر رہ گئے۔ بعض نے کہا: وہ جھوٹ کہہ رہا ہے۔ بعض نے کہا: ممکن ہے کہ وہ سچ بول رہا ہو۔

اس کے بعد ہم نے اس سے اس تبدیلی کا سبب پوچھا۔ میں نے بھی انھیں گذشتہ رات کا خواب اور داستان سنائی۔

انھوں نے کہا: اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو ہم ابھی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بارگاہ میں جا رہے ہیں لہٰذا ہمارے ساتھ آؤ تاکہ وہاں پر جا کر ہم تمھیں اپنے راہ و رسم کی تعلیم دیں۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے! اطاعت کرتا ہوں۔ میں نے بڑے جوش و جذبے سے ان کے ہاتھ پاؤں چومے، ان کا سامان وغیرہ اپنے کاندھوں پر اُٹھایا اور ان کے لیے دعا کی۔

جب ہم حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچے تو حرم مطہر کے خادمین ہمارے استقبال کے لیے آئے۔ ان کا بڑا جو علوی تھا وہ بھی ان کے ہمراہ آیا، انھوں نے زائرین کو سلام کیا اور زائرین نے التجا کی کہ ان کے لیے حرم کے دروازے کھولے جائیں، تاکہ وہ اپنے مولا و آقا کی زیارت کر سکیں۔

علوی مرد نے کہا: ہم بڑے محبت اور احترام سے دروازے کھولتے ہیں لیکن آپ لوگوں کے ہمراہ ایک شخص ہے جو یہاں پر شیعہ ہونا چاہتا ہے۔ میں نے اسے عالم خواب میں اپنی آقا زادی جناب زہرا علیہا سلام کے سامنے کھڑا ہوا دیکھا ہے۔ انھوں نے مجھ سے فرمایا ہے کہ کل آپ کے پاس ایک ایسا شخص آئے گا جو شیعہ ہونا چاہتا ہے لہٰذا تمام زائرین سے پہلے اس کے لیے دروازے کھولیں، وہ مرد کہاں ہے؟ اگر میں اسے دیکھوں گا تو پہچان لوں گا۔

تمام زائرین حیران و ششدر رہ گئے اور ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ انھوں نے کہا: علوی شخص نے ہمیں ایک ایک کر کے دیکھنا شروع کیا۔ جب اس کی نگاہیں میرے اوپر پڑیں تو اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے نعرۂ تکبیر لگایا اور کہا: خدا کی قسم! وہ شخص یہی ہے جسے میں نے دیکھا تھا۔ زائرین نے اس کی تائید کی اور کہا: اے سید! آپ نے درست کہا ہے اور اب واضح ہو گیا ہے کہ اس شخص نے بھی سچ کہا تھا۔ اس کے بعد سب خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجالائے۔

پھر سید علوی مجھے حرم میں لے گیا اور شیعہ مذہب کی تعلیمات دیں۔ میں نے بھی دو اصول یعنی حق کے دوستوں سے دوستی اور حق کے دشمنوں سے دشمنی یاد کیے۔ علوی شخص نے مجھے شیعہ مذہب کی لازمی تعلیمات دینے کے بعد کہا: آپ کی آقا زادی جناب سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے تجھ سے فرمایا ہے:

عنقریب تمھیں دنیوی فانی چیزیں ملیں گی، ان سے محبت مت کرنا اس لیے کہ خداوند متعال تمھیں اس سے بہتر عطا کرے گا اور اسی طرح عنقریب مشکلات میں گرفتار ہو جاؤ گے، جب ہم سے توسل کرو گے تو نجات پا جاؤ گے۔ میں نے جواب میں کہا: میں سن رہا ہوں اور اطاعت کروں گا۔

جس طرح سے بی بی دو عالمؑ نے فرمایا تھا، ایسے ہی ہوا اور میں نے ہر دو صورتوں میں بی بی دو عالمؑ کے حکم پر عمل کیا۔ میرے پاس ایک گھوڑا تھا کہ جس کی قیمت دو سو دینار تھی، وہ مر گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے مانند بلکہ اس سے بھی بہتر عطا فرمایا اور اسی طرح ایک مشکل میں گرفتار ہوا تو اہل بیت علیہم السلام سے متوسل ہوا اور نجات پا گیا اور خداوند متعال نے ان کی برکت سے مجھے رہائی اور نجات عطا فرمائی۔ اب ان کے دوستوں کا دوست اور ان دشمنوں کا دشمن ہوں اور ان کی کرامت و برکت سے خدا سے حسن عاقبت چاہتا ہوں۔ مذہب شیعہ قبول کرنے کے بعد میں ایک شیعہ شخص کے ہاں گیا تو اس نے اس باایمان عورت کے ساتھ میری شادی کر دی، کیوں کہ میں نے سابقہ رشتہ داروں کو چھوڑ دیا اور نہیں چاہتا تھا کہ ان لوگوں کی کسی عورت سے شادی کروں"۔ (جنۃ الماویٰ: چاپ شدہ در ضمن بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۲۰۲)

اے اباصالح! مجھے راستہ بتائیں

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِی رحمہ:

وَمِنْهَا مَا أَخْبَرَنِی بِهٖ وَالِدِی رحمہ قَالَ:

كَانَ فِی زَمَانِنَا رَجُلٌ شَرِیفٌ صَالِحٌ كَانَ یُقَالُ لَهٗ: أَمِیرُ إِسْحَاق الْأَسْتَرْ آبَادِی ، وَكَانَ قَدْ حَجَّ أَرْبَعِینَ حِجَّةً مَاشِیًا وَكَانَ قَدِ اشْتَهَرَ بَیْنَ النَّاسِ أَنَّهٗ تُطْوٰی لَهُ الْأَرْضُ۔

فَوَرَدَ فِی بَعْضِ السِّنِینَ بَلْدَةَ أَصْفَهَانَ، فَأَتَیْتُهٗ وَسَأَلْتُهٗ عَمَّا اشْتَهَرَ فِیهِ۔

فَقَالَ: كَانَ سَبَبُ ذٰلِكَ أَنِّی كُنْتُ فِی بَعْضِ السِّنِینَ مَعَ

الْحَاجِّ مُتَوَجِّهِينَ إِلَى بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ۔ فَلَمَّا وَصَلْنَا إِلَى مَوْضِعٍ كَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَكَّةَ سَبْعَةُ مَنَازِلَ، أَوْ تِسْعَةٌ تَأَخَّرْتُ عَنِ الْقَافِلَةِ لِبَعْضِ الْأَسْبَابِ حَتَّى غَابَتْ عَنِّي وَضَلَلْتُ عَنِ الطَّرِيقِ وَتَحَيَّرْتُ وَغَلَبَنِي الْعَطَشُ حَتَّى أَيِسْتُ مِنَ الْحَيَاةِ۔

فَنَادَيْتُ: يَا صَالِحُ! يَا أَبَا صَالِحٍ أَرْشِدُونَا إِلَى الطَّرِيقِ يَرْحَمُكُمُ اللهُ۔

فَتَرَاءَى لِي فِي مُنْتَهَى الْبَادِيَةِ شَبَحٌ، فَلَمَّا تَأَمَّلْتُهُ حَضَرَ عِنْدِي فِي زَمَانٍ يَسِيرٍ۔ فَرَأَيْتُهُ شَابًّا حَسَنَ الْوَجْهِ نَقِيَّ الثِّيَابِ أَسْمَرَ عَلَى هَيْئَةِ الشُّرَفَاءِ رَاكِبًا عَلَى جَمَلٍ وَمَعَهُ إِدَاوَةٌ۔

فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔

فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ وَقَالَ: أَنْتَ عَطْشَانُ؟

قُلْتُ: نَعَمْ۔

فَأَعْطَانِي الإِدَاوَةَ، فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ: تُرِيدُ أَنْ تَلْحَقَ الْقَافِلَةَ؟

قُلْتُ: نَعَمْ۔

فَأَرْدَفَنِي خَلْفَهُ وَتَوَجَّهَ نَحْوَ مَكَّةَ۔

وَكَانَ مِنْ عَادَتِي قِرَاءَةُ الْحِرْزِ الْيَمَانِيِّ فِي كُلِّ يَوْمٍ: فَأَخَذْتُ فِي قِرَاءَتِهِ۔

فَقَالَ عليه السلام فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ: اِقْرَاءْ هٰكَذَا۔

قَالَ: فَمَا مَضَى اِلَّا زَمَانٌ يَسِيْرٌ حَتّٰى قَالَ لِيْ: تَعْرِفُ هٰذَا الْمَوْضِعَ؟

فَنَظَرْتُ فَاِذَا اَنَا بِالْاَبْطَحِ۔

فَقَالَ: اِنْزِلْ۔

فَلَمَّا نَزَلْتُ رَجَعْتُ وَغَابَ عَنِّيْ۔

فَعِنْدَ ذٰلِكَ عَرَفْتُ اَنَّهُ الْقَائِمُ عليه السلام، فَنَدِمْتُ وَتَاَسَّفْتُ عَلٰى مُفَارَقَتِهِ وَعَدَمِ مَعْرِفَتِهِ۔

فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَبْعَةِ اَيَّامٍ اَتَتِ الْقَافِلَةُ، فَرَاَوْنِيْ فِيْ مَكَّةَ بَعْدَ مَا اَيِسُوْا مِنْ حَيَاتِيْ، فَلِذَا اشْتَهَرْتُ بِطَيِّ الْاَرْضِ۔

قَالَ الْوَالِدُ رحمه الله: فَقَرَأْتُ عِنْدَهُ الْحِرْزَ الْيَمَانِيَّ وَصَحَّحْتُهُ وَاَجَازَنِيْ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

"جناب علامہ مجلسی رحمہ فرماتے ہیں کہ دوسری داستان ایسی داستان ہے جو میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی۔ وہ فرماتے ہیں: ہمارے زمانے میں ایک شریف اور نیکوکار مرد تھا جسے امیر اسحاق استر آبادی کہتے تھے۔ اس نے چالیس مرتبہ پا پیادہ حج بجالایا تھا اور لوگوں کے درمیان مشہور تھا کہ وہ طی الارض ہے۔

وہ ایک مرتبہ اصفہان آیا تو میں بھی اسے ملنے گیا اور جو کچھ اس کے بارے میں مشہور تھا، اس کے بارے میں خود اس سے پوچھا۔

اس نے کہا: ایک سال میں کسی کاروان کے ہمراہ خانہ خدا کی زیارت کے لیے جا رہا تھا کہ دوران سفر کاروان ایک ایسے مقام پر پہنچا جہاں سے مکہ کا سات یا

تو منزل کا سفر باقی تھا۔ بعض وجوہات کی بنا پر میں کاروان سے پیچھے رہ گیا، کاروان، میری نظروں سے غائب ہو گیا اور میں راستہ گم کر بیٹھا۔ لہٰذا میں سرگردان ہو گیا اور پیاس نے یوں غلبہ کیا کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔

اس وقت میں نے آواز دی: اے صالح، اے ابا صالح! آپؑ پر خدا کی رحمت ہو، مجھے راستہ بتائیں۔ اچانک بیابان کے آخر میں ایک سایہ سا نظر آیا، جب میں نے غور سے دیکھا تو تھوڑی دیر میں وہ قریب آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک خوب صورت اور گندمی رنگ کے جوان ہیں جنھوں نے بہترین لباس زیب تن کیا ہوا ہے اور ان کا قیافہ شریفانہ ہے، وہ ایک اُونٹ پر سوار تھے اور ان کے ہمراہ پانی کی ایک مشک تھی۔ میں نے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ انھوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: تم پیاسے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

انھوں نے پانی کی مشک مجھے دی اور میں نے اس سے پانی پیا۔ اس کے بعد انھوں نے فرمایا: کیا تم کاروان تک پہنچنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔

انھوں نے مجھے اپنے پیچھے سوار کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ میری عادت تھی کہ میں ہر روز حرز یمانی پڑھتا تھا، لہٰذا میں نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ انھوں نے بعض مقامات پر فرمایا: یوں پڑھو۔

تھوڑی دیر گزری تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: کیا اس جگہ کو پہچانتے ہو؟

جب میں نے نگاہ کی تو دیکھا کہ سرزمین مکہ ہے۔ انھوں نے فرمایا: اُتر جاؤ۔ جب میں اتر گیا تو وہ واپس لوٹ گئے اور نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ مجھے تب پتا چلا کہ وہ حضرت امام زمان علیہ السلام کی بلند و بالا شخصیت تھی۔ میں نادم ہوا، ان کی جدائی اور پہچان نہ ہونے کی وجہ سے افسوس کیا۔ سات روز کے بعد کاروان مکہ میں وارد ہوا۔ وہ

میرے زندہ ہونے سے ناامید ہو چکے تھے۔ لیکن جب انھوں نے مجھے مکّہ میں دیکھا تو مشہور ہو گیا کہ میں طی الارض ہوں۔

علامہ مجلسیؒ مزید فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوارؒ نے فرمایا: میں نے حرز یمانی ان سے سیکھا اور اس کی تصحیح ہے اور اسے پڑھنے کی اجازت بھی انھیں سے لی ہے۔ تمام کی تمام تعریفیں خدا کے لیے ہیں"۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۷۵)

میرے آقا! یہ پھول کس جگہ سے ہے؟

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِی رحمہ اللہ:

وَمِنْهَا مَا أَخْبَرَنِي بِهِ جَمَاعَةٌ عَنْ جَمَاعَةٍ عَنِ السَّيِّدِ السَّنَدِ الْفَاضِلِ الْكَامِلِ مِيرْزَا مُحَمَّدٍ الْأَسْتَرْ آبَادِي نَوَّرَ اللهُ مَرْقَدَهُ أَنَّهُ قَالَ:

إِنِّي كُنْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ أَطُوفُ حَوْلَ بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ، إِذْ أَتَى شَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ، فَأَخَذَ فِي الطَّوَافِ، فَلَمَّا قَرُبَ مِنِّي أَعْطَانِي طَاقَةَ وَرْدٍ أَحْمَرَ فِي غَيْرِ أَوَانِهِ۔

فَأَخَذْتُ مِنْهُ وَشَمَمْتُهُ وَقُلْتُ لَهُ: مِنْ أَيْنَ يَا سَيِّدِي؟

قَالَ: مِنَ الْخَرَابَاتِ۔

ثُمَّ غَابَ عَنِّي فَلَمْ أَرَهُ۔

"علامہ مجلسیؒ تحریر کرتے ہیں کہ سید فاضل و کامل مرزا محمد استر آبادیؒ فرماتے ہیں: میں ایک رات مکّہ مکرمہ میں خانہ کعبہ کے طواف میں مصروف تھا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوب صورت جوان آئے اور انھوں نے طواف کرنا شروع کر دیا۔

جب میں ان کے قریب ہوا تو انھوں نے مجھے سرخ پھولوں کا ایک گل دستہ دیا جبکہ ابھی ان کا موسم نہیں تھا۔ میں نے وہ ان سے لیا، اسے سونگھا اور عرض کیا: میرے آقا! یہ پھول کس جگہ کے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: خرابات [1] سے۔

اس کے بعد وہ نظروں سے غائب ہو گئے اور پھر میں نے انھیں نہیں دیکھا"۔

(بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۷۶)

میں ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہوں کہ مجھے سکون نہیں

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِی رحمہ اللہ : وَمِنْهَا مَا أَخْبَرَنِي بِهِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ الْغَرِيِّ عَلَى مُشَرِّفِهِ السَّلَامُ:

أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ قَاشَانَ أَتَى إِلَى الْغَرِيِّ مُتَوَجِّهًا إِلَى بَيْتِ اللهِ الْحَرَامِ، فَاعْتَلَّ عِلَّةً شَدِيْدَةً حَتَّى يَبِسَتْ رِجْلَاهُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْمَشْيِ، فَخَلَّفَهُ رُفَقَاؤُهُ وَتَرَكُوهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الصُّلَحَاءِ كَانَ يَسْكُنُ فِي بَعْضِ حُجُرَاتِ الْمَدْرَسَةِ الْمُحِيطَةِ بِالرَّوْضَةِ الْمُقَدَّسَةِ، وَذَهَبُوا إِلَى الْحَجِّ۔

فَكَانَ هٰذَا الرَّجُلُ يُغْلِقُ عَلَيْهِ الْبَابَ كُلَّ يَوْمٍ وَيَذْهَبُ إِلَى الصَّحَارِي لِلتَّنَزُّهِ وَلِطَلَبِ الدَّرَارِي الَّتِي تُؤْخَذُ مِنْهَا۔

فَقَالَ لَهُ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ : إِنِّي قَدْ ضَاقَ صَدْرِي وَاسْتَوْحَشْتُ مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ ، فَاذْهَبْ بِي الْيَوْمَ

---

[1] "سمعانی" "اشراف الاشراف" میں لکھتا ہے: خرابات ایک جزیرہ ہے جو اقیانوس اطلس میں واقع ہے؛ جزیرہ خضراء بھی اسی کا حصہ ہے (رک بحارالانوار: ج ۱۰۷، ص ۱۲۵، فٹ نوٹ)

وَاطْرَحْنِي فِي مَكَانٍ وَاذْهَبْ حَيْثُ شِئْتَ۔

قَالَ: فَأَجَابَنِي إِلَى ذٰلِكَ وَحَمَلَنِي وَذَهَبَ بِي إِلَى مَقَامِ الْقَائِمِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ خَارِجَ النَّجَفِ، فَأَجْلَسَنِي هُنَاكَ وَغَسَلَ قَمِيصَهُ فِي الْحَوْضِ وَطَرَحَهَا عَلَى شَجَرَةٍ كَانَتْ هُنَاكَ وَذَهَبَ إِلَى الصَّحْرَاءِ وَبَقِيتُ وَحْدِي مَغْمُومًا أُفَكِّرُ فِيمَا يَؤُولُ إِلَيْهِ أَمْرِي۔

فَإِذَا أَنَا بِشَابٍّ صَبِيحِ الْوَجْهِ أَسْمَرِ اللَّوْنِ دَخَلَ الصَّحْنَ وَسَلَّمَ عَلَيَّ وَذَهَبَ إِلَى بَيْتِ الْمَقَامِ وَصَلَّى عِنْدَ الْمِحْرَابِ رَكَعَاتٍ بِخُضُوعٍ وَخُشُوعٍ لَمْ أَرَ مِثْلَهُ قَطُّ۔

فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ خَرَجَ وَأَتَانِي وَسَأَلَنِي عَنْ حَالِي۔

فَقُلْتُ لَهُ: ابْتُلِيتُ بِبَلِيَّةٍ ضِقْتُ بِهَا لَا يَشْفِينِي اللهُ فَأَسْلَمَ مِنْهَا، وَلَا يَذْهَبُ بِي فَأَسْتَرِيحَ۔

فَقَالَ: لَا تَحْزَنْ سَيُعْطِيكَ اللهُ كِلَيْهِمَا، وَذَهَبَ۔

فَلَمَّا خَرَجَ رَأَيْتُ الْقَمِيصَ وَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ فَقُمْتُ وَأَخَذْتُ الْقَمِيصَ وَغَسَلْتُهَا وَطَرَحْتُهَا عَلَى الشَّجَرِ، فَتَفَكَّرْتُ فِي أَمْرِي وَقُلْتُ: أَنَا كُنْتُ لَا أَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ وَالْحَرَكَةِ فَكَيْفَ صِرْتُ هٰكَذَا۔

فَنَظَرْتُ إِلَى نَفْسِي فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا مِمَّا كَانَ بِي، فَعَلِمْتُ أَنَّهُ كَانَ الْقَائِمُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ۔

فَخَرَجْتُ فَنَظَرْتُ فِي الصَّحْرَاءِ أَرَ أَحَدًا، فَنَدِمْتُ نَدَامَةً

شَدِيْدَةً۔ فَلَمَّا أَتَانِي صَاحِبُ الْحُجْرَةِ سَأَلَنِي عَنْ حَالِي وَتَحَيُّرِي فِي أَمْرِي فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا جَرَى۔ فَتَحَسَّرَ عَلَى مَا فَاتَ مِنْهُ وَمِنِّي وَمَشَيْتُ مَعَهُ إِلَى الْحُجْرَةِ۔

قَالُوا: فَكَانَ هٰكَذَا سَلِيْمًا حَتّٰى أَتَى الْحَاجُّ وَرُفَقَاءُهُ، فَلَمَّا رَآهُمْ وَكَانَ مَعَهُمْ قَلِيْلًا ـ مَرِضَ وَمَاتَ وَدُفِنَ فِي الصَّحْنِ۔ فَظَهَرَ صِحَّةُ مَا أَخْبَرَهُ علیہ السلام مِنْ وُقُوعِ الْأَمْرَيْنِ مَعًا۔ وَهٰذِهِ الْقِصَّةُ مِنَ الْمَشْهُورَاتِ عِنْدَ أَهْلِ الْمَشْهَدِ وَأَخْبَرَنِي بِهِ ثِقَاتُهُمْ وَصُلَحَاؤُهُمْ۔

"جناب علامہ مجلسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ نجف کے لوگوں نے میرے سامنے ایک اور داستان نقل کی ہے، وہ کہتے ہیں: کاشان کے لوگوں میں سے ایک شخص حج بیت اللہ کے سفر کے دوران نجف اشرف آیا اور وہاں پر سخت مریض ہوگیا، اس کی ٹانگیں سوکھ گئی تھیں لہٰذا وہ چلنے کے قابل نہیں تھا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے ایک نیک شخص کے سپرد کیا جو حرم کے قریب مدرسے کے ایک کمرے میں رہائش پذیر تھا اور خود حج کے لیے چلے گئے۔ وہ شخص ہر روز اسے کمرے میں بند کر کے گھومنے پھرنے اور روزی کی تلاش میں صحرا کی طرف نکل جاتا تھا۔

ایک دن مریض نے اس سے کہا: میرا دل تنگ ہو رہا ہے اور اس کمرے میں رہنے سے وحشت ہوتی ہے، آج مجھے کہیں باہر لے چلو اور کسی جگہ پر مجھے چھوڑ کر جہاں چاہو چلے جاؤ۔ کاشانی شخص مزید کہتا ہے: اس شخص نے میری تجویز قبول کی اور مجھے مقام صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف لے گیا جو نجف اشرف کے باہر واقع ہے۔ اس نے مجھے وہاں پر بٹھایا، وہاں پر موجود حوض میں اپنا پیراہن دھو کر ایک درخت پر۔

پھیلا دیا اور خود بیابان کی طرف نکل گیا۔

میں وہاں پر تنہا رہ گیا تھا اور اپنی تقدیر کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اچانک کیا دیکھتا ہوں ایک خوبصورت گندمی رنگ کے جوان مقام صاحب الزمان علیہ السلام کے صحن میں داخل ہوئے اور مجھے سلام کیا۔ اس کے بعد وہ مقام قائم علیہ السلام کی طرف گئے اور یوں خشوع و خضوع کے ساتھ کچھ رکعتیں نماز بجالائی کہ میں نے آج تک کسی کو اس حالت میں نہیں دیکھا تھا۔ نماز ختم کرنے کے بعد وہ میرے پاس آئے اور احوال پرسی کی۔

میں نے عرض کیا: میں ایک ایسے مرض میں مبتلا ہوں کہ اس کی وجہ سے بالکل آرام نہیں ہے، خدا مجھے نہ تو اس سے شفا دیتا ہے کہ ٹھیک ہو جاؤں اور نہ ہی موت دیتا ہے کہ آسودہ ہو جاؤں۔

انھوں نے فرمایا: غمگین نہ ہو، عنقریب خداوند عالم تیری دونوں حاجتیں پوری کردے گا۔

یہ جملہ ادا کرنے کے بعد وہ چلے گئے۔ جب وہ چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ قمیص زمین پر گرا ہوا ہے، اٹھا، اسے دوبارہ دھو کر درخت پر پھیلا دیا۔ اچانک میں نے اپنے آپ کو دیکھا اور فکر میں گم ہو گیا اور اپنے آپ سے کہا: اس سے قبل تو میں اپنی جگہ سے کھڑا نہیں ہو سکتا تھا، کیا ہوا ہے کہ میں یوں ہو گیا ہوں؟

جب میں اپنی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ میرے اندر اس بیماری کے کوئی آثار نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام تھے، لہٰذا میں وہاں سے باہر نکلا اور صحرا کی طرف دیکھنے لگا لیکن مجھے وہاں پر کوئی بھی نظر نہ آیا اور میں سخت پشیمان ہوا۔ جب صاحب حجرہ آیا اور میری احوال پرسی کی تو میری صورتِ حال دیکھ کر حیرت

میں ڈوب گیا۔

میں نے اس کے سامنے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ اور میں اس پر بہت پشیمان ہوئے جو ہم ہاتھ سے کھو چکے تھے۔ اس کے بعد اس کے ہمراہ کمرے میں چلا گیا۔

نجف کے لوگ کہتے ہیں: وہ اسی طرح سے صحیح و سالم تھا، اس کے رفقاء اور حاجی حضرات مکہ سے لوٹ آئے تو ان سے ملاقات کے بعد کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہا، دوبارہ مریض ہوا اور دنیا سے چل بسا اور اسے صحن مطہر میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے جس چیز سے اُسے آگاہ کیا تھا کہ تمھاری دونوں حاجتیں پوری ہوں گی، اسی طرح سے ہی ہوا۔

اہل نجف کے نزدیک یہ واقعہ مشہور تھا اور مجھے وہاں کے قابلِ وثوق اور نیک افراد نے سنایا ہے"۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۷۶)

آپ میری داستان سے آگاہ ہیں

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِی رحمہ اللہ: وَمِنْهَا مَا أَخْبَرَنِي بِهِ بَعْضُ الْأَفَاضِلِ الْكِرَامِ وَالثِّقَاتِ الْأَعْلَامِ قَالَ: أَخْبَرَنِي بَعْضُ مَنْ أَثِقُ بِهِ يَرْوِيهِ عَمَّنْ يَثِقُ بِهِ وَيُطْرِيهِ أَنَّهُ قَالَ:

لَمَّا كَانَ بَلْدَةُ الْبَحْرَيْنِ تَحْتَ وِلَايَةِ الْإِفْرَنْجِ جَعَلُوا وَالِيَهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ لِيَكُونَ أَدْعَى إِلَى تَعْمِيرِهَا وَأَصْلَحَ بِحَالِ أَهْلِهَا، وَكَانَ هٰذَا الْوَالِي مِنَ النَّوَاصِبِ وَلَهُ وَزِيرٌ أَشَدُّ نَصْبًا مِنْهُ يُظْهِرُ الْعَدَاوَةَ لِأَهْلِ الْبَحْرَيْنِ، لِحُبِّهِمْ لِأَهْلِ الْبَيْتِ علیہم السلام وَيَحْتَالُ فِي إِهْلَاكِهِمْ وَ

إضْرارِهِمْ بِكُلِّ حِيلَةٍ۔

فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الأَيَّامِ دَخَلَ الْوَزِيرُ عَلَى الْوَالِي وَبِيَدِهِ رُمَّانَةٌ، فَأَعْطَاهَا الْوَالِي۔

فَإِذَا كَانَ مَكْتُوبًا عَلَيْهَا: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ خُلَفَاءُ رَسُولِ اللهِ﴾۔

فَتَأَمَّلَ الْوَالِي ، فَرَأَى الْكِتَابَةَ مِنْ أَصْلِ الرُّمَّانَةِ بِحَيْثُ لَا يُحْتَمَلُ عِنْدَهُ أَنْ يَكُونَ مِنْ صِنَاعَةِ بَشَرٍ، فَتَعَجَّبَ مِنْ ذٰلِكَ۔

وَقَالَ لِلْوَزِيرِ: هٰذِهِ آيَةٌ بَيِّنَةٌ وَحُجَّةٌ قَوِيَّةٌ عَلَى إِبْطَالِ مَذْهَبِ الرَّافِضَةِ ، فَمَا رَأْيُكَ فِي أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ؟

فَقَالَ لَهُ: أَصْلَحَكَ اللهُ، إِنَّ هٰؤُلَاءِ جَمَاعَةٌ مُتَعَصِّبُونَ يُنْكِرُونَ الْبَرَاهِينَ وَيَنْبَغِي لَكَ أَنْ تُحْضِرَهُمْ وَتُرِيَهُمْ هٰذِهِ الرُّمَّانَةَ ، فَإِنْ قَبِلُوا وَرَجَعُوا إِلَى مَذْهَبِنَا كَانَ لَكَ الثَّوَابُ الْجَزِيلُ بِذٰلِكَ ، وَ إِنْ أَبَوْا إِلَّا الْمُقَامَ عَلَى ضَلَالَتِهِمْ فَخَيِّرْهُمْ بَيْنَ ثَلَاثٍ:

إِمَّا أَنْ يُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَهُمْ صَاغِرُونَ،

أَوْ يَأْتُوا بِجَوَابٍ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ الْبَيِّنَةِ الَّتِي لَا مَحِيصَ لَهُمْ عَنْهَا۔

أَوْ تَقْتُلَ رِجَالَهُمْ وَتَسْبِي نِسَاءَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَتَأْخُذَ بِالْغَنِيمَةِ أَمْوَالَهُمْ۔

فَاسْتَحْسَنَ الْوَالِي رَأْيَهُ، وَأَرْسَلَ إِلَى الْعُلَمَاءِ وَالْأَفَاضِلِ الْأَخْيَارِ وَالنُّجَبَاءِ وَالسَّادَةِ الْأَبْرَارِ مِنْ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ، وَأَحْضَرَهُمْ وَأَرَاهُمُ الرُّمَّانَةَ وَأَخْبَرَهُمْ بِمَا رَأَى فِيهِمْ إِنْ لَمْ يَأْتُوا بِجَوَابٍ شَافٍ مِنَ الْقَتْلِ وَالْأَسْرِ وَأَخْذِ الْأَمْوَالِ، أَوْ أَخْذِ الْجِزْيَةِ عَلَى وَجْهِ الصَّغَارِ كَالْكُفَّارِ۔

فَتَحَيَّرُوا فِي أَمْرِهَا وَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى جَوَابٍ، وَتَغَيَّرَتْ وُجُوهُهُمْ وَارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُمْ۔

فَقَالَ كُبَرَاؤُهُمْ: أَمْهِلْنَا أَيُّهَا الْأَمِيرُ! ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَعَلَّنَا نَأْتِيكَ بِجَوَابٍ تَرْتَضِيهِ وَإِلَّا فَاحْكُمْ فِينَا مَا شِئْتَ۔

فَأَمْهَلَهُمْ فَخَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ خَائِفِينَ مَرْعُوبِينَ مُتَحَيِّرِينَ۔

فَاجْتَمَعُوا فِي مَجْلِسٍ وَأَجَالُوا الرَّأْيَ فِي ذٰلِكَ۔

فَاتَّفَقَ رَأْيُهُمْ عَلَى أَنْ يَخْتَارُوا مِنْ صُلَحَاءِ الْبَحْرَيْنِ وَزُهَّادِهِمْ عَشَرَةً، فَفَعَلُوا، ثُمَّ اخْتَارُوا مِنَ الْعَشَرَةِ ثَلَاثَةً فَقَالُوا لِأَحَدِهِمْ: أُخْرُجِ اللَّيْلَةَ إِلَى الصَّحْرَاءِ وَاعْبُدِ اللهَ فِيهَا وَاسْتَغِثْ بِإِمَامِ زَمَانِنَا وَحُجَّةِ اللهِ عَلَيْنَا لَعَلَّهُ يُبَيِّنُ لَكَ مَا هُوَ الْمَخْرَجُ مِنْ هٰذِهِ الدَّاهِيَةِ الدَّهْمَاءِ۔

فَخَرَجَ وَبَاتَ طُولَ لَيْلَتِهِ مُتَعَبِّدًا خَاشِعًا دَاعِيًا بَاكِيًا يَدْعُو اللهَ وَيَسْتَغِيثُ بِالْإِمَامِ عليه السلام حَتّٰى أَصْبَحَ وَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَأَتَاهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ۔

فَبَعَثُوا فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةِ الثَّانِيَ مِنْهُمْ، فَرَجَعَ كَصَاحِبِهِ وَلَمْ يَأْتِهِمْ بِخَبَرٍ، فَازْدَادَ قَلَقُهُمْ وَجَزَعُهُمْ۔

فَأَحْضَرُوا الثَّالِثَ وَكَانَ تَقِيًّا فَاضِلًا إِسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى، فَخَرَجَ اللَّيْلَةَ الثَّالِثَةَ حَافِيًا حَاسِرَ الرَّأْسِ إِلَى الصَّحْرَاءِ، وَكَانَتْ لَيْلَةً مُظْلِمَةً، فَدَعَا وَبَكٰى وَتَوَسَّلَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِي خَلَاصِ هٰؤُلَاءِ الْمُؤْمِنِينَ وَكَشْفِ هٰذِهِ الْبَلِيَّةِ عَنْهُمْ، وَاسْتَغَاثَ بِصَاحِبِ الزَّمَانِ علیہ السلام۔

فَلَمَّا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ إِذَا هُوَ بِرَجُلٍ يُخَاطِبُهُ وَيَقُولُ: يَامُحَمَّدَ بْنَ عِيسٰى! مَا لِي أَرَاكَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ؟ وَ لِمَاذَا خَرَجْتَ إِلٰى هٰذِهِ الْبَرِيَّةِ؟

فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الرَّجُلُ! دَعْنِي، فَإِنِّي خَرَجْتُ لِأَمْرٍ عَظِيمٍ وَخَطْبٍ جَسِيمٍ لَا أَذْكُرُهُ إِلَّا لِإِمَامِي وَلَا أَشْكُوهُ إِلَّا إِلٰى مَنْ يَقْدِرُ عَلٰى كَشْفِهِ عَنِّي۔

فَقَالَ: يَامُحَمَّدَ بْنَ عِيسٰى! أَنَا صَاحِبُ الْأَمْرِ فَاذْكُرْ حَاجَتَكَ۔

فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ هُوَ فَأَنْتَ تَعْلَمُ قِصَّتِي وَلَا تَحْتَاجُ إِلٰى أَنْ أَشْرَحَهَا لَكَ! فَقَالَ لَهُ: نَعَمْ، خَرَجْتَ لِمَا دَهَمَكُمْ مِنْ أَمْرِ الرُّمَّانَةِ وَمَا كُتِبَ عَلَيْهَا، وَمَا أُوْعِدَكُمُ الْأَمِيرُ بِهِ۔

قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ ذٰلِكَ تَوَجَّهْتُ إِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ: نَعَمْ يَامَوْلَايَ! قَدْ تَعْلَمُ مَا أَصَابَنَا وَأَنْتَ إِمَامُنَا وَمَلَاذُنَا

وَالْقَادِرُ عَلٰى كَشْفِهِ عَنَّا۔

فَقَالَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ: يَا مُحَمَّدَ بْنِ عِيْسٰى! إِنَّ الْوَزِيْرَ لَعَنَهُ اللهُ فِي دَارِهِ شَجَرَةُ رُمَّانٍ، فَلَمَّا حَمَلَتْ تِلْكَ الشَّجَرَةُ صَنَعَ شَيْئًا مِنَ الطِّيْنِ عَلٰى هَيْئَةِ الرُّمَّانَةِ وَجَعَلَهَا نِصْفَيْنِ، وَكَتَبَ فِي دَاخِلِ كُلِّ نِصْفٍ تِلْكَ الْكِتَابَةِ، ثُمَّ وَضَعَهَا عَلَى الرُّمَّانَةِ وَشَدَّهُمَا عَلَيْهَا وَهِيَ صَغِيْرَةٌ، فَأَثَّرَ فِيْهَا وَصَارَتْ هٰكَذَا۔

فَإِذَا مَضَيْتُمْ غَدًا إِلَى الْوَالِي فَقُلْ لَهُ: جِئْتُكَ بِالْجَوَابِ، وَلٰكِنِّي لَا أُبْدِيْهِ إِلَّا فِي دَارِ الْوَزِيْرِ۔ فَإِذَا مَضَيْتُمْ إِلٰى دَارِهِ فَانْظُرْ عَنْ يَمِيْنِكَ تَرٰى فِيْهَا غُرْفَةً، فَقُلْ لِلْوَالِي: لَا أُجِيْبُكَ إِلَّا فِي تِلْكَ الْغُرْفَةِ۔

وَسَيَأْبَى الْوَزِيْرُ عَنْ ذٰلِكَ، وَأَنْتَ بَالِغْ فِي ذٰلِكَ وَلَا تَرْضَ إِلَّا بِصُعُوْدِهَا، فَإِذَا صَعِدَ فَاصْعَدْ مَعَهُ وَلَا تَتْرُكْهُ وَحْدَهُ يَتَقَدَّمُ عَلَيْكَ۔

فَإِذَا دَخَلْتَ الْغُرْفَةَ رَأَيْتَ كُوَّةً فِيْهَا كِيْسٌ أَبْيَضُ، فَانْهَضْ إِلَيْهِ وَخُذْهُ فَتَرٰى فِيْهِ تِلْكَ الطِّيْنَةَ الَّتِي عَمِلَهَا لِهٰذِهِ الْحِيْلَةِ، ثُمَّ ضَعْهَا أَمَامَ الْوَالِي وَضَعِ الرُّمَّانَةَ فِيْهَا لِيَنْكَشِفَ لَهُ جَلِيَّةُ الْحَالِ۔

وَأَيْضًا يَا مُحَمَّدَ بْنَ عِيْسٰى! قُلْ لِلْوَالِي: إِنَّ لَنَا مُعْجِزَةً أُخْرٰى وَهِيَ أَنَّ هٰذِهِ الرُّمَّانَةَ لَيْسَ فِيْهَا إِلَّا الرَّمَادُ

وَالدُّخَانُ، وَ إِنْ أَرَدْتَ صِحَّةَ ذٰلِكَ فَأْمُرِ الْوَزِيرَ بِكَسْرِهَا، فَإِذَا كَسَرَهَا طَارَ الرَّمَادُ وَالدُّخَانُ عَلٰى وَجْهِهِ وَلِحْيَتِهِ۔

فَلَمَّا سَمِعَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى ذٰلِكَ مِنَ الْإِمَامِ فَرِحَ فَرَحًا شَدِيدًا وَقَبَّلَ يَدَيِ الْإِمَامِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَانْصَرَفَ إِلٰى أَهْلِهِ بِالْبِشَارَةِ وَالسُّرُورِ۔

فَلَمَّا أَصْبَحُوا مَضَوا إِلَى الْوَالِي، فَفَعَلَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسٰى كُلَّ مَا أَمَرَهُ الْإِمَامُ وَظَهَرَ كُلُّ مَا أَخْبَرَهُ۔

فَالْتَفَتَ الْوَالِي إِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عِيسٰى وَقَالَ لَهُ: مَنْ أَخْبَرَكَ بِهٰذَا؟

فَقَالَ: إِمَامُ زَمَانِنَا وَحُجَّةُ اللهِ عَلَيْنَا۔

فَقَالَ: وَمَنْ إِمَامُكُمْ؟

فَأَخْبَرَهُ بِالْأَئِمَّةِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ إِلٰى أَنِ انْتَهٰى إِلٰى صَاحِبِ الْأَمْرِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ۔

فَقَالَ الْوَالِي: مُدَّ يَدَكَ فَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ الْخَلِيفَةَ بَعْدَهُ بِلَا فَصْلٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ علیہ السلام۔

ثُمَّ أَقَرَّ بِالْأَئِمَّةِ إِلٰى آخِرِهِم علیہم السلام، وَحَسُنَ إِيمَانُهُ وَأَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزِيرِ، وَاعْتَذَرَ إِلٰى أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَأَحْسَنَ إِلَيْهِمْ وَأَكْرَمَهُمْ۔

قَالَ: وَهٰذِهِ الْقِصَّةُ مَشْهُوْرَةٌ عِنْدَ أَهْلِ الْبَحْرَيْنِ وَقَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسٰى عِنْدَهُمْ مَعْرُوْفٌ يَزُوْرُهُ النَّاسُ۔

"جناب علامہ مجلسی" تحریر فرماتے ہیں: ایک اور داستان بعض قابل احترام فضلاء اور مورد اعتماد علماء نے میرے سامنے یوں بیان کی ہے کہ ایک شخص جس پر مجھے اطمینان ہے، اس نے یہ داستان اس شخص سے کہ جسے وہ موثق سمجھتا اور اس کی تعریف کرتا تھا، یوں نقل کی ہے:

جب بحرین انگریزوں کے قبضے میں تھا تو انھوں نے وہاں کے ایک مسلمان شخص کو وہاں پر حکمران بنایا تا کہ وہ وہاں کی تعمیر و ترقی کے لیے بہتر کام کر سکے اور اچھی طرح سے ان کی دیکھ بھال کر سکے۔

یہ حاکم شخص ناصبی تھا، علاوہ ازیں اس کا ایک وزیر تھا جو تعصب میں اس سے بھی دو ہاتھ آگے تھا۔ بحرین کے لوگ اہل بیت علیہم السلام کے محب تھے؛ وہ وزیر ان سے دشمنی کا اظہار کرتا، انھیں نقصان پہنچانے اور نابود کرنے کے حیلے بہانے کرتا رہتا۔ ایک دن وزیر ہاتھ میں انار لیے ہوئے حاکم کے پاس آیا اور انار اسے دیا۔ اس کے چھلکے پر لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ خلفاءِ رسولِ اللہ لکھا ہوا تھا۔

جب حاکم نے اسے غور سے دیکھا تو انار کے چھلکے پر یہ عبارت قدرتی طور پر تحریر شدہ لگ رہی تھی، اور بالکل یہ خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کسی بشر کا کام ہو، لہٰذا وہ حیران ہو گیا۔

حاکم نے وزیر سے کہا: یہ چیز رافضیوں کے مذہب کے باطل ہونے پر واضح اور محکم دلیل اور برہان ہے، بحرین کے لوگوں کے بارے میں تمھارا نظریہ کیا ہے؟

وزیر نے کہا: یہ لوگ متعصب اور دلائل کے منکر ہیں، اگر آپ حکم دیں تو ان سب کو حاضر کیا جائے اور یہ انار انھیں دکھائیں۔ اگر انھوں نے قبول کرلیا اور ہمارے مذہب پر آگئے تو آپ کو بہت زیادہ ثواب ملے گا اور اگر انھوں نے قبول نہ کیا اور اپنی گمراہی پر باقی رہے تو پھر انھیں تین چیزوں میں سے ایک کو قبول کرنے کا اختیار دے۔

① اس پر تیار ہو جائیں کہ یہود و نصاریٰ کی ذلت و خواری کے ساتھ جزیہ دیں۔

② یا اس واضح دلیل کا جواب لائیں جس سے چشم پوشی کرنا ناممکن ہے۔

③ یا ان کے مرد قتل کر دیے جائیں، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا جائے اور ان کے اَموال غنیمت کے طور پر لے لیے جائیں۔

حاکم نے وزیر کے مشورے کی تعریف کی۔ اس نے اپنے نوکر بھیج کے بحرین سے شیعوں کے بزرگوں، دانش مندوں، منتخب شدہ اور نیک افراد کو حاضر ہونے کا حکم دیا، انھیں وہ انار دکھایا اور کہا: اگر آپ لوگ اس کا قانع کنندہ جواب نہیں دے سکے تو قتل اور اسیر کیے جاؤ گے اور تمھارے اَموال ضبط ہو جائیں گے اور یا کافروں کی طرح جزیہ ادا کرو۔ جب انھوں نے انار دیکھا تو ان کے چہروں کے رنگ فق ہو گئے اور اعضائے بدن لرزنے لگے۔

شیعہ بزرگوں نے حاکم شہر سے کہا: ہمیں تین دن کی مہلت دی جائے ہو سکتا ہے کہ ہم کوئی قانع کنندہ جواب پیش کر سکیں، ورنہ جیسے تم چاہو ویسے کرو۔

حاکم بحرین نے انھیں مہلت دے دی۔ بحرین کے بزرگ خوف زدہ اور پریشانی کے عالم میں حاکم کے دربار سے باہر آئے، انھوں نے ایک میٹنگ بلائی اور آپس میں صلاح مشورہ کیا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ بحرین کے دس زاہد و صالح افراد میں

سے تین کا انتخاب کریں۔ تین افراد کا انتخاب کرنے کے بعد ان میں سے ایک سے کہا: آج رات آپ بیابان میں جائیں اور اور وہاں پر صبح تک عبادت میں مشغول اور خداوند متعال سے امام زمان علیہ السلام کا واسطہ دے کر مدد مانگیں۔ وہ گئے اور صبح تک ساری رات وہاں پر گزاری، لیکن کوئی چیز نہ دیکھی، مجبوراً واپس لوٹ آیا اور انھیں آکر بتایا۔ اگلے دن دوسرے شخص کو بھیجا وہ بھی پہلے شخص کی طرح لوٹ آئے اور کوئی خبر نہ لائے، ان لوگوں کی پریشانی اور اضطراب میں اضافہ ہوا۔ ان کے بعد تیسرے شخص بنام محمد بن عیسٰی کو بھیجا جو پاک طینت اور بہت بڑے دانش ور تھے۔ وہ تیسری رات ننگے سر پاؤں بیابان کی طرف گئے، اور وہ رات انتہائی تاریک رات تھی۔

محمد بن عیسٰی تمام رات دعا، گریہ اور توسّل میں مشغول رہے کہ خداوند عالم شیعوں کو اس معصیت سے نجات عطا کرے اور ان پر حقیقت کو روشن کرے، اس غرض سے وہ امام صاحب الزمان علیہ السلام سے متوسّل ہوئے۔ رات کے آخری حصّے میں اچانک کسی مرد نے انھیں مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے محمد بن عیسٰی: کیا ہوا کہ ہم آپ کو اس حالت میں دیکھ رہے ہیں؟ آپ کس لیے اس بیابان میں آئے ہیں۔

انھوں نے کہا: اے شخص! مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، میں ایک اہم اور بہت بڑے کام کی غرض سے باہر آیا ہوں۔ میں وہ اپنے امام کے سوا کسی کو نہیں بتاؤں گا اور اس کی شکایت ان سے کروں گا جو اس راز کو ہمارے سامنے آشکارا کریں۔

انھوں نے کہا: اے محمد بن عیسٰی! میں صاحب الامر ہوں، اپنا مقصود بیان کریں۔

محمد بن عیسٰی نے کہا: اگر آپ صاحب الامر ہیں تو آپ ہماری مشکل سے آگاہ بھی ہیں اور کوئی ضرورت نہیں ہے کہ میں آپؑ کے سامنے اس کی وضاحت کروں۔

انھوں نے فرمایا: ہاں! آپ اس مشکل کے لیے بیابانؑ میں آئے ہیں جو اس

انار، اس کے چھلکے پر لکھے ہوئے مطلب اور حاکم کی دھمکی کی وجہ سے آپ کے لیے پیدا ہوئی ہے۔

جب محمد بن عیسیٰ نے یہ سنا تو آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: جی ہاں، اے میرے آقا و مولا! آپؑ جانتے ہیں کہ ہم کس حالت میں ہیں؟ آپؑ ہمارے امام اور ہماری پناہ گاہ ہیں، آپؑ اس پر قدرت رکھتے ہیں کہ اس خطرے کو ہم سے برطرف کریں اور ہماری مدد فرمائیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد بن عیسیٰ! اس لعنتی وزیر کے گھر میں انار کا ایک درخت ہے۔ اس نے انار کی شکل میں گیلی مٹی سے دو حصوں پر مشتمل ایک قالب تیار کیا ہے اور اس کے ہر حصے میں وہ کلمات لکھے ہیں۔ پھر مٹی کے اس قالب کو انار کے اوپر اس وقت چڑھایا جب وہ چھوٹا تھا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انار بڑا ہوتا گیا اور لکھے ہوئے کلمات انار پر اثر انداز ہوئے اور وہ اس صورت میں بن گیا ہے۔

آپ لوگ کل حاکم کے پاس جائیں اور اسے کہیں کہ ہم تمہارا جواب لے کر آئے ہیں، لیکن وزیر کے گھر میں جانا ضروری ہے۔ جب آپ وزیر کے گھر جائیں تو اپنی دائیں طرف دیکھیں، آپ کو ایک کمرہ نظر آئے گا، اس وقت حاکم سے کہیں کہ تمہارا جواب اس کمرے میں ہے۔

وزیر اس کمرے میں جانے سے آپ کو روکے گا لیکن آپ اس پر زور دیں اور کوشش کریں کہ اس کے اوپر جائیں۔ جب آپ دیکھیں کہ وزیر اوپر گیا ہے تو آپ بھی اس کے ہمراہ اوپر جائیں اور اسے اکیلا مت چھوڑیں، ایسا نہ ہو کہ کہیں وہ آپ سے پہلے اوپر چلا جائے۔

جب آپ کمرے میں داخل ہوں گے تو آپ کو دیوار میں ایک سوراخ نظر

آئے گا، اس میں ایک سفید تھیلی ہوگی، اسے اٹھالیں۔ انار کا گیلی مٹی سے بنا ہوا وہ قالب جو اس نقشہ کے لیے تیار کیا گیا ہے، اس تھیلی میں ہے۔ اس کے بعد اسے حاکم کے سامنے رکھیں اور انار کو اس میں ڈالیں تا کہ اس پر حقیقت واضح ہو جائے۔ حاکم سے یہ بھی کہیں کہ ہمارے پاس ایک اور معجزہ بھی ہے، وہ یہ کہ اس انار کے اندر راکھ اور دھویں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، اگر تم اس کے درست ہونے کی تصدیق کرنا چاہتے ہو تو وزیر سے کہو کہ اسے توڑے۔

جب وزیر سے توڑے گا تو وہ راکھ اس کے چہرے اور داڑھی پر بیٹھ جائے گی۔ جب محمد بن عیسٰی نے امام علیہ السلام کی یہ ساری گفتگو سنی تو بہت خوش ہوا اور خوش خبری کے ہمراہ اپنے خاندان کی طرف لوٹ آیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ حاکم کے گھر گئے اور سب کچھ اسی طرح انجام دیا جیسے امامؑ نے فرمایا تھا۔ حاکم نے محمد بن عیسٰی کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: تمھیں یہ سب کچھ کس نے بتایا ہے؟

انھوں نے کہا: ہمارے زمانے کے امام اور حجتؑ خدا نے۔ اس نے پوچھا: تمھارا امام کون ہے؟

محمد بن عیسٰی نے ایک ایک کر کے امام آخر الزماںؑ تک تمام آئمہ علیہم السلام کا تعارف کرایا۔ حاکم بحرین نے کہا: اپنے ہاتھ آگے بڑھائیں تا کہ میں گواہی دوں کہ خدائے واحد کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، یقیناً حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسولؐ ہیں اور ان کے بعد ان کے بلافصل خلیفہ، امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

اس کے بعد اس نے ایک ایک کر کے تمام آئمہ علیہم السلام کا اقرار کیا اور اچھے ایمان کا مالک بنا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ وزیر قتل کر دیا جائے اور بحرین کے لوگوں سے معذرت خواہی کی، ان کے ساتھ نیک سلوک کیا اور ان کا احترام کیا۔

راوی کہتا ہے: یہ داستان بحرین کے لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔ محمد بن عیسیٰ کا مقبرہ بھی وہاں پر مشہور و معروف ہے اور لوگ ان کی زیارت کرنے کے لیے جاتے ہیں"۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۷۸)

میرے آقا! آپ کون ہیں؟

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِی رحمہ اللہ: وَمِنْ ذٰلِكَ مَا حَدَّثَنِي الشَّيْخُ الْمُحْتَرَمُ الْعَامِلُ الْفَاضِلُ شَمْسُ الدِّيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ قَارُونَ الْمَذْكُورُ قَالَ:

كَانَ مِنْ أَصْحَابِ السَّلَاطِيْنِ الْمُعَمَّرُ بْنُ شَمْسٍ يُسَمّٰي ﴿مذور﴾ يَضْمَنُ الْقَرْيَةَ الْمَعْرُوفَةَ بِبُرْسٍ، وَوَقْفَ الْعَلَوِيِّيْنَ وَكَانَ لَهُ نَائِبٌ يُقَالُ لَهُ: ابْنُ الْخَطِيْبِ، وَغُلَامٌ يَتَوَلّٰى نَفَقَاتِهِ يُدْعٰى عُثْمَانَ، وَكَانَ ابْنُ الْخَطِيْبِ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاحِ وَالْإِيْمَانِ بِالضِّدِّ مِنْ عُثْمَانَ، وَكَانَا دَائِمًا يَتَجَادَلَانِ۔

فَاتَّفَقَ أَنَّهُمَا حَضَرَا فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ علیہ السلام بِمَحْضَرِ جَمَاعَةٍ مِنَ الرَّعِيَّةِ وَالْعَوَامِّ فَقَالَ ابْنُ لِعُثْمَانَ: يَا عُثْمَانُ! الْآنَ اتَّضَحَ الْحَقُّ وَاسْتَبَانَ أَنَا أَكْتُبُ عَلٰى يَدِيْ مَنْ أَتَوَلَّاهُ وَهُمْ عَلِيٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ علیہم السلام وَاكْتُبْ أَنْتَ مَنْ تَتَوَلَّاهُ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، ثُمَّ تُشَدُّ يَدِيْ وَيَدُكَ فَأَيُّهُمَا احْتَرَقَتْ يَدُهُ بِالنَّارِ كَانَ عَلٰى

الْبَاطِلِ، وَمَنْ سَلِمَتْ يَدُهُ كَانَ عَلَى الْحَقِّ۔

فَنَكَلَ عُثْمَانُ وَأَبَى أَنْ يَفْعَلَ ، فَأَخَذَ الْحَاضِرُونَ مِنَ الرَّعِيَّةِ وَالْعَوَامِّ بِالْعِيَاطِ عَلَيْهِ هٰذَا۔

وَكَانَتْ أُمُّ عُثْمَانَ مُشْرِفَةً عَلَيْهِمْ تَسْمَعُ كَلَامَهُمْ ، فَلَمَّا رَأَتْ ذٰلِكَ لَعَنَتِ الْحُضُورَ الَّذِيْنَ كَانُوا يُعَيِّطُونَ عَلَى وَلَدِهَا عُثْمَانَ وَشَتَمَتْهُمْ وَتَهَدَّدَتْ وَبَالَغَتْ فِي ذٰلِكَ۔

فَعَمِيَتْ فِي الْحَالِ، فَلَمَّا أَحَسَّتْ بِذٰلِكَ نَادَتْ إِلَى رَفَائِقِهَا فَصَعِدْنَ إِلَيْهَا ، فَإِذَا هِيَ صَحِيْحَةُ الْعَيْنَيْنِ لٰكِنْ لَا تَرٰى شَيْئًا ، فَقَادُوهَا وَأَنْزَلُوهَا وَمَضَوْا بِهَا إِلَى الْحِلَّةِ ، وَشَاعَ خَبَرُهَا بَيْنَ أَصْحَابِهَا وَقَرَائِبِهَا وَتَرَائِبِهَا۔

فَأَحْضَرُوا لَهَا الْأَطِبَّاءَ مِنْ بَغْدَادَ وَالْحِلَّةِ ، فَلَمْ يَقْدِرُوا لَهَا عَلَى شَيْءٍ۔

فَقَالَ لَهَا نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ كُنَّ أَخْدَانَهَا: إِنَّ الَّذِي أَعْمَاكِ هُوَ الْقَائِمُ عليه السلام فَإِنْ تَشَيَّعْتِي وَتَوَلَّيْتِي وَتَبَرَّأْتِي ضَمِنَّا لَكِ الْعَافِيَةَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَبِدُونِ هٰذَا لَا يُمْكِنُكِ الْخَلَاصُ۔

فَأَذْعَنَتْ لِذٰلِكَ وَ رَضِيَتْ بِهِ ۔ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ حَمَلْنَهَا حَتّٰى أَدْخَلْنَهَا الْقُبَّةَ الشَّرِيْفَةَ فِي مَقَامِ صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام ، وَبِتْنَ بِأَجْمَعِهِنَّ فِي بَابِ الْقُبَّةِ ۔ فَلَمَّا كَانَ رُبْعُ اللَّيْلِ، فَإِذَا هِيَ قَدْ خَرَجَتْ عَلَيْهِنَّ وَقَدْ ذَهَبَ الْعَمٰى

عَنْهَا وَهِيَ تَقْعُدُهُنَّ وَاحِدَةً بَعْدَ وَاحِدَةٍ وَتَصِفُ ثِيَابَهُنَّ وَحُلِيَّهُنَّ۔

فَسُرِرْنَ بِذٰلِكَ، وَحَمِدْنَ اللهَ تَعَالٰى عَلٰى حُسْنِ الْعَافِيَةِ وَقُلْنَ لَهَا: كَيْفَ كَانَ ذٰلِكَ؟

فَقَالَتْ: لَمَّا جَعَلْتُنَّنِي فِي الْقُبَّةِ وَخَرَجْتُنَّ عَنِّي أَحْسَسْتُ بِيَدٍ قَدْ وُضِعَتْ عَلٰى يَدِي وَقَائِلٌ يَقُولُ: اخْرُجِي قَدْ عَافَاكِ اللهُ تَعَالٰى۔

فَانْكَشَفَ الْعَمٰى عَنِّي وَرَأَيْتُ الْقُبَّةَ قَدِ امْتَلَأَتْ نُوراً وَرَأَيْتُ الرَّجُلَ، فَقُلْتُ لَهُ: مَنْ أَنْتَ يَا سَيِّدِي؟

فَقَالَ: مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ۔

ثُمَّ غَابَ عَنِّي۔

فَقُمْنَ وَخَرَجْنَ إِلٰى بُيُوتِهِنَّ وَتَشَيَّعَ وَلَدُهَا عُثْمَانُ وَحَسُنَ اعْتِقَادُهُ وَاعْتِقَادُ أُمِّهِ الْمَذْكُورَةِ۔

وَاشْتَهَرَتِ الْقِصَّةُ بَيْنَ أُولٰئِكَ الْأَقْوَامِ وَمَنْ سَمِعَ هٰذَا الْكَلَامَ اعْتَقَدَ وُجُودَ الْإِمَامِ عليه السلام، وَكَانَ ذٰلِكَ فِي سَنَةِ أَرْبَعٍ وَأَرْبَعِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ۔

جناب علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں کہ شیخ محترم عالم فاضل شمس الدین محمد بن قارون کہتے ہیں: معمر بن شمس، سلاطین کے قریبی لوگوں میں سے تھا، اسے "مذور" بھی کہتے تھے، اس کا ایک قریہ بنام "برس" تھا، وہ اس نے علویوں کے نام وقف کر رکھا تھا۔

معمر بن شمس کا ایک نائب ابن خطیب اور ایک غلام بنام عثمان تھا جو اوقاف

کے متولی تھے۔ ابن خطیب شیعہ اور نیکوکار شخص تھا لیکن عثمان کا عقیدہ اس کے مخالف تھا۔ ان دونوں کے درمیان ہمیشہ بحث و گفتگو اور مجادلہ رہتا تھا۔

ایک دن وہ مسجد الحرام میں مقام ابراہیمؑ کے پاس رعایا اور عوام کے ہمراہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابن خطیب نے عثمان کی طرف رخ کرتے ہوئے کہا: اے عثمان! ابھی حق روشن اور آشکارا ہو جاتا ہے۔ جن افراد سے میں محبت کرتا ہوں مثلاً حضرت علی، حسن اور حسین علیہم السلام کے اسمائے گرامی اپنی ہتھیلی پر لکھتا ہوں اور تم بھی جن لوگوں سے محبت کرتے ہو مثلاً خلافت راشدہ کے نام اپنی ہتھیلی پر لکھو، پھر ہم دونوں ہاتھوں کو بند کرتے ہیں، ہم دونوں میں سے جس کے ہاتھوں کو آگ لگ جائے وہ باطل پر ہے اور جس کا ہاتھ صحیح و سالم رہ جائے وہ حق پر ہے۔

عثمان نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور اس کام کو انجام دینے کے لیے تیار نہ ہوا جب کہ حاضرین نے بھی اس کی سرزنش کی۔ عثمان کی ماں انھیں ایک اونچی جگہ سے دیکھ رہی تھی اور ان کی باتیں سن رہی۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو اس نے ان لوگوں پر لعنت کی، انھیں گالی گلوچ کیا اور ڈرایا دھمکایا جو اس کے بیٹے کی سرزنش کر رہے تھے۔

وہ فوراً اندھی ہو گئی۔ جب اسے احساس ہوا کہ وہ اندھی ہو گئی ہے تو اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی۔ اس کے رفقاء اوپر اس کے پاس گئے تو انھوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں ظاہری طور پر تو صحیح و سالم ہیں لیکن نظر کچھ نہیں آ رہا ہے۔ ان لوگوں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے نیچے اُتارا پھر وہاں سے حلہ لے گئے۔ یہ واقعہ اس کے رشتہ داروں، ہم فکروں اور قریبیوں کے درمیان مشہور ہو گیا۔ انھوں نے اس کا علاج کرنے کے لیے حلہ اور بغداد کے طبیب منگوائے لیکن وہ طبیب حضرات بھی اس کے

لیے کچھ نہ کر سکے۔

جب کلی طور پر اس کے علاج معالجہ سے مایوس ہو گئے تو کچھ شیعہ خواتین جن کی اس کے ساتھ پرانی آشنائی تھی، نے اس سے کہا: جس نے تمھیں نابینا کیا ہے وہ حضرت قائمؑ ہیں۔ اگر تم شیعہ ہو جاؤ اور تولّی و تبرّا کرو تو ہم ضمانت دیتی ہیں کہ خداوند متعال تمھاری آنکھیں ٹھیک کر دے گا۔ تمھارے لیے اس کے سوا اور کوئی راستہ بھی نہیں ہے۔

اس نابینا عورت نے ان کی باتوں پر یقین کیا اور شیعہ ہونے کے لیے تیار ہو گئی۔ شب جمعہ شیعہ عورتیں اسے حضرت امام صاحب الزمانؑ کے قبہ شریف کے اندر لے گئیں اور خود دروازے کے پاس بیٹھ گئیں۔ جب رات کا کچھ حصّہ گزرا تو وہ اندھی عورت جس کی آنکھیں ٹھیک ہو چکی تھیں، شیعہ خواتین کے پاس آئی، ان میں سے ہر ایک کو پہچانا، ان کے لباس اور زیورات کی وضاحت کی۔

جب عورتوں کو یقین ہو گیا کہ اس کی بینائی ٹھیک ہو گئی ہے تو وہ خوش ہوئیں، خداوند عالم کا شکر بجالایا اور اس سے پوچھا: یہ کیسے ہوا ہے کہ تمھاری بینائی لوٹ آئی ہے؟

اس نے کہا: جب آپ لوگوں نے مجھے امام زمان علیہ السلام کے قبہ شریف میں چھوڑا اور خود باہر چلی گئیں تو میں نے احساس کیا کہ میرے ہاتھ پر کوئی ہاتھ آیا ہے اور کسی نے کہا: باہر چلی جاؤ۔ تم ٹھیک ہو گئی ہو۔

جب میں متوجہ ہوئی تو میرا اندھاپن ختم ہو چکا تھا اور مقام امام زمان علیہ السلام کا قبہ نور سے پر تھا۔ اس دوران میں نے اس مرد کو دیکھا جس نے میرے ساتھ بات کی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا: اے میرے آقا! آپ کون ہیں؟

انھوں نے فرمایا: میں محمد بن حسنؑ ہوں۔ اس کے بعد وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ عورتیں یہ حیران کن داستان سننے کے بعد اٹھیں اور اپنے اپنے گھر چلی گئیں۔ اس واقعہ کے بعد اس عورت کا بیٹا عثمان بھی شیعہ ہو گیا اور اس کا اور اس کی ماں کا عقیدہ محکم ہو گیا۔

یہ داستان اس کے رشتہ داروں کے درمیان مشہور ہو گئی۔ جو کوئی بھی یہ داستان سنتا تو وہ امام زمان علیہ السلام کے وجود کا معتقد ہو جاتا۔ یہ واقعہ ۷۴۴ ہجری قمری میں رونما ہوا تھا"۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۷۱)

میرے سر کا زخم فوراً ٹھیک ہو گیا

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِیُ رحمہ اللہ: وَمِنْ ذٰلِكَ مَا نَقَلَهُ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا الصَّالِحِیْنَ مِنْ خَطِّهِ الْمُبَارَكِ مَا صُوْرَتُهُ: عَنْ مُحْیِی الدِّیْنِ الْأَرْبِلِیِّ:

أَنَّهُ حَضَرَ عِنْدَ أَبِیْهِ وَمَعَهُ رَجُلٌ فَنَعَسَ، فَوَقَعَتْ عِمَامَتُهُ عَنْ رَأْسِهِ فَبَدَتْ فِیْ رَأْسِهِ ضَرْبَةٌ هَائِلَةٌ۔

فَسَأَلَهُ عَنْهَا۔

فَقَالَ لَهُ: هِیَ مِنْ صِفِّیْنَ۔

فَقِیْلَ لَهُ: وَكَیْفَ ذٰلِكَ وَوَقْعَةُ صِفِّیْنَ قَدِیْمَةٌ؟

فَقَالَ: كُنْتُ مُسَافِرًا إِلٰى مِصْرَ، فَصَاحَبَنِیْ إِنْسَانٌ مِنْ غَزَّةَ، فَلَمَّا كُنَّا فِیْ بَعْضِ الطَّرِیْقِ تَذَاكَرْنَا وَقْعَةَ صِفِّیْنَ۔

فَقَالَ لِیَ الرَّجُلُ: لَوْ كُنْتُ فِیْ أَیَّامِ صِفِّیْنَ لَرَوَّیْتُ سَیْفِیْ مِنْ

عَلِيٍّ وَأَصْحَابِهِ۔

فَقُلْتُ: لَوْ كُنْتُ فِي أَيَّامِ صِفِّينَ لَرَوَّيْتُ سَيْفِي مِنْ مُعَاوِيَةَ وَأَصْحَابِهِ، وَهَا أَنَا وَأَنْتَ مِنْ أَصْحَابِ عَلِيٍّ عليه السلام وَمُعَاوِيَةَ۔

فَاعْتَرَكْنَا عَرْكَةً عَظِيمَةً، وَاضْطَرَبْنَا، فَمَا أَحْسَسْتُ بِنَفْسِي إِلَّا مَرْمِيًّا لِمَا بِي، فَبَيْنَمَا أَنَا كَذٰلِكَ، وَإِذَا بِإِنْسَانٍ يُوقِظُنِي بِطَرَفِ رُمْحِهِ۔

فَفَتَحْتُ عَيْنِي، فَنَزَلَ إِلَيَّ وَمَسَحَ الضَّرْبَةَ فَتَلَاءَمَتْ

فَقَالَ: الْبَثْ هُنَا!

ثُمَّ غَابَ قَلِيلًا وَعَادَ وَمَعَهُ رَأْسُ مُخَاصِمِي مَقْطُوعًا وَالدَّوَابُّ مَعَهُ، فَقَالَ لِي:

هٰذَا رَأْسُ عَدُوِّكَ وَأَنْتَ نَصَرْتَنَا فَنَصَرْنَاكَ، وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ نَصَرَهُ۔

فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟

فَقَالَ: فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يَعْنِي صَاحِبَ الْأَمْرِ عليه السلام۔

ثُمَّ قَالَ لِي: وَإِذَا سُئِلْتَ عَنْ هٰذِهِ الضَّرْبَةِ فَقُلْ: ضُرِبْتُهَا فِي صِفِّينَ۔

"جناب علامہ مجلسیؒ تحریر کرتے ہیں کہ ایسی ہی ایک اور داستان ہمارے بہترین علماء میں سے ایک نے اپنے دست مبارک سے یوں رقم کی ہے کہ محی الدین اربلی کہتے ہیں: ایک دن میں اپنے والد کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص ان کے قریب بیٹھا ہوا کچھ لکھ رہا تھا؛ اس دوران اس کا عمامہ سر سے گر گیا

اور اس کے سر میں ایک بہت بڑا زخم نظر آیا۔ میرے والد محترم نے پوچھا: یہ زخم کیسا ہے؟ اس نے کہا: مجھے یہ زخم جنگِ صفین میں لگا تھا۔ اس سے کہا گیا: تو کجا اور جنگِ صفین کجا؟ اس نے کہا: ایک دفعہ میں مصر گیا تھا اور غزہ کا رہنے والا ایک شخص بھی میرے ہم راہ تھا۔ دورانِ سفر ہم نے جنگِ صفین کے بارے میں گفتگو کی۔ میرے ہم سفر نے کہا: اگر میں جنگِ صفین میں ہوتا تو اپنی تلوار علیؑ اور اس کے ساتھیوں کے خون سے سیراب کرتا۔ میں نے اس کے جواب میں کہا: اگر میں جنگِ صفین میں ہوتا تو اپنی تلوار کی پیاس معاویہ اور اس کے ساتھیوں کے خون سے بجھاتا۔ اب میں اور تم علیؑ اور معاویہ کے دوستوں میں سے ہیں۔ آئیں ہم دونوں آپس میں جنگ کرتے ہیں

ہمارے درمیان جنگ شروع ہوئی اور ہم نے ایک دوسرے پر بڑھ چڑھ کر وار کیے۔ مجھے ایک شدید زخم لگا جس کی وجہ سے میں بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد مجھے احساس ہوا کہ کوئی شخص نیزے کے ساتھ مجھے بیدار کر رہا ہے جب میں نے آنکھ کھولی تو وہ گھوڑے سے نیچے اترا اور میرے سر کے زخم پر ہاتھ پھیرا تو فوراً ٹھیک ہو گیا۔ اس کے بعد فرمایا: اسی جگہ پر رکیں۔ جب تھوڑی دیر کے بعد وہ غائب ہو گئے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو ان کے ہاتھ میں میرے اس ہم سفر کا کٹا ہوا سر ہے جس نے میرے ساتھ جنگ کی تھی۔

انھوں نے فرمایا: "یہ تمھارے دشمن کا سر ہے۔ تو نے ہماری مدد کی ہے اور ہم نے تمھاری مدد کی ہے، جو کوئی خدا کی مدد کرتا ہے تو یقیناً خدا بھی اس کی مدد کرتا ہے"۔

میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟

انھوں نے فرمایا: میں فلاں کا بیٹا ہوں (یعنی صاحب العصرؑ ہوں۔)

اس کے بعد فرمایا: آج کے بعد جو کوئی بھی آپ سے پوچھے کہ یہ زخم کیسا ہے تو

کہو: یہ اس ضربت کا زخم ہے جو جنگ صفین میں لگی ہے"۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۷۱)

مرض کا نام ونشان تک باقی نہ تھا

عَنْ السَّيِّدِ بَاقِ بْنِ عطوةِ الْحَسَنِي: اَنَّ اَبَاهُ عطوة كَانَ آدَرَ، وَكَانَ زَيْدِيَّ الْمَذْهَبِ، وَكَانَ يُنْكِرُ عَلَى بَنِيهِ الْمَيْلَ إِلَى مَذْهَبِ الْاِمَامِيَّةِ وَيَقُولُ: لَا أُصَدِّقُكُمْ وَلَا أَقُولُ بِمَذْهَبِكُمْ حَتّٰى يَجِيءَ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي الْمَهْدِيَّ عليه السلام فَيُبْرِئَنِي مِنْ هٰذَا الْمَرَضِ۔

وَتَكَرَّرَ هٰذَا الْقَوْلُ مِنْهُ، فَبَيْنَا نَحْنُ مُجْتَمِعُونَ عِنْدَ وَقْتِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، إِذَا أَبُونَا يَصِيحُ وَيَسْتَغِيثُ بِنَا۔

فَأَتَيْنَاهُ سِرَاعًا، فَقَالَ: الْحَقُوا صَاحِبَكُمْ فَالسَّاعَةَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِي۔

فَخَرَجْنَا فَلَمْ نَرَ أَحَدًا، فَعُدْنَا إِلَيْهِ وَسَأَلْنَاهُ۔

فَقَالَ: إِنَّهُ دَخَلَ إِلَيَّ شَخْصٌ وَقَالَ: يَا عطوةُ!

فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟

فَقَالَ: أَنَا صَاحِبُ بَنِيكَ، قَدْ جِئْتُ لِأُبْرِئَكَ مِمَّا بِكَ۔

ثُمَّ مَدَّ يَدَهُ فَعَصَرَ قَرْوَتِي وَمَشٰى۔

وَمَدَدْتُ يَدِي فَلَمْ أَرَ لَهَا أَثَرًا۔

قَالَ لِي وَلَدُهُ: وَبَقِيَ مِثْلَ الْغَزَالِ لَيْسَ بِهِ قَلَبَةٌ، وَاشْتَهَرَتْ هٰذِهِ الْقِصَّةُ، وَسَأَلْتُ عَنْهَا غَيْرَ ابْنِهِ، فَأَخْبَرَ

عَنْهَا فَأَقَرَّ بِهَا۔

''عطوہ حسنی کے بیٹے سید باقی کہتے ہیں: میرے والد فتق کے مرض میں مبتلا تھے، وہ زیدی مذہب تھے اور اس کے بیٹے شیعہ تھے۔ وہ ان پر انتقاد کرتے اور کہتا: میں اس وقت تک تمھارے عقیدے کی تصدیق نہیں کروں گا جب تک آپ کے امام مہدیؑ نہ آئیں اور مجھے اس مرض سے شفا نہ دیں۔

ہم نے یہ بات متعدد بار ان سے سنی۔ ایک رات نماز عشاء کے وقت ہم سب اپنے والد کے گھر میں تھے۔ ہم نے اچانک دیکھا کہ ہمارے والد فریاد کر رہے ہیں اور ہمیں مدد کے لیے بلا رہے ہیں۔ ہم جلدی سے ان کے پاس گئے۔ جب انھوں نے ہمیں دیکھا تو کہا: اپنے امام زمان علیہ السلام کی طرف جائیں جو ابھی میرے پاس سے گئے ہیں۔ ہم سب باہر نکلے، لیکن وہاں پر کوئی بھی نظر نہ آیا۔ ہم دوبارہ اپنے والد کے پاس آئے اور ان سے ماجرا پوچھا۔ میرے باپ نے کہا: ایک شخص میرے پاس آئے تھے اور کہا: اے عطوہ! میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اُنھوں نے فرمایا: میں تمھارے بیٹوں کا صاحب (امام) ہوں۔ میں اس لیے آیا ہوں کہ تمھیں اس مرض سے نجات دوں۔ اس کے بعد درد کی جگہ پر ہاتھ رکھا، اسے دبایا اور پھر چلے گئے۔

جب میں نے اپنی درد کی جگہ پر ہاتھ لگایا تو اس مرض کا نام ونشان تک باقی نہیں تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ سید باقی نے کہا: اس عنایت کے بعد میرے والد ہرن کے مانند ٹھیک ٹھاک اور چاق و چوبند تھے اور اس کے بعد انھیں کبھی فتق کے مرض کی تکلیف نہیں ہوئی۔

راوی اضافہ کرتے ہیں: یہ داستان ہر جگہ مشہور ہوگئی۔ میں نے یہ داستان اس

کے بیٹے کے علاوہ دوسروں سے بھی پوچھی ہے۔ انھوں نے بھی اسی طرح سے ہی بیان کی ہے"۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۶۵)

میں زمین کو عدل و انصاف سے بھر دوں گا

سَمِعْنَا شَيْخًا مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ يُقَالُ لَهُ: اَحْمَدُ بْنُ فَارِسٍ الأَدِيْبُ يَقُولُ: سَمِعْتُ بِهَمَدَانَ حِكَايَةً حَكَيْتُهَا كَمَا سَمِعْتُهَا لِبَعْضِ إِخْوَانِي۔ فَسَأَلَنِي أَنْ أُثْبِتَهَا لَهُ بِخَطِّي وَلَمْ أَجِدْ إِلَى مُخَالَفَتِهِ سَبِيْلًا، وَقَدْ كَتَبْتُهَا وَعُهْدَتُهَا إِلَى مَنْ حَكَاهَا۔

وَذٰلِكَ أَنَّ بِهَمَدَانَ نَاسًا يُعْرَفُوْنَ بِبَنِي رَاشِدٍ، وَهُمْ كُلُّهُمْ يَتَشَيَّعُوْنَ وَمَذْهَبُهُمْ مَذْهَبُ أَهْلِ الإِمَامَةِ۔

فَسَأَلْتُ عَنْ سَبَبِ تَشَيُّعِهِمْ مِنْ بَيْنِ أَهْلِ هَمَدَانَ۔

فَقَالَ لِي شَيْخٌ مِنْهُمْ رَأَيْتُ فِيْهِ صَلَاحًا وَسَمْتًا: إِنَّ سَبَبَ ذٰلِكَ أَنَّ جَدَّنَا الَّذِي نُنْسَبُ إِلَيْهِ خَرَجَ حَاجًّا۔

فَقَالَ: إِنَّهُ لَمَّا صَدَرَ مِنَ الْحَجِّ وَسَارُوا مَنَازِلَ فِي الْبَادِيَةِ ـ قَالَ: فَنَشِطْتُ فِي النُّزُوْلِ وَالْمَشْيِ، فَمَشَيْتُ طَوِيْلًا حَتّٰى أَعْيَيْتُ وَتَعِبْتُ وَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَنَامُ نَوْمَةً تُرِيْحُنِي فَإِذَا جَاءَ أَوَاخِرُ الْقَافِلَةِ قُمْتُ۔

قَالَ: فَمَا انْتَبَهْتُ إِلَّا بِحَرِّ الشَّمْسِ، وَلَمْ أَرَ أَحَدًا، فَتَوَحَّشْتُ وَلَمْ أَرَ طَرِيْقًا وَلَا أَثَرًا، فَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ

عَزَّوَجَلَّ وَقُلْتُ: أَسِيرُ حَيْثُ وَجَّهَنِي۔

وَمَشَيْتُ غَيْرَ طَوِيلٍ، فَوَقَعْتُ فِي أَرْضٍ خَضْرَاءَ نَضِرَةٍ كَأَنَّهَا قَرِيبَةُ عَهْدٍ بِغَيْثٍ، وَإِذَا تُرْبَتُهَا أَطْيَبُ تُرْبَةٍ، وَنَظَرْتُ فِي سَوَاءِ تِلْكَ الْأَرْضِ إِلَى قَصْرٍ يَلُوحُ كَأَنَّهُ سَيْفٌ۔

فَقُلْتُ: يَالَيْتَ شِعْرِي مَا هٰذَا الْقَصْرُ الَّذِي لَمْ أَعْهَدْهُ وَلَمْ أَسْمَعْ بِهِ؟!

فَقَصَدْتُهُ، فَلَمَّا بَلَغْتُ الْبَابَ رَأَيْتُ خَادِمَيْنِ أَبْيَضَيْنِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمَا۔

فَرَدَّا عَلَيَّ رَدًّا جَمِيلًا وَقَالَا: اجْلِسْ فَقَدْ أَرَادَ اللهُ بِكَ خَيْرًا۔

وَقَامَ أَحَدُهُمَا فَدَخَلَ وَاحْتَبَسَ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: قُمْ فَادْخُلْ!

فَدَخَلْتُ قَصْرًا لَمْ أَرَ بِنَاءً أَحْسَنَ مِنْ بِنَائِهِ، وَلَا أَضْوَأَ مِنْهُ، وَتَقَدَّمَ الْخَادِمُ إِلَى سِتْرٍ عَلَى بَيْتٍ، فَرَفَعَهُ ثُمَّ قَالَ لِي: ادْخُلْ!

فَدَخَلْتُ الْبَيْتَ، فَإِذَا فَتًى جَالِسٌ فِي وَسَطِ الْبَيْتِ، وَقَدْ عُلِّقَ عَلَى رَأْسِهِ مِنَ السَّقْفِ سَيْفٌ طَوِيلٌ تَكَادُ ظُبَتُهُ تَمَسُّ رَأْسَهُ، وَالْفَتَى بَدْرٌ يَلُوحُ فِي ظَلَامٍ، فَسَلَّمْتُ۔

فَرَدَّ السَّلَامَ بِأَلْطَفِ الْكَلَامِ وَأَحْسَنِهِ۔ ثُمَّ قَالَ لِي: أَتَدْرِي مَنْ أَنَا؟

فَقُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ۔

فَقَالَ: أَنَا الْقَائِمُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عليه السلام، أَنَا الَّذِي أَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ بِهٰذَا السَّيْفِ۔

وَأَشَارَ إِلَيْهِ ـ فَأَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا وَقِسْطًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا۔

فَسَقَطْتُ عَلَى وَجْهِي وَتَعَفَّرْتُ۔

فَقَالَ: لَا تَفْعَلْ ارْفَعْ رَأْسَكَ، أَنْتَ فُلَانٌ مِنْ مَدِينَةٍ بِالْجَبَلِ يُقَالُ لَهَا: هَمَدَانُ۔

قُلْتُ: صَدَقْتَ يَا سَيِّدِي وَمَوْلَايَ!

قَالَ: فَتُحِبُّ أَنْ تَئُوبَ إِلَى أَهْلِكَ؟

قُلْتُ: نَعَمْ يَا سَيِّدِي! وَأُبَشِّرُهُمْ بِمَا أَتَاحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِي۔

فَأَوْمَأَ إِلَى الْخَادِمِ، فَأَخَذَ بِيَدِي وَنَاوَلَنِي صُرَّةً وَخَرَجَ وَمَشَى مَعِي خُطُوَاتٍ فَنَظَرْتُ إِلَى ظِلَالٍ وَأَشْجَارٍ وَمَنَارَةِ مَسْجِدٍ فَقَالَ: أَتَعْرِفُ هٰذَا الْبَلَدَ؟

قُلْتُ: إِنَّ بِقُرْبِ بَلَدِنَا بَلْدَةً تُعْرَفُ بِأَسْتَابَادَ وَهِيَ تُشْبِهُهَا۔

قَالَ: فَقَالَ: هٰذِهِ أَسْتَابَادُ امْضِ رَاشِدًا۔

فَالْتَفَتُّ فَلَمْ أَرَهُ وَدَخَلْتُ أَسْتَابَادَ، وَ إِذَا فِي الصُّرَّةِ أَرْبَعُونَ أَوْ خَمْسُونَ دِينَارًا فَوَرَدْتُ هَمَدَانَ وَجَمَعْتُ أَهْلِي وَبَشَّرْتُهُمْ بِمَا أَتَاحَ اللّٰهُ لِي وَيَسَّرَهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ نَزَلْ بِخَيْرٍ

مَا بَقِیَ مَعَنَا مِنْ تِلْکَ الدَّنَانِیْرِ۔

"ایک بزرگ محدث بنام احمد بن فارس ادیب کہتے ہیں: میں نے ہمدان میں ایک واقعہ سنا تھا۔ پھر میں نے اسے ایک دینی برادر کے سامنے نقل کیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں اسے اپنے ہاتھ سے تحریر کروں۔ چونکہ میں اس کی خواہش سے انکار نہیں سکتا تھا لہٰذا مجبوراً میں نے اسے لکھا۔ اس کے بعد میں نے اس شخص کے پاس بھیجا جس نے اسے پہلی بار نقل کیا تھا۔

داستان یوں ہے: ہمدان میں بنی راشد نام کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ وہ تمام لوگ شیعہ اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے مذہب کے پیروکار تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کس دلیل کی بنا پر ہمدان کے لوگوں میں سے فقط وہی شیعہ ہیں؟ ان کے ایک بزرگ جو صالح اور خیر خواہ نظر آ رہا تھا، نے کہا: ہمارے شیعہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے جد راشد جن کے نام پر یہ قبیلہ ہے حج بیت اللہ بجالانے کے لیے گئے تھے، حج سے واپس آنے کے بعد انھوں نے یوں نقل کیا ہے: حج سے واپسی کے بعد ہم نے کچھ منزلوں کا سفر بیابان میں کاروان کے ہم راہ کیا۔ میں چاہتا تھا کہ اُونٹ سے نیچے اُتروں اور کچھ دیر پیدل چلوں، لہٰذا میں اُونٹ سے اترا اور کچھ دیر کے لیے پیدل چلتا رہا، جس کی وجہ سے میں شدید تھک گیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا کہ تھوڑی دیر کے لیے سو جاتا ہوں، جب کاروان پیچھے سے پہنچے گا تو اُٹھ جاؤں گا۔ لیکن میں اس قدر سویا کہ آفتاب کی گرمی نے مجھے بیدار کیا۔ جب میں نیند سے اٹھا تو دیکھا کہ وہاں پر کوئی بھی نہیں ہے لہٰذا میں ڈر گیا۔ مجھے راستے کا بھی پتہ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی نشانات باقی تھے۔ مجبوراً میں نے خدا پر توکل کیا اور اپنے آپ سے کہا کہ خدا جس طرف چاہے گا، چلا جاؤں گا۔

ابھی میں نے کوئی زیادہ سفر طے نہیں کیا تھا کہ ایک سرسبز و شاداب سرزمین دیکھی، گویا ابھی ابھی تازہ بارش برسی ہو اور بہترین خوش بو اٹھ رہی تھی۔ اس سرزمین کے وسط میں، میں نے ایک محل دیکھا جو تلوار کی طرح چمک رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: کاش! میں اس محل کے بارے میں جانتا جس کی طرح میں نے آج تک نہ دیکھا ہے اور نہ ہی سنا ہے؟ میں اس محل کی جانب گیا۔ جب میں دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ وہاں پر گورے چٹے دو خادم کھڑے ہیں۔ میں نے انھیں سلام کیا۔ انھوں نے خوب صورت انداز میں مجھے جواب دیا اور کہا: بیٹھ جاؤ! خداوند عالم نے تمھارے لیے خیر اور اچھائی کا ارادہ کیا ہے۔

اس کے بعد ان میں سے ایک اٹھا اور محل کے اندر داخل ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلا تو مجھ سے کہا: اٹھیں اور محل کے اندر تشریف لے جائیں۔

جب میں محل میں داخل ہوا تو وہ انتہائی خوب صورت محل تھا اور اس میں روشنی کا بہترین انتظام تھا، میں نے آج تک اس کے مانند کوئی محل نہیں دیکھا تھا۔ خادم آگے بڑھا، کمرے کا پردہ اوپر کیا اور مجھ سے کہا کہ اندر چلے جاؤ۔

جب میں کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ کمرے کے درمیان میں ایک خوب صورت جوان تشریف فرما تھے، ایک بڑی سی تلوار ان کے سر کے اوپر لٹک رہی تھی، وہ جوان رات میں چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہے تھے۔ میں نے انھیں سلام کیا۔

انھوں نے بھی لطیف ترین کلام اور بہترین انداز میں جواب دیا پھر فرمایا: تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟

میں نے عرض کیا: نہیں! خدا کی قسم۔

انھوں نے فرمایا: میں قائم آل محمدؐ ہوں۔

اس کے بعد لٹکی ہوئی تلوار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: میں وہی ہوں جو آخری زمانے میں اس تلوار کے ساتھ قیام کروں گا، اور زمین کو عدل و انصاف سے یوں بھر دوں گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔ میں یہ منظر دیکھنے کے بعد زمین پر گر گیا اور اپنا چہرہ خاک پر رگڑا۔

آپؑ نے فرمایا: ایسا مت کرو، اپنا سر اوپر کرو۔

پھر آپؑ نے فرمایا: تم ھمدان کے رہنے والے فلاں شخص نہیں ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں! اے میرے آقا و مولا۔

آپؑ نے فرمایا: کیا آپ اپنے خاندان کی طرف جانا پسند کرو گے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں میرے آقا! میں اپنے خاندان کے ہاں جانا چاہتا ہوں اور جو کچھ خدا نے مجھے عنایت کیا ہے، اپنے خاندان کو اس کی خوش خبری دینا چاہتا ہوں۔

اس دوران آپؑ نے اپنے دست مبارک سے خادم کی طرف اشارہ کیا، اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک تھیلی دی۔ ہم باہر نکلے۔ ہم ابھی کچھ ہی قدم چلے تھے کہ اچانک میری نگاہ درختوں کے سائے اور مسجد کے مینار پر پڑی۔

خادم نے کہا: اس شہر کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا: ہمارے شہر کے نزدیک ایک شہر بنام "استا آباد" ہے یہ شہر اس شہر کے مشابہ ہے۔ ①

اس نے کہا: یہ وہی "استا آباد" ہے۔ اب جاؤ تم اپنے گھر پہنچ چکے ہو۔ جب میں نے اپنے گھر کی طرف دیکھا تو اس شخص کو نہ پایا۔ لہٰذا میں استا آباد میں داخل ہوا۔ تھیلی کا منہ کھولا، دیکھا تو اس میں چالیس یا پچاس دینار تھے۔ میں وہاں سے ھمدان

---

① علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: میرا احتمال یہ ہے کہ "استا آباد" سے مراد وہی شہر ہے جو آج "اسد آباد" کے نام سے معروف ہے۔

آیا، اپنے خاندان کو اکٹھا کیا اور جو کچھ میں نے دیکھا اور خدا نے مجھے عطا فرمایا تھا، سب کے سامنے نقل کیا۔ جب تک وہ دینار میرے پاس رہے، ہمیشہ میرے اوپر خیر و برکت کی بارش ہوتی رہی"۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۴۰)

میرے آقا! ایک سال ہو گیا ہے میں اُٹھ نہیں سکتا

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِي رحمہ اللہ: وَمِنْ ذٰلِكَ بِتَارِيخِ صَفَرٍ لِسَنَةِ سَبْعِمِائَةٍ وَتِسْعٍ وَخَمْسِينَ حَكَى لِيَ الْمَوْلَى الْأَجَلُّ الْأَمْجَدُ الْعَالِمُ الْفَاضِلُ الْقُدْوَةُ الْكَامِلُ الْمُحَقِّقُ الْمُدَقِّقُ مَجْمَعُ الْفَضَائِلِ وَمَرْجِعُ الْأَفَاضِلِ افْتِخَارُ الْعُلَمَاءِ فِي الْعَالَمِينَ كَمَالُ الْمِلَّةِ وَالدِّينِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْعُمَانِيِّ وَكَتَبَ بِخَطِّهِ الْكَرِيمِ عِنْدِي مَا صُورَتُهُ:

قَالَ الْعَبْدُ الْفَقِيرُ إِلَى رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْقُبَائِقِيُّ:

إِنِّي كُنْتُ أَسْمَعُ فِي الْحِلَّةِ السَّيْفِيَّةِ حَمَاهَا اللهُ تَعَالَى: أَنَّ الْمَوْلَى الْكَبِيرَ الْمُعَظَّمَ جَمَالَ الدِّينِ بْنَ الشَّيْخِ الْأَجَلِّ الْأَوْحَدِ الْفَقِيهِ الْقَارِي نَجْمِ الدِّينِ جَعْفَرِ بْنِ الزهدری كَانَ بِهِ فَالِجٌ۔

فَعَالَجَتْهُ جَدَّتُهُ لِأَبِيهِ بَعْدَ مَوْتِ أَبِيهِ بِكُلِّ عِلَاجٍ لِلْفَالِجِ، فَلَمْ يَبْرَأْ۔

فَأَشَارَ عَلَيْهَا بَعْضُ الْأَطِبَّاءِ بِبَغْدَادَ۔ فَأَحْضَرَتْهُمْ

فَعَالَجُوهُ زَمَانًا طَوِيْلًا۔ فَلَمْ يَبْرَأْ۔

وَقِيْلَ لَهَا: أَلَا تُبِيِّتِيْنَهُ تَحْتَ الْقُبَّةِ الشَّرِيْفَةِ بِالْحِلَّةِ الْمَعْرُوْفَةِ بِمَقَامِ صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام لَعَلَّ اللهَ تَعَالٰى يُعَافِيْهِ وَيُبْرِئُهُ؟!

فَفَعَلَتْ وَبَيَّتَتْهُ تَحْتَهَا، وَإِنَّ صَاحِبَ الزَّمَانِ عليه السلام أَقَامَهُ وَأَزَالَ عَنْهُ الْفَالِجَ۔

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ حَصَلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ صُحْبَةٌ حَتّٰى كُنَّا لَمْ نَكَدْ نَفْتَرِقُ وَكَانَ لَهُ دَارُ الْمَعْشَرَةِ يَجْتَمِعُ فِيْهَا وُجُوْهُ أَهْلِ الْحِلَّةِ وَشَبَابُهُمْ وَأَوْلَادُ الْأَمَاثِلِ مِنْهُمْ۔

فَاسْتَحْكَيْتُهُ عَنْ هٰذِهِ الْحِكَايَةِ۔

فَقَالَ لِيْ: إِنِّيْ كُنْتُ مَفْلُوْجًا وَعَجَزَ الْأَطِبَّاءُ عَنِّيْ وَحَكٰى لِيْ مَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ مُسْتَفَاضًا فِي الْحِلَّةِ مِنْ قَضِيَّتِهِ، وَأَنَّ الْحُجَّةَ صَاحِبَ الزَّمَانِ عليه السلام قَالَ لِيْ: وَقَدْ أَبَاتَتْنِيْ جَدَّتِيْ تَحْتَ الْقُبَّةِ: قُمْ!

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِيْ! لَا أَقْدِرُ إِلَى الْقِيَامِ مُنْذُ سَنَتِيْ۔

فَقَالَ: قُمْ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالٰى۔

وَأَعَانَنِيْ عَلَى الْقِيَامِ، فَقُمْتُ وَزَالَ عَنِّي الْفَالِجُ، وَانْطَبَقَ عَلَيَّ النَّاسُ حَتّٰى كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ، وَأَخَذُوْا مَا كَانَ عَلَيَّ مِنَ الثِّيَابِ تَقْطِيْعًا وَتَنْتِيْفًا يَتَبَرَّكُوْنَ فِيْهَا، وَكَسَانِي النَّاسُ مِنْ ثِيَابِهِمْ، وَرُحْتُ إِلَى الْبَيْتِ وَلَيْسَ بِيْ

أَثَرُ الْفَالِجِ وَبَعَثْتُ إِلَى النَّاسِ ثِيَابَهُمْ۔
وَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يَحْكِي ذٰلِكَ لِلنَّاسِ وَلِمَنْ يَسْتَحْكِيهِ
مِرَارًا حَتّٰى مَاتَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔

"علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تحریر کرتے ہیں: عالم فاضل، پیش وائے کامل، محقق مدقق، مجمع الفضائل، مرجع الافاضل، عالمین میں افتخار العلماء، کمال الملۃ والدین عبد الرحمن عمانی نے ماہ صفر ۷۵۹ ہجری میں میرے سامنے ایک حکایت نقل کی ہے؛ پھر اسے میرے لیے تحریر بھی کیا۔ اب بھی ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر میرے پاس موجود ہے، وہ حکایت کچھ اس طرح سے ہے۔

خداوند عالم کی بارگاہ کا محتاج بندہ عبد الرحمن بن ابراہیم قبانقی کہتا ہے: میں نے اپنے شہر حلہ میں سنا کہ شیخ بزرگوار و فقیہ نجم الدین جعفری بن زہدری کے فرزند مولا بزرگوار معظم جمال الدین کو فالج ہو گیا تھا۔ ان کے پدر بزرگوار کی رحلت کے بعد ان کی دادی نے ان کا بہت زیادہ علاج معالجہ کرایا، لیکن کوئی اثر نہیں ہوا۔ بعض لوگوں نے ان کی دادی سے کہا: ان کے علاج کے لیے بغداد کے طبیبوں سے مشورہ کریں۔

انھوں نے بغداد کے اطباء کو بلایا، انھوں نے بھی طویل مدت تک ان کا علاج و معالجہ کیا، لیکن وہ صحت یاب نہ ہو سکے۔ کافی عرصہ گزر جانے کے بعد انھوں نے ان کی دادی سے کہا: ایک رات انھیں اس قبہ شریف میں رکھیں جو حلہ میں مقام صاحب الزمانؑ کے نام سے معروف ہے، شاید خداوند انھیں شفا عنایت فرما دے۔ ان کی دادی انھیں اسی مقام پر لے گئی اور انھیں اسی جگہ پر حضرت صاحب الزمانؑ کے ہاتھوں سے شفا ملی اور ان کا مرض ختم ہو گیا۔

کچھ عرصہ کے بعد میرے اور ان کے درمیان دوستی قائم ہو گئی۔ دوستی اس قدر

یکی تھی کہ ہم بہت کم ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے۔ ان کا ایک گھر تھا جہاں پر حلہ کی محترم شخصیات اور اشراف کی اولاد و جوان اکٹھے ہوتے اور آپس میں گفتگو کرتے تھے۔ میں نے ان سے اس داستان کے بارے میں اس مقام پر سوال کیا۔

انھوں نے بتایا: میں فالج کے حملے کی وجہ سے مفلوج ہو چکا تھا، اطباء میرا علاج کرنے سے عاجز آ گئے تھے اور مجھے جواب دے دیا تھا۔

اس کے بعد داستان کو اسی طرح سے نقل کیا کہ جو میں نے شہر حلہ کے لوگوں سے متعدد بار سنی تھی۔ یہاں پر پہنچ کر انھوں نے کہا: جب میری دادی محترمہ مجھے مقام صاحب الزمان علیہ السلام پر لائیں تو ہم نے ایک رات وہاں پر گزاری۔ میں نے اچانک دیکھا کہ امام عصر تشریف لائے اور آپؑ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا: میرے آقا! ایک سال بیت چکا ہے میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آپؑ نے فرمایا: خدا کے ارادہ سے اٹھو۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور کھڑا ہونے میں میری مدد کی۔ میں کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بیماری کا کوئی نام و نشان تک باقی نہیں ہے۔

جب لوگ اس واقعہ سے آگاہ ہوئے اور مجھے صحیح سالم دیکھا تو میرے اوپر یوں اکٹھے ہوئے۔ قریب تھا کہ میں اللہ کو پیارا ہو جاتا۔ انھوں نے میرا سارا لباس ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور بطور تبرک لے گئے۔ میرے لیے ایک اور لباس لا کر مجھے پہنایا گیا۔ اس کے بعد میں گھر کی طرف روانہ ہوا جب کہ میرے بدن پر فالج کا کوئی نام و نشان تک نہیں تھا۔ میں نے اپنا لباس تبدیل کیا اور وہ لباس اس کے مالک کو بھیج دیا۔

راوی اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: میں نے یہ حکایت متعدد بار ان کی زندگی میں ان سے سنی ہے۔ بعض دفعہ انھوں نے میرے لیے نقل اور بعض دفعہ لوگوں کے پوچھنے پر ان کے سامنے بیان کی"۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۷۵)

اگر کوئی نشانی قبول نہ کرے اور دوسری دلیل مانگے تو کیا کروں؟

أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّازِيُّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي سَوْرَةَ وَهُوَ
مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ التَّمِيمِيُّ، وَكَانَ زَيْدِيًّا
قَالَ: سَمِعْتُ هٰذِهِ الْحِكَايَةَ مِنْ جَمَاعَةٍ يَرْوُونَهَا عَنْ أَبِي
ؒ أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الْحَيْرِ قَالَ: فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْحَيْرِ إِذَا
شَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ يُصَلِّي۔

ثُمَّ إِنَّهُ وَدَّعَ وَوَدَّعْتُ وَخَرَجْنَا فَجِئْنَا إِلَى الْمَشْرَعَةِ فَقَالَ
لِي: يَا أَبَا سَوْرَةَ! أَيْنَ تُرِيدُ؟

فَقُلْتُ: الْكُوفَةَ۔

فَقَالَ لِي: مَعَ مَنْ؟

قُلْتُ: مَعَ النَّاسِ۔

قَالَ لِي: لَا تُرِيدُ نَحْنُ جَمِيعًا نَمْضِي؟

قُلْتُ: وَمَنْ مَعَنَا؟

فَقَالَ: لَيْسَ نُرِيدُ مَعَنَا أَحَدًا۔

قَالَ: فَمَشَيْنَا لَيْلَتَنَا، فَإِذَا نَحْنُ عَلَى مَقَابِرِ مَسْجِدِ
السَّهْلَةِ، فَقَالَ لِي: هُوَ ذَا مَنْزِلُكَ۔

فَإِنْ شِئْتَ فَامْضِ!

ثُمَّ قَالَ لِي: تَمُرُّ إِلَى ابْنِ الزُّرَارِيِّ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى فَتَقُولُ
لَهُ: يُعْطِيكَ الْمَالَ الَّذِي عِنْدَهُ؟

فَقُلْتُ لَهُ: لَا يَدْفَعُهُ إِلَيَّ۔

فَقَالَ لِي: قُلْ لَهُ بِعَلَامَةِ أَنَّهُ كَذَا وَكَذَا دِينَارًا ، وَكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا ، وَهُوَ فِي مَوْضِعِ كَذَا، وَكَذَا وَعَلَيْهِ كَذَا وَكَذَا مُغَطًّى۔

فَقُلْتُ لَهُ: وَمَنْ أَنْتَ؟

قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ۔

قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَقْبَلْ مِنِّي وَطُولِبْتُ بِالدَّلَالَةِ؟

فَقَالَ: أَنَا وَرَاكَ۔

قَالَ: فَجِئْتُ إِلَى ابْنِ الزُّرَارِيِّ فَقُلْتُ لَهُ، فَدَفَعَنِي۔

فَقُلْتُ لَهُ: الْعَلَامَاتِ الَّتِي قَالَ لِي وَقُلْتُ لَهُ قَدْ قَالَ لِي: أَنَا وَرَاكَ۔

فَقَالَ: لَيْسَ بَعْدَ هَذَا شَيْءٌ۔

وَقَالَ: لَمْ يَعْلَمْ بِهَذَا إِلَّا اللّٰهُ تَعَالَى وَدَفَعَ إِلَيَّ الْمَالَ۔

وَفِي حَدِيثٍ آخَرَ عَنْهُ وَزَادَ فِيهِ:

قَالَ أَبُو سَوْرَةَ: فَسَأَلَنِي الرَّجُلُ عَنْ حَالِي۔

فَأَخْبَرْتُهُ بِضِيقَتِي وَبِعَيْلَتِي ، فَلَمْ يَزَلْ يُمَاشِينِي حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّوَاوِيسِ فِي السَّحَرِ، فَجَلَسْنَا ثُمَّ حَفَرَ بِيَدِهِ ، فَإِذَا الْمَاءُ قَدْ خَرَجَ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

ثُمَّ قَالَ لِي: امْضِ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى ، فَاقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ الرَّجُلُ: ادْفَعْ إِلَى أَبِي سَوْرَةَ مِنَ السَّبْعِمِائَةِ دِينَارٍ الَّتِي مَدْفُونَةٌ فِي مَوْضِعِ

كَذَا وَكَذَا مِائَةَ دِينَارٍ.

وَإِنِّي مَضَيْتُ مِنْ سَاعَتِي إِلَى مَنْزِلِهِ، فَدَقَقْتُ الْبَابَ.

فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟

فَقُلْتُ: قُولِي لِأَبِي الْحَسَنِ: هَذَا أَبُو سَوْرَةَ.

فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَا لِي وَلِأَبِي سَوْرَةَ؟

ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْخَبَرَ.

فَدَخَلَ وَأَخْرَجَ إِلَيَّ مِائَةَ دِينَارٍ، فَقَبَضْتُهَا.

فَقَالَ لِي: صَافَحْتَهُ؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ.

فَأَخَذَ يَدِي فَوَضَعَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ وَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ.

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ: وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْخَبَرُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَعْفَرِيِّ وَعَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ بِشْرٍ الْخَزَّازِ وَغَيْرِهِمَا وَهُوَ مَشْهُورٌ عِنْدَهُمْ.

"احمد بن ابی سورہ یعنی شیخ محمد بن حسن بن عبداللہ تمیمی زیدی المذہب تھا، وہ کہتا ہے: میں نے یہ حکایت بہت سے لوگوں سے سنی ہے کہ وہ میرے باپ سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کے والد نے کہا: ایک دن میں نے حائر حسینی۔ یعنی کربلا معلی۔ جانے کا ارادہ کیا۔ جب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے حرم میں داخل ہوا تو اچانک میں نے ایک خوب صورت جوان کو دیکھا جو نماز میں مشغول تھے۔ وہ نماز پڑھنے کے بعد وہاں سے چلے گئے، میں بھی وہاں سے چلا، دونوں اکٹھے حرم سے باہر نکلے اور ہم نہر کی طرف گئے تو جوان نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

اے ابو سورہ! کہاں جانا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: کوفہ جانا چاہتا ہوں۔

انھوں نے کہا: کس کے ہمراہ جانا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: لوگوں کے ہمراہ۔

انھوں نے فرمایا: تم نہیں چاہتے کہ ہم اکٹھے جائیں؟

میں نے عرض کیا: ہمارے ساتھ اور کون ہوگا۔

انھوں نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ ہمارے ساتھ کوئی اور آئے۔

ہم رات کے وقت وہاں سے اکٹھے روانہ ہوئے اور مسجد سہلہ کی قبروں تک پہنچے، تو انھوں نے فرمایا: یہ تمھارا گھر ہے، اگر چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ اس کے بعد فرمایا: ابن رازی، علی ابن یحییٰ کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ جو اموال اس کے پاس ہیں وہ تمھیں دے دے۔

میں نے عرض کیا: وہ کسی نشانی کے بغیر اموال مجھے نہیں دے گا۔

انھوں نے فرمایا: نشانی یہ ہے کہ اس قدر دینار اس نے فلاں جگہ پر رکھے ہوئے ہیں، ان کے اوپر فلاں چیز رکھی ہوئی ہے اور وہ فلاں چیز میں لپیٹے ہوئے ہیں۔ وہ اموال تمھیں دے دے گا۔

میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟

انھوں نے فرمایا: میں محمد بن حسن ہوں۔

میں نے عرض کیا: اگر وہ یہ نشانیاں قبول نہ کرے اور کوئی دوسری دلیل مانگے تو کیا کروں؟

انھوں نے فرمایا: میں تمھارے پیچھے ہوں۔

میں ابن رازی کے پاس گیا، اس سے اُموال مانگے، لیکن اس نے وہ اُموال مجھے نہ دیئے۔ میں نے کہا: اس شخص نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ یہی ہیں جو تمھیں بتا چکا ہوں اور انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر تم نے قبول نہ کیا تو میں تمھارے پیچھے ہوں۔ اس نے کہا: اس نشانی سے زیادہ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ خداوند متعال کے علاوہ کسی کو ان اُموال کی کوئی خبر نہیں تھی۔ پھر اس نے وہ اُموال مجھے دے دیئے۔

دوسری روایت میں یوں نقل ہوا ہے کہ ابوسورہ نے کہا: اس شخص نے میری احوال پرسی کی تو میں نے جواب دیا کہ بال بچوں والا ہوں اور تنگ دست ہوں۔ ہم نے اکٹھے سفر شروع کیا اور صبح کے وقت ہم "نواویس" پہنچے۔ انھوں نے ہاتھ سے زمین کھودی، اچانک زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوا، انھوں نے وضو کیا اور تیرہ رکعت نماز بجالائی۔ پھر مجھ سے کہا: ابوالحسن علی بن یحییٰ کے ہاں جاؤ، اسے سلام پہنچاؤ اور کہو کہ وہ شخص کہتا ہے: سات سو دینار جو تم نے فلاں جگہ پر رکھے ہوئے ہیں، ان میں سے سو دینار ابوسورہ کو دو۔

میں اسی وقت ابوالحسن علی بن یحییٰ کے گھر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ پوچھا: کون ہو؟ میں نے کہا: ابوالحسن سے کہو کہ ابوسورہ آیا ہے۔

میں نے دروازے کے پیچھے سے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے ابوسورہ سے کیا کام ہے؟ اس کے بعد وہ گھر سے باہر آیا اور میں نے اسے پیغام پہنچایا۔

وہ اندر گیا اور سو دینار لا کر مجھے دیے، میں نے دینار لیے۔ پھر اس نے پوچھا: کیا تم نے اس شخص سے ہاتھ ملایا ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

اس نے میرا ہاتھ پکڑا، اپنی آنکھوں پر رکھا اور چہرہ پر ملا۔

احمد بن علی کہتے ہیں: یہ روایت محمد بن علی جعفری، عبداللہ بن حسن بن بشر خزاز اور کچھ دوسرے راویوں سے بھی نقل ہوئی ہے اور ان کے نزدیک مشہور بھی ہے"۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱۵)

اے عربوں کی آبرو! میں تشنہ ہوں!

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِي رحمه الله: وَمِنْ ذٰلِكَ مَا صَحَّتْ لِي رِوَايَتُهُ عَنِ السَّيِّدِ الزَّاهِدِ الْفَاضِلِ رَضِيِّ الْمِلَّةِ وَالْحَقِّ وَالدِّيْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ طَاوُسٍ الْحَسَنِيِّ رحمه الله فِي كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى ﴿رَبِيْعِ الْأَلْبَابِ﴾ قَالَ: رَوٰى لَنَا حَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَشَخْصٌ مِنْ نَاحِيَةِ الْكُوفَةِ يُقَالُ لَهُ: عَمَّارٌ مَرَّةً عَلَى الطَّرِيْقِ ﴿الحماليه﴾ مِنْ سَوَادِ الْكُوفَةِ، فَتَذَاكَرْنَا أَمْرَ الْقَائِمِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عليهم السلام۔

فَقَالَ لِي: يَا حَسَنُ! أُحَدِّثُكَ بِحَدِيْثٍ عَجِيْبٍ۔

فَقُلْتُ لَهُ: هَاتِ مَا عِنْدَكَ۔

قَالَ: جَاءَتْ قَافِلَةٌ مِنْ طَيٍّ يَكْتَالُوْنَ مِنْ عِنْدِنَا مِنَ الْكُوفَةِ، وَكَانَ فِيْهِمْ رَجُلٌ وَسِيْمٌ وَهُوَ زَعِيْمُ الْقَافِلَةِ۔

فَقُلْتُ لِمَنْ حَضَرَ: هَاتِ الْمِيْزَانَ مِنْ دَارِ الْعَلَوِيِّ!

فَقَالَ الْبَدَوِيُّ: وَعِنْدَكُمْ هُنَا عَلَوِيٌّ؟

فَقُلْتُ: يَا سُبْحَانَ اللهِ! مُعْظَمُ الْكُوفَةِ عَلَوِيُّونَ۔

فَقَالَ الْبَدَوِيُّ: الْعَلَوِيَّ وَاللهِ تَرَكْتُهُ وَرَائِي فِي الْبَرِّيَّةِ فِي بَعْضِ الْبُلْدَانِ۔

فَقُلْتُ: فَكَيْفَ خَبَرُهُ؟

قَالَ: فَرَرْنَا فِي نَحْوِ ثَلَاثِ مِائَةِ فَارِسٍ أَوْ دُونَهَا، فَبَقِينَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِلَا زَادٍ وَاشْتَدَّ بِنَا الْجُوعُ۔

فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: دَعُونَا نَرْمِ السَّهْمَ عَلَى بَعْضِ الْخَيْلِ نَأْكُلُهَا۔

فَاجْتَمَعَ رَأْيُنَا عَلَى ذٰلِكَ، وَرَمَيْنَا بِسَهْمٍ، فَوَقَعَ عَلَى فَرَسِي۔

فَغَلَّطْتُهُمْ وَقُلْتُ: مَا أَقْنَعُ۔

فَعُدْنَا بِسَهْمٍ آخَرَ، فَوَقَعَ عَلَيْهَا أَيْضًا۔

فَلَمْ أَقْبَلْ وَقُلْتُ: نَرْمِي بِثَالِثٍ۔

فَرَمَيْنَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا أَيْضًا، وَكَانَتْ عِنْدِي تُسَاوِي أَلْفَ دِينَارٍ، وَهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ وَلَدِي، فَقُلْتُ: دَعُونِي أَتَزَوَّدْ مِنْ فَرَسِي بِمِشْوَارٍ فَإِلَى الْيَوْمِ مَا أَجِدُ لَهَا غَايَةً۔

فَرَكَضْتُهَا إِلَى رَابِيَةٍ بَعِيدَةٍ مِنَّا قَدْرَ فَرْسَخٍ، فَمَرَرْتُ بِجَارِيَةٍ تَحْطِبُ تَحْتَ الرَّابِيَةِ، فَقُلْتُ: يَا جَارِيَةُ! مَنْ أَنْتِ؟ وَمَنْ أَهْلُكِ؟

قَالَتْ: أَنَا لِرَجُلٍ عَلَوِيٍّ فِي هٰذَا الْوَادِي۔

وَمَضَتْ مِنْ عِنْدِي، فَرَفَعْتُ مِئْزَرِي عَلَى رُمْحِي وَأَقْبَلْتُ

إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ لَهُمْ: أَبْشِرُوا بِالْخَيْرِ النَّاسُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ لِي هٰذَا الْوَادِي۔

فَمَضَيْنَا فَإِذَا بِخَيْمَةٍ فِي وَسَطِ الْوَادِي، فَطَلَعَ إِلَيْنَا مِنْهَا رَجُلٌ صَبِيحُ الْوَجْهِ أَحْسَنُ مَنْ يَكُونُ مِنَ الرِّجَالِ ذُؤَابَتُهُ إِلَى سُرَّتِهِ، وَهُوَ يَضْحَكُ وَيُحَيِّيْنَا بِالتَّحِيَّةِ۔

فَقُلْتُ لَهُ: يَا وَجْهَ الْعَرَبِ! الْعَطَشُ!

فَنَادَى: يَا جَارِيَةُ! هَاتِ مِنْ عِنْدِكِ الْمَاءَ۔

فَجَاءَتِ الْجَارِيَةُ وَمَعَهَا قَدَحَانِ فِيهِمَا مَاءٌ، فَتَنَاوَلَ مِنْهُمَا قَدَحًا وَوَضَعَ يَدَهُ فِيهِ وَنَاوَلَنَا إِيَّاهُ، وَكَذٰلِكَ فَعَلَ بِالْآخَرِ، فَشَرِبْنَا عَنْ أَقْصَانَا مِنَ الْقَدَحَيْنِ، وَرَجَعْنَا عَلَيْنَا وَمَا نَقَصَتِ الْقَدَحَانِ۔

فَلَمَّا رَوِيْنَا قُلْنَا لَهُ: الْجُوعُ يَا وَجْهَ الْعَرَبِ!

فَرَجَعَ بِنَفْسِهِ وَدَخَلَ الْخَيْمَةَ وَأَخْرَجَ بِيَدِهِ مِنْسَفَةً فِيهَا زَادٌ وَوَضَعَهُ وَقَدْ وَضَعَ يَدَهُ فِيهِ وَقَالَ: يَجِيءُ مِنْكُمْ عَشَرَةٌ عَشَرَةٌ۔

فَأَكَلْنَا جَمِيعًا مِنْ تِلْكَ الْمِنْسَفَةِ ـ وَاللّٰهِ، يَا فُلَانُ! مَا تَغَيَّرَتْ وَلَا نَقَصَتْ۔

فَقُلْنَا: نُرِيدُ الطَّرِيقَ الْفُلَانِيَّ!

فَقَالَ: هَا ذَاكَ دَرْبُكُمْ۔

وَ أَوْمَا لَنَا إِلَى مَعْلَمٍ، وَمَضَيْنَا فَلَمَّا بَعُدْنَا عَنْهُ قَالَ

بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: أَنْتُمْ خَرَجْتُمْ عَنْ أَهْلِكُمْ لِكَسْبٍ وَالْمَكْسَبُ قَدْ حَصَلَ لَكُمْ۔

فَنَهَى بَعْضُنَا بَعْضًا وَأَمَرَ بَعْضُنَا بِهِ۔

ثُمَّ اجْتَمَعَ رَأْيُنَا عَلَى أَخْذِهِمْ۔

فَرَجَعْنَا فَلَمَّا رَآنَا رَاجِعِيْنَ شَدَّ وَسَطَهُ بِمِنْطَقَتِهِ، وَأَخَذَ سَيْفًا فَتَقَلَّدَ بِهِ، وَأَخَذَ رُمْحَهُ وَرَكِبَ فَرَسًا أَشْهَبَ وَالْتَقَانَا وَقَالَ: لَا تَكُونَ أَنْفُسُكُمُ الْقَبِيْحَةُ دَبَّرَتْ لَكُمُ الْقَبِيْحَ۔

فَقُلْنَا: هُوَ كَمَا ظَنَنْتَ وَرَدَدْنَا عَلَيْهِ رَدًّا قَبِيْحًا۔

فَزَعَقَ بِزَعَقَاتٍ ، فَمَا رَأَيْنَا اِلَّا مَنْ دَخَلَ قَلْبَهُ الرُّعْبُ، وَوَلَّيْنَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ مُنْهَزِمِيْنَ۔

فَخَطَّ خَطَّةً بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَقَالَ:

وَحَقِّ جَدِّي رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، لَا يَعْبُرُنَّهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ اِلَّا ضَرَبْتُ عُنُقَهُ۔ فَرَجَعْنَا وَاللهِ عَنْهُ بِالرَّغْمِ مِنَّا، هَاذَاكَ الْعَلَوِيُّ هُوَ حَقًّا هُوَ وَاللهِ لَا مَا هُوَ مِثْلُ هٰؤُلَاءِ۔

"جناب علامہ مجلسیؒ تحریر کرتے ہیں: وہ داستانیں جو زاہد و فاضل سید رضی الدین علی بن محمد بن جعفر بن طاؤس حسنیؒ نے کتاب "ربیع الالباب" میں تحریر کی ہیں اور میرے نزدیک ان کا نقل ہونا بھی درست ہے، ان میں سے ایک داستان یہ ہے۔

سیّد بن طاؤسؒ اس کتاب میں تحریر کرتے ہیں: حسن بن محمد بن قاسم نے ہمارے سامنے روایت بیان کی ہے کہ ایک دن میں اور کوفہ کے نواح میں رہنے والا

ایک شخص بنام "عمار" کوفہ کے گرد و نواح کے منطقہ "حمالیہ" کے راستے میں ہم سفر تھے۔ اس سفر کے دوران ہم نے آپس میں حضرت امام کے بارے گفتگو کی۔

عمار نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے ایک انوکھی داستان نقل کروں۔ میں نے کہا: اس بارے میں جو کچھ جانتے ہو، بیان کرو۔ اس نے کہا: ایک دن قبیلہ "طی" کا ایک کاروان کوفہ میں آیا اور اس نے ہم سے غلہ خریدا، ان کے درمیان ایک بزرگوار شخص تھا جو اس کاروان کا سربراہ تھا۔ میں نے حاضرین میں سے ایک سے کہا: جاؤ اور علوی کے گھر سے ترازو لاؤ۔ اس بدوی مرد نے کہا: کیا آپ لوگوں کے درمیان علوی بھی رہتے ہیں؟ میں نے کہا: خدا کی قسم! علوی اور سید وہی تھا جسے میں کسی ایک منطقے میں ہاتھ سے کھو بیٹھا ہوں۔ میں نے پوچھا: موضوع کیا ہے؟ اس نے کہا: ہمارے پاس کم و بیش تین گھوڑے تھے، ہم نے کسی جگہ سے فرار کیا، صحرا میں تین دن تک آب و نان کے بغیر بھٹکتے رہے اور سخت بھوک کی وجہ سے جان نکل رہی تھی۔ ہم سے ایک نے کہا: گھوڑوں کے ناموں پر قرعہ ڈالتے ہیں، جس کے نام پر قرعہ آ گیا، اسے ذبح کریں گے اور کھائیں گے۔ سب نے اس پیش نہاد کو قبول کیا، ہم نے گھوڑوں کے درمیان قرعہ ڈالا تو وہ میرے گھوڑے کے نام پر نکل آیا۔

میں نے کہا: قرعہ ڈالنے میں اشتباہ ہوا ہے، میں اس بار اسے قبول نہیں کرتا ہوں۔ لہٰذا فیصلہ یہ ہوا کہ قرعہ دوبارہ ڈالا جائے۔

دوسری مرتبہ بھی قرعہ میرے گھوڑے کے نام پر نکلا۔ میں نے پھر بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ تیسری مرتبہ قرعہ ڈالتے ہیں۔

تیسری مرتبہ بھی قرعہ میرے گھوڑے کے نام پر نکلا، میرے گھوڑے کی ہزار دینار ارزش تھی، میں اس کے ساتھ اپنے آپ سے بھی زیادہ پیار کرتا تھا۔ جب

میں نے دیکھا کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تو کہا: مجھے اجازت دیں تو میں اس پر کچھ دیر سواری کرلوں کیوں کہ میں نے آج تک گھڑ سواری کے لیے اتنا ہموار بیابان نہیں دیکھا۔

اس کے بعد میں گھوڑے پر سوار ہوا اور اسے ایک فرسخ یعنی تین میل تک دوڑایا اور ایک ٹیلے تک جا پہنچا۔ جب میں ٹیلے کے دامن تک پہنچا تو دیکھا کہ ایک عورت ایندھن اکٹھا کر رہی ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: تم کون ہو اور تمھارا کس قبیلے سے تعلق ہے؟ اس نے کہا: میں اس بیابان میں ایک علوی مرد کی کنیز ہوں۔

میرے پاس سے گزر گئی، میں نے اپنی عبا نیزے پر بلند کی اور اپنے رفقاء کے پاس آیا اور کہا: مبارک ہو، ادھر آپ کے نزدیک ہی کچھ لوگ رہتے ہیں۔ اس کے بعد ہم سب اس طرف آئے اور دیکھا تو بیابان کے وسط میں ایک خیمہ نصب ہے۔ اچانک ایک خوب صورت شخص جو کہ سب سے حسین تھے، ان کے بال لمبے تھے اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، وہ خیمہ سے باہر آئے اور ہمیں خوش آمدید کہا۔ میں نے کہا: اے عربوں کی پہچان! ہم پیاسے ہیں۔ انھوں نے اپنی کنیز کو آواز دی: اے کنیز! پانی لاؤ۔

کنیز دو برتنوں میں پانی لائی اور انھیں دیا۔ انھوں نے پہلے خود ایک برتن سے پانی پیا، اس کے بعد اس میں ہاتھ ڈالا اور ہمیں دے دیا۔ اسی طرح دوسرا برتن بھی ہمیں دیا، ہم نے پانی کے وہ برتن لیے، ایک پی کر دوسرے کو دے دیتا، اسی طرح ہم نے آخری فرد تک پانی پیا۔ جب انھوں نے وہ برتن ہمارے سامنے سے اٹھائے تو ہم نے دیکھا کہ ان میں سے پانی بالکل کم نہیں ہوا تھا۔

جب ہم سب سیراب ہو گئے تو ہم نے ان سے کہا: اے عربوں کی آبرو!

ہم بھوکے ہیں۔ اس دفعہ وہ خود خیمے میں گئے اور ایک چھوٹی سی سینی میں غذا ڈال کر لائے، ہمیں تھمائی اور فرمایا: دس دس افراد آئیں اور غذا کھائیں۔

ہم سب نے اس سینی سے کھانا کھایا، اے فلاں! خدا کی قسم، اس غذا میں نہ کوئی کمی واقع ہوئی اور نہ ہی کوئی تبدیلی۔ اس کے بعد ہم نے ان سے کہا: ہم فلاں راستے سے جانا چاہتے ہیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے ایک شاہراہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: تمھاری مراد وہ راستہ ہے۔ ہم وہاں سے روانہ ہوئے۔ جب ہم ان سے دُور فاصلے پر چلے گئے تو ہم میں سے ایک شخص نے کہا: آپ اپنے گھروں سے زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے نکلے ہیں لیکن روزی (اس مرد کے اَموال) تمھارے ہاتھ لگی لیکن اسے کھو بیٹھے ہو۔ ہم میں سے ایک نے اسے اس کام سے روکا اور دوسرے نے کہا: چلتے ہیں اور ان کے اَموال لوٹ لیتے ہیں۔ آخرکار سب راضی ہو گئے کہ واپس جا کر ان کے اَموال وغیرہ لوٹ لیتے ہیں۔

جب انھوں نے دیکھا کہ ہم سب ان پر حملہ کرنے اور ان کے اَموال لوٹنے کے لیے واپس آئے ہیں تو انھوں نے کمربند مضبوطی سے باندھا، نیزہ ہاتھ میں لیا، اپنے اَشہبی گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تمھارے گندے نفس تمھیں غلط کام میں وارد نہ کریں۔

ہم نے کہا: انھوں نے وہی کہا جو ہمارا ارادہ تھا۔ اس کے بعد ہم نے بھی انھیں برا بھلا کہا۔ وہ یوں غضب ناک ہوئے کہ ہم سب ان کے غصے اور آواز سے وحشت زدہ ہو گئے اور وہاں سے فرار کر گئے۔ پھر انھوں نے اپنے اور ہمارے درمیان زمین پر ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: مجھے میرے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم! اگر تم میں سے کسی شخص نے بھی اس لکیر کو پار کیا تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ ہم منہ

لٹکائے ہوئے شرمندگی سے واپس لوٹ آئے۔ خدا کی قسم! حقیقی علوی وہی ہیں، نہ کہ یہ لوگ جو کوفہ میں ہیں"۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۷۳)

میرے آقا و مولا! میری مدد کو آئیں

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِيُّ رحمه الله: أَقُولُ: رَوَى السَّيِّدُ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ فِي كِتَابِ «السُّلْطَانِ الْمُفَرِّجِ عَنْ أَهْلِ الْإِيمَانِ» عِنْدَ ذِكْرِ مَنْ رَأَى الْقَائِمَ عليه السلام قَالَ:

فَمِنْ ذٰلِكَ مَا اشْتَهَرَ وَذَاعَ وَمَلَأَ الْبِقَاعَ وَشَهِدَ بِالْعِيَانِ أَبْنَاءُ الزَّمَانِ وَهُوَ قِصَّةُ أَبِي رَاجِحٍ الْحَمَّامِيِّ بِالْحِلَّةِ، وَقَدْ حَكَى ذٰلِكَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَعْيَانِ الْأَمَاثِلِ وَأَهْلِ الصِّدْقِ الْأَفَاضِلِ، مِنْهُمُ الشَّيْخُ الزَّاهِدُ الْعَابِدُ الْمُحَقِّقُ شَمْسُ الدِّينِ مُحَمَّدُ بْنُ قَارُونَ سَلَّمَهُ اللهُ تَعَالَى قَالَ:

كَانَ الْحَاكِمُ بِالْحِلَّةِ شَخْصًا يُدْعَى «مَرْجَان الصَّغِيرُ»۔ فَرُفِعَ إِلَيْهِ أَنَّ أَبَا رَاجِحٍ هٰذَا يَسُبُّ الصَّحَابَةَ۔ فَأَحْضَرَهُ وَأَمَرَ بِضَرْبِهِ۔ فَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيدًا مُهْلِكًا عَلَى جَمِيعِ بَدَنِهِ حَتَّى إِنَّهُ ضُرِبَ عَلَى وَجْهِهِ، فَسَقَطَتْ ثَنَايَاهُ۔ وَأُخْرِجَ لِسَانُهُ فَجُعِلَ فِيهِ مِسَلَّةٌ مِنَ الْحَدِيدِ وَخُرِقَ أَنْفُهُ وَوُضِعَ فِيهِ شَرَكَةٌ مِنَ الشَّعْرِ، وَشُدَّ فِيهَا حَبْلًا۔ وَسَلَّمَهُ إِلَى جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَدُورُوا بِهِ

اَرِقَّةَ الحلْقِ - وَالضَّرْبُ يَأْخُذُ مِنْ جَمِيعِ جَوَانِبِهِ حَتّٰى سَقَطَ إِلَى الْأَرْضِ، وَعَايَنَ الْهَلَاكَ۔

فَأُخْبِرَ الْحَاكِمُ بِذٰلِكَ۔

فَأَمَرَ بِقَتْلِهِ۔

فَقَالَ الْحَاضِرُوْنَ: إِنَّهُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ، وَقَدْ حَصَلَ لَهُ مَا يَكْفِيْهِ وَهُوَ مَيِّتٌ لِمَا بِهِ، فَاتْرُكْهُ وَهُوَ يَمُوْتُ حَتْفَ أَنْفِهِ، وَلَا تَتَقَلَّدْ بِدَمِهِ۔

وَبَالَغُوا فِي ذٰلِكَ حَتّٰى أَمَرَ بِتَخْلِيَتِهِ۔

وَقَدِ انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَلِسَانُهُ، فَنَقَلَهُ أَهْلُهُ فِي الْمَوْتِ وَلَمْ يَشُكَّ أَحَدٌ أَنَّهُ يَمُوْتُ مِنْ لَيْلَتِهِ۔

فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ غَدَا عَلَيْهِ النَّاسُ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ عَلٰى أَتَمِّ حَالِهِ، وَقَدْ عَادَتْ ثَنَايَاهُ الَّتِيْ سَقَطَتْ كَمَا كَانَتْ وَانْدَمَلَتْ جِرَاحَاتُهُ وَلَمْ يَبْقَ لَهَا أَثَرٌ، وَالشَّجَّةُ قَدْ زَالَتْ مِنْ وَجْهِهِ۔

فَعَجِبَ النَّاسُ مِنْ حَالِهِ وَسَأَلُوْهُ عَنْ أَمْرِهِ۔

فَقَالَ: إِنِّيْ لَمَّا عَايَنْتُ الْمَوْتَ وَلَمْ يَبْقَ لِيْ لِسَانٌ أَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى بِهِ: فَكُنْتُ أَسْأَلُهُ بِقَلْبِيْ، وَاسْتَغَثْتُ إِلٰى سَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ صَاحِبِ الزَّمَانِ علیہ السلام۔

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيَّ اللَّيْلُ فَإِذَا بِالدَّارِ قَدِ امْتَلَأَتْ نُوْرًا وَإِذَا بِمَوْلَايَ صَاحِبِ الزَّمَانِ علیہ السلام قَدْ أَمَرَّ يَدَهُ الشَّرِيْفَةَ عَلٰى

وَجْهِي وَقَالَ لِي:
أُخْرُجْ وَكُدَّ عَلَى عِيَالِكَ فَقَدْ عَافَاكَ اللهُ تَعَالَى۔
فَأَصْبَحْتُ كَمَا تَرَوْنَ۔
وَحَكَى الشَّيْخُ شَمْسُ الدِّيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ قَارُونَ الْمَذْكُورُ قَالَ: وَأُقْسِمُ بِاللهِ تَعَالَى، أَنَّ هٰذَا أَبُو رَاجِحٍ كَانَ ضَعِيفًا جِدًّا ضَعِيفَ التَّرْكِيبِ أَصْفَرَ اللَّوْنِ شَيْنَ الْوَجْهِ، مُقَرَّضَ اللِّحْيَةِ، وَكُنْتُ دَائِمًا أَدْخُلُ الْحَمَّامَ الَّذِي هُوَ فِيهِ، وَكُنْتُ دَائِمًا أَرَاهُ عَلَى هٰذِهِ الْحَالَةِ، وَهٰذَا الشَّكْلِ۔
فَلَمَّا أَصْبَحْتُ كُنْتُ مِمَّنْ دَخَلَ عَلَيْهِ، فَرَأَيْتُهُ وَقَدِ اشْتَدَّتْ قُوَّتُهُ، وَانْتَصَبَتْ قَامَتُهُ، وَطَالَتْ لِحْيَتُهُ، وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ، وَعَادَ كَأَنَّهُ ابْنُ عِشْرِيْنَ سَنَةً، وَلَمْ يَزَلْ عَلَى ذٰلِكَ حَتّٰى أَدْرَكَتْهُ الْوَفَاةُ۔
وَلَمَّا شَاعَ هٰذَا الْخَبَرُ وَذَاعَ طَلَبَهُ الْحَاكِمُ وَأَحْضَرَهُ عِنْدَهُ، وَقَدْ كَانَ رَآهُ بِالْأَمْسِ عَلَى تِلْكَ الْحَالَةِ وَهُوَ الْآنَ عَلَى ضِدِّهَا كَمَا وَصَفْنَاهُ، وَلَمْ يَرَ بِجِرَاحَاتِهِ أَثَرًا، وَثَنَايَاهُ قَدْ عَادَتْ۔

فَدَاخَلَ الْحَاكِمَ فِي ذٰلِكَ رُعْبٌ عَظِيمٌ، وَكَانَ يَجْلِسُ فِي مَقَامِ الْإِمَامِ علیہ السلام فِي الْحِلَّةِ وَيُعْطِي ظَهْرَهُ الْقِبْلَةَ الشَّرِيْفَةَ، فَصَارَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَجْلِسُ وَيَسْتَقْبِلُهَا وَعَادَ يَتَلَطَّفُ بِأَهْلِ الْحِلَّةِ وَيَتَجَاوَزُ عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَيُحْسِنُ

إِلَى مُحْسِنِهِمْ ، وَلَمْ يَنْفَعْهُ ذٰلِكَ بَلْ لَمْ يَلْبَثْ فِي ذٰلِكَ إِلَّا قَلِيلًا حَتّٰى مَاتَ۔

"علامہ مجلسی تحریر فرماتے ہیں کہ جناب سید علی بن عبد الحمید کتاب "السلطان المفرج من اہل الایمان" کے اس حصے میں جس میں اُن لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے امام زمان علیہ السلام کو دیکھا ہے، تحریر کرتے ہیں:

ایک مشہور و معروف داستان جو ہر جگہ پر شائع ہو چکی ہے اور ہر کوئی اس سے مطلع ہے اور اس زمانے کے لوگوں نے خود اسے دیکھا ہے، وہ حلہ شہر کے رہنے والے شخص ابو راجح حمامی کی داستان ہے۔ یہ داستان مشہور و معروف زاہد و عابد عالم، شیخ اور محقق شمس الدین محمد بن قارون سلمہ اللہ تعالیٰ نے نقل کی ہے۔ وہ یوں نقل کرتے ہیں:
ایک دن شہر حلہ کے حاکم "مرجان الصغیر" کو رپورٹ دی گئی کہ ابو راجح حمامی خلفا کو برا بھلا کہتا ہے۔ حلہ کے حاکم نے اسے بلایا اور مارنے کا حکم دیا۔ اس کی اس قدر پٹائی کی کہ اس کا تمام بدن زخمی ہو گیا، وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا اور اس کے سامنے والے دانت بھی ٹوٹ گئے۔ اس کے بعد حکم دیا کہ اس کی زبان باہر کھینچ کر اس میں لوہے کی سوئی گاڑی جائے۔ اس کی ناک پھاڑ کر اس میں سخت بالوں سے بنی ہوئی نکیل ڈالی گئی اور پھر اس کو ایک اور رسی سے باندھا گیا۔ اس کے بعد حاکم نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے حلہ کے کوچہ و بازار میں پھرایا جائے۔ جب اسے حلہ کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا تو لوگوں نے ہر طرف سے اس پر حملے کیے اور اسے مارا پیٹا۔ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا اور اپنی موت اپنے سامنے دیکھی۔

حاکم کو اس حادثے کی خبر دی گئی تو اس نے حکم دیا کہ ابو راجح حمامی کو قتل کر دیا جائے۔ حاکم کے چیلوں نے کہا: وہ بوڑھا ہے، اسے جو کچھ ملنا تھا وہ تو مل گیا ہے،

اب وہ ایک مردہ لاش کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، اسے اسی حالت میں چھوڑ دو تاکہ وہ اپنی موت آپ مر جائے اور اس کا خون اپنی گردن پر مت لو۔ اس کے چیلوں نے اس پر اس قدر زور دیا کہ اس نے حکم دیا اسے آزاد کر دیا جائے۔

حاکم کے گماشتوں نے ابو راجح حمامی کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس کا چہرہ اور زبان سوجھ چکے تھے، اس کے گھر والے آئے اور نیم مردہ لاش کو اٹھا کر گھر لے گئے۔ اس میں کسی کو شک نہیں تھا کہ وہ اسی رات فوت ہو جائے گا۔ لیکن جب اگلے دن لوگ اسے دیکھنے آئے تو انھوں نے دیکھا کہ وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے اور وہ بالکل ٹھیک ٹھاک حالت میں ہے۔ اس کے گرے ہوئے دانت پہلے کی طرح صحیح و سالم تھے، اس کے بدن پر لگے ہوئے تمام زخم ٹھیک ہو چکے تھے اور ان کا کوئی نام و نشان تک باقی نہیں تھا۔ حتیٰ کہ اس کے چہرے پر لگے ہوئے زخم بھی صحیح ہو چکے تھے۔ لوگ اسے اس حالت میں دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئے اور اس سے سارا واقعہ پوچھا۔ ابو راجح حمامی نے بتایا: جب میں اپنی موت اپنے سامنے دیکھ رہا تھا تو میری زبان تو نہ تھی جس کے ذریعے میں خدا کو پکارتا، مجبوراً میں نے زبان دل سے خدا کو پکارا اور اپنے آقا و مولا امام زمانؑ سے اپنی مدد کے لیے التجا کی۔

اچانک رات کے وقت میرا گھر نورانی ہوا اور اس نور کے درمیان، میں نے امام زمانؑ کی زیارت کی۔ انھوں نے اپنا دست مبارک میرے چہرے پر پھیرتے ہوئے فرمایا: اٹھو اور اپنے اہل و عیال کے لیے کام کاج کرو کیوں کہ خداوند عالم نے تمھیں شفا عنایت کر دی ہے۔

خدا کی قسم! ابو راجح ایک کمزور، ہڈیوں کا ڈھانچہ، زرد رنگ اور بدصورت شخص تھا، اس نے چھوٹی چھوٹی داڑھی رکھی ہوئی تھی، میں ہمیشہ اس کے حمام میں جاتا تھا اور

میں نے اسے ہمیشہ اسی حالت اور شکل میں دیکھا ہے۔ لیکن اگلے دن صبح کے وقت جب میں لوگوں کے ہمراہ اسے ملنے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک مضبوط شخص ہے، مناسب قد اور لمبی داڑھی ہے۔ اس کا چہرہ سرخ ہے اور وہ ایک تیس سال کا جوان نظر آرہا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہا، اسی حالت میں رہا۔

جب یہ خبر شہر میں پھیل گئی تو حاکم نے اسے طلب کیا۔ حاکم نے گزشتہ روز اُسے اس حالت میں دیکھا تھا اور آج اس حالت میں دیکھ رہا ہے جو کل کے بالکل برعکس ہے۔ حاکم نے مشاہدہ کیا کہ اس کے بدن پر زخموں کے نشانات تک نہیں ہیں اور اس کے دانت بھی پلٹ آئے ہیں۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر حاکم کے دل میں شدید خوف بیٹھ گیا۔ اس سے قبل حاکم جب بھی حلّہ میں معروف جگہ مقام امامِ زمان علیہ السلام میں بیٹھتا تو قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھتا تھا، لیکن اس واقعہ کے بعد قبلہ رو ہو کر بیٹھتا، شہر کے لوگوں سے اچھا برتاؤ کرتا، مجرموں کو معاف کر دیتا اور نیک لوگوں کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آتا۔ لیکن اس کام کا بھی اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ مر گیا۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۷۰)

کیا میں اسی مرض میں فوت ہو جاؤں گا؟

رُوِيَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ قَالَ:
لَمَّا وَصَلْتُ بَغْدَادَ فِي سَنَةِ سَبْعٍ وَثَلَاثِينَ لِلْحَجِّ وَهِيَ
السَّنَةُ الَّتِي رَدَّ الْقَرَامِطَةُ فِيهَا الْحَجَرَ إِلَى مَكَانِهِ مِنَ
الْبَيْتِ كَانَ أَكْبَرُ هَمِّي مَنْ يَنْصِبُ الْحَجَرَ لِأَنَّهُ مَضَى فِي

أَثْنَاءِ الْكُتُبِ قِصَّةُ أَخْذِهِ، وَأَنَّهُ إِنَّمَا يَنْصِبُهُ فِي مَكَانِهِ الْحُجَّةُ فِي الزَّمَانِ، كَمَا فِي زَمَانِ الْحَجَّاجِ وَضَعَهُ زَيْنُ الْعَابِدِينَ عليه السلام فِي مَكَانِهِ وَاسْتَقَرَّ.

فَاعْتَلَلْتُ عِلَّةً صَعْبَةً خِفْتُ مِنْهَا عَلَى نَفْسِي، وَلَمْ يَتَهَيَّأْ لِي مَا قَصَدْتُهُ، فَاسْتَنَبْتُ الْمَعْرُوفَ بِابْنِ هِشَامٍ، وَأَعْطَيْتُهُ رُقْعَةً مَخْتُومَةً أَسْأَلُ فِيهَا عَنْ مُدَّةِ عُمْرِي وَهَلْ يَكُونُ الْمَوْتَةُ فِي هٰذِهِ الْعِلَّةِ أَمْ لَا؟

وَقُلْتُ: هَمِّي إِيصَالُ هٰذِهِ الرُّقْعَةِ إِلَى وَاضِعِ الْحَجَرِ فِي مَكَانِهِ وَأَخْذُ جَوَابِهِ وَإِنَّمَا أَنْدُبُكَ لِهٰذَا.

قَالَ: فَقَالَ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ هِشَامٍ: لَمَّا حَصَلْتُ بِمَكَّةَ وَعُزِمَ عَلَى إِعَادَةِ الْحَجَرِ بَذَلْتُ لِسَدَنَةِ الْبَيْتِ جُمْلَةً تَمَكَّنْتُ مَعَهَا مِنَ الْكَوْنِ بِحَيْثُ أَرَى وَاضِعَ الْحَجَرِ فِي مَكَانِهِ.

فَأَقَمْتُ مَعِي مِنْهُمْ مَنْ يَمْنَعُ عَنِّي ازْدِحَامَ النَّاسِ، فَكُلَّمَا عَمَدَ إِنْسَانٌ لِوَضْعِهِ اضْطَرَبَ وَلَمْ يَسْتَقِمْ.

فَأَقْبَلَ غُلَامٌ أَسْمَرُ اللَّوْنِ حَسَنُ الْوَجْهِ، فَتَنَاوَلَهُ وَوَضَعَهُ فِي مَكَانِهِ، فَاسْتَقَامَ كَأَنَّهُ لَمْ يَزُلْ عَنْهُ، وَعَلَتْ لِذٰلِكَ الْأَصْوَاتُ، فَانْصَرَفَ خَارِجًا مِنَ الْبَابِ.

فَنَهَضْتُ مِنْ مَكَانِي أَتْبَعُهُ وَأَدْفَعُ النَّاسَ عَنِّي يَمِينًا

وَشِمَالًا حَتّٰى ظُنَّ بِيَ الْاِخْتِلَاطُ فِي الْعَقْلِ، وَالنَّاسُ يَفْرِجُونَ لِي وَعَيْنِي لَا تُفَارِقُهُ حَتّٰى انْقَطَعَ عَنِ النَّاسِ۔

فَكُنْتُ أُسْرِعُ الشَّدَّ خَلْفَهُ وَهُوَ يَمْشِي عَلٰى تُؤَدَةٍ السَّيْرِ وَلَا أُدْرِكُهُ۔

فَلَمَّا حَصَلَ بِحَيْثُ لَا أَحَدٌ يَرَاهُ غَيْرِي وَقَفَ وَالْتَفَتَ إِلَيَّ

فَقَالَ: هَاتِ مَا مَعَكَ!

فَنَاوَلْتُهُ الرُّقْعَةَ۔ فَقَالَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْظُرَ إِلَيْهَا:

قُلْ لَهُ: لَا خَوْفَ عَلَيْكَ فِي هٰذِهِ الْعِلَّةِ، وَيَكُونُ مَا لَابُدَّ مِنْهُ بَعْدَ ثَلَاثِينَ سَنَةً۔

قَالَ: فَوَقَعَ عَلَيَّ الدَّمْعُ حَتّٰى لَمْ أُطِقْ حَرَاكًا وَتَرَكَنِي وَانْصَرَفَ۔

قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ: فَأَعْلَمَنِي بِهٰذِهِ الْجُمْلَةِ۔

فَلَمَّا كَانَ سَنَةُ سَبْعٍ وَسِتِّينَ اعْتَلَّ أَبُو الْقَاسِمِ وَأَخَذَ يَنْظُرُ فِي أَمْرِهِ وَتَحْصِيلِ جَهَازِهِ إِلٰى قَبْرِهِ، فَكَتَبَ وَصِيَّتَهُ وَاسْتَعْمَلَ الْجِدَّ فِي ذٰلِكَ۔

فَقِيلَ لَهُ: مَا هٰذَا الْخَوْفُ؟ وَنَرْجُو أَنْ يَتَفَضَّلَ اللّٰهُ بِالسَّلَامَةِ فَمَا عَلَيْكَ بِمَخُوفَةٍ۔

فَقَالَ: هٰذِهِ السَّنَةُ الَّتِي خُوِّفْتُ فِيهَا۔ فَمَاتَ فِي عِلَّتِهِ۔

"ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ کہتے ہیں: میں ۳۰۷ ہجری قمری میں حج پر

جانے کے لیے بغداد میں داخل ہوا۔ اسی سال قرامطی حجر الاسود کو اپنی جگہ پر واپس لائے تھے اور اسے اسی کے مقام پر نصب کرنا چاہتے تھے۔

میری انتہائی کوشش تھی کہ اس سال حج پر جاؤں اور نزدیک سے دیکھوں کہ کون حجر الاسود کو اپنی جگہ پر نصب کرتا ہے، کیوں کہ مَیں نے بعض کتب میں پڑھا ہوا تھا کہ حجر الاسود کو چور لے جائیں گے اور اس زمانے کے امامؑ اسے اپنی جگہ پر از سر نو نصب کریں گے۔ جیسا کہ حجاج کے زمانے میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اسے اس کی جگہ پر نصب کیا تھا۔ لیکن جب میں بغداد پہنچا تو سخت مریض ہو گیا اور خوف تھا کہ جان ہاتھ سے دے بیٹھتا، لہٰذا میں حج پر نہ جا سکا۔ مَیں نے ابن ہشام نامی شخص کو اپنا نائب بنایا اور اسے امام زمان علیہ السلام کے نام لکھا ہوا ایک خط بند کر کے دیا تا کہ وہ حضرتؑ کی خدمت میں پیش کرے۔ اس خط میں، مَیں نے آں حضرتؑ سے اپنی عمر کے بارے میں پوچھا اور یہ سوال کیا کہ میں اس بیماری میں فوت ہو جاؤں گا یا نہیں؟

مَیں نے اپنے نائب ابن ہشام سے کہا: میرا مقصد یہ ہے کہ یہ خط اس کے ہاتھ میں دینا جو حجر الاسود کو اس کی اپنی جگہ پر رکھے گا اور اس کا جواب میرے پاس لے کر آنا۔ میں تمھیں فقط اسی کام کے لیے بھیج رہا ہوں۔ ابن ہشام جب مکے سے لوٹا تو اس نے یوں نقل کیا: جب میں مکے میں داخل ہوا تو ان لوگوں نے حجر الاسود کو اپنی جگہ پر نصب کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ مَیں نے حرم کے خادموں کو اس غرض سے کچھ پیسے دیئے کہ جب وہ حجر اسود کو نصب کریں تو میں ایسی جگہ تک پہنچاؤ کہ میں دیکھ سکوں کہ حجر اسود کو کون نصب کر رہا ہے۔

مَیں نے کچھ خادموں کو اپنے قریب کھڑا کیا کہ وہ لوگوں کو دھکے دے کر ایک

طرف رکھیں۔ میں اس مقام کے قریب پہنچا۔ جو کوئی بھی حجر الاسود کو اٹھا کر اس کی اصلی جگہ پر رکھتا تو وہ ٹھیک طرح سے نہ آتا۔ اچانک ایک خوب رو اور گندم گون جوان آیا، اُس نے اسے اٹھایا اور اپنی جگہ پر رکھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے آج تک اُکھاڑا ہی نہیں گیا ہو۔ اور اس طرف سے حاجیوں کی خوش آوازوں نے فضا کو پُر رکھا تھا۔ اس کے بعد وہ جوان مسجد کے ایک دروازے سے باہر نکل گئے۔ میں بھی اپنی جگہ سے روانہ ہوا اور لوگوں کو دھکے دیتے ہوئے ان کے پیچھے دوڑا۔ لوگوں نے یہ سمجھا کہ میں دیوانہ ہوں لہٰذا وہ مجھے راستہ دیتے گئے لیکن مَیں نے اس وقت تک ان سے اپنی نگاہ نہیں ہٹائی یہاں تک کہ لوگوں کی بھیڑ سے باہر آگیا۔

اس کے بعد تیزی سے ان کے پیچھے دوڑا، جب کہ وہ سکون سے چل رہے تھے لیکن اس کے باوجود میں ان تک نہیں پہنچ پا رہا تھا۔ جب میں ایسی جگہ پر پہنچ گیا جہاں پر میرے سوا انھیں کوئی اور نہیں دیکھ رہا تھا تو وہ کھڑے ہو گئے اور میری طرف دیکھ کر فرمایا: جو کچھ تمھارے پاس ہے، وہ مجھے دے دو۔

مَیں نے وہ خط ان کے سپرد کیا۔ انھوں نے اسے دیکھے بغیر فرمایا: ان سے کہیں کہ اس مرض سے مت ڈریں، آپ تیس سال بعد فوت ہوں گے۔

مَیں اس دوران گریہ کرنے لگا اور اس قدر رویا کہ میرے اندر حرکت کرنے کی قوت ختم ہو چکی تھی۔ انھوں نے مجھے ایسی حالت میں چھوڑا اور رخصت ہو گئے۔

ابو القاسم بن قولویہ کہتے ہیں: ابن ہشام جب سفر سے لوٹ کر آئے تو انھوں نے یہ داستان نقل کی۔

راوی کہتا ہے: جب ۳۶۷ ہجری کا سال آیا تو ابن قولویہ مریض ہوئے تو انھوں نے اپنے کام نپٹانے شروع کیے، انھوں نے اپنی قبر کا سامان فراہم کیا اور پھر

اپنی وصیت لکھی۔ انھوں نے اس کام کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔

ان سے کہا گیا کہ کس لیے اس قدر خوف زدہ ہو؟ امید ہے کہ خداوند متعال آپ کو صحت وسلامتی عنایت کرے گا، اس میں ڈرنے کی کیا بات ہے۔

ابن قولویہ نے کہا: یہ وہی سال ہے جس میں انھوں نے پہلے سے میری موت کا وعدہ دیا ہے۔ ہاں! بالآخر اسی مرض میں ابن قولویہ دنیا سے رخصت ہو گئے"۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۵۸)

میرے آقا! آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں اُٹھ نہیں سکتا

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِي رحمه الله: وَمِنْ ذٰلِكَ مَا أَخْبَرَنِي مَنْ أَثِقُ بِهِ وَهُوَ خَبَرٌ مَشْهُورٌ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْمَشْهَدِ الشَّرِيفِ الْغَرَوِيِّ سَلَّمَ اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى مُشَرِّفِهِ مَا صُورَتُهُ:

أَنَّ الدَّارَ الَّذِي هِيَ الْآنَ سَنَةَ سَبْعِمِائَةٍ وَتِسْعٍ وَثَمَانِينَ أَنَا سَاكِنُهَا كَانَتْ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْخَيْرِ وَالصَّلَاحِ يُدْعَى: ﴿حُسَيْنَ الْمُدَلَّلِ﴾ وَبِهِ يُعْرَفُ ﴿سَابَاطُ الْمُدَلِّلِ﴾ مُلَاصِقَةَ جُدْرَانِ الْحَضْرَةِ الشَّرِيفَةِ، وَهُوَ مَشْهُورٌ بِالْمَشْهَدِ الشَّرِيفِ الْغَرَوِيِّ عليه السلام۔

وَكَانَ الرَّجُلُ لَهُ عِيَالٌ وَأَطْفَالٌ، فَأَصَابَهُ فَالِجٌ، فَمَكَثَ مُدَّةً لَا يَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ، وَإِنَّمَا يَرْفَعُهُ عِيَالُهُ عِنْدَ حَاجَتِهِ وَضَرُورَاتِهِ، وَمَكَثَ عَلَى ذٰلِكَ مُدَّةً مَدِيدَةً، فَدَخَلَ عَلَى عِيَالِهِ وَأَهْلِهِ بِذٰلِكَ شِدَّةٌ شَدِيدَةٌ وَاحْتَاجُوا

إِلَى النَّاسِ، وَاشْتَدَّ عَلَيْهِمُ النَّاسُ۔

فَلَمَّا كَانَ سَنَةُ عِشْرِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ هِجْرِيَّةٌ فِي لَيْلَةٍ مِنْ لَيَالِيهَا بَعْدَ رُبْعِ اللَّيْلِ أَنْبَهَ عِيَالَهُ فَانْتَبَهُوا فِي الدَّارِ، فَإِذَا الدَّارُ وَالسَّطْحُ قَدِ امْتَلَأَ نُورًا يَأْخُذُ بِالْأَبْصَارِ۔

فَقَالُوا: مَا الْخَبَرُ؟

فَقَالَ: إِنَّ الْإِمَامَ علیہ السلام جَاءَنِي وَقَالَ لِي: قُمْ يَا حُسَيْنُ؟

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! أَتَرَانِي أَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ؟

فَأَخَذَ بِيَدِي وَأَقَامَنِي فَذَهَبَ مَا بِي، وَهَا أَنَا صَحِيحٌ عَلَى أَتَمِّ مَا يَنْبَغِي۔

وَقَالَ لِي: هَذَا السَّابَاطُ دَرْبِي إِلَى زِيَارَةِ جَدِّي علیہ السلام فَأَغْلِقْهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ۔

فَقُلْتُ: سَمْعًا وَطَاعَةً لِلّٰهِ وَلَكَ يَا مَوْلَايَ!

فَقَامَ الرَّجُلُ وَخَرَجَ إِلَى الْحَضْرَةِ الشَّرِيفَةِ الْغَرَوِيَّةِ وَزَارَ الْإِمَامَ علیہ السلام وَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالَى عَلَى مَا حَصَلَ لَهُ مِنَ الْإِنْعَامِ وَصَارَ هَذَا السَّابَاطُ الْمَذْكُورُ إِلَى الْآنَ يُنْذَرُ لَهُ عِنْدَ الضَّرُورَاتِ، فَلَا يَكَادُ يَخِيبُ نَاذِرُهُ مِنَ الْمُرَادِ بِبَرَكَاتِ الْإِمَامِ الْقَائِمِ علیہ السلام۔

علامہ مجلسی تحریر کرتے ہیں: وہ داستانیں جو میں نے موثق افراد سے سنی ہیں ان میں سے ایک داستان یہ ہے جو نجف کے اکثر لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔

داستان کچھ یوں ہے: وہ گھر جس میں اب (یعنی ۷۹۸ ہجری) بھی رہائش پذیر ہوں، ایک شخص بنام "حسین مدلل" کی مالکیت تھا اور وہ ایک خیر اندیش اور نیکوکار شخص تھا۔ ساباط مدلل بھی ایک جگہ تھی جو اس کے نام سے معروف تھی۔ یہ گھر حضرت امیرالمومنینؑ کے حرم کی دیوار سے متصل اور نجف میں مشہور تھا۔

حسین مدلل کی آل اولاد زیادہ تھی۔ ایک دن اس پر فالج کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے وہ کھڑا نہیں ہو سکتا تھا اور ضرورت کے وقت اس کے گھر والے اسے اٹھاتے تھے۔ وہ کافی عرصہ تک اسی مرض میں مبتلا رہا، یہ چیز اس کا باعث بنی کہ اس کی بیوی اور بچے فقر و تنگ دستی کا شکار ہو گئے، حتیٰ کہ وہ لوگوں کے محتاج ہو گئے اور لوگوں کا بھی ان کے ساتھ سخت برتاؤ تھا۔

۷۲۰ ہجری کی ایک رات جب کہ اس کا ایک چوتھائی حصہ بیت چکا تھا حسین مدلل نے اپنی بیوی کو نیند سے بیدار کیا، اس کے بیدار ہونے سے دوسرے گھر والے بھی نیند سے بیدار ہو گئے۔ اچانک انھوں نے دیکھا کہ گھر کا اندرونی اور بالائی حصہ نور سے یوں پر ہو گیا ہے کہ اس سے آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔

اس کے گھر والوں نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ اس نے کہا: ابھی ابھی امامِ زمان علیہ السلام تشریف لائے تھے اور فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ۔ مَیں نے عرض کیا: میرے آقا! آپؑ تو دیکھ رہے ہیں کہ مَیں کھڑا نہیں ہو سکتا ہوں۔ آں حضرتؑ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا، مَیں نے دیکھا کہ میری بیماری ختم ہو چکی ہے: اب میری حالت ٹھیک ٹھاک ہے اور ہر اعتبار سے تسلی بخش ہے۔

اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا: میں اس چھتے ہوئے راستے سے اپنے جد کی زیارت کو جا رہا ہوں تم ہر رات اس کا دروازہ مقفل کرنا۔ مَیں نے عرض کیا: میرے

آقا! میں دل و جان سے خدا اور آپؑ کا فرماں بردار ہوں۔ اس کے بعد وہ بزرگوار اُٹھے اور حضرت امیرالمومنینؑ کی زیارت کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔

حسین مدلل نے اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کیا جو اس نے اسے عطا فرمائی۔

قابل ذکر بات ہے کہ اس راستے کا لوگ ابھی تک احترام کرتے ہیں، ضروری مواقع پر اس کے لیے نذر بھی کرتے ہیں اور نذر کرنے والا کبھی امامِ زمان علیہ السلام کے وجود کی برکت سے ناامید نہیں ہوتا"۔ (بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۷۷)

میرے آقا! میری راہ نمائی فرمائیں

جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ قَالَ:

حَدَّثَنِي شَيْخٌ وَرَدَ الرَّيَّ عَلَى أَبِي الْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيِّ فَرَوَى لَهُ حَدِيثَيْنِ فِي صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام وَسَمِعْتُهُمَا مِنْهُ كَمَا سَمِعَ ، وَأَظُنُّ ذٰلِكَ قَبْلَ سَنَةِ ثَلَاثِمِائَةٍ، أَوْ قَرِيبًا مِنْهَا قَالَ:

حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْفَدَكِيُّ قَالَ قَالَ الْأَوْدِيُّ:

بَيْنَا أَنَا فِي الطَّوَافِ قَدْ طُفْتُ سِتَّةً وَأُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ السَّابِعَةَ ، فَإِذَا أَنَا بِحَلْقَةٍ عَنْ يَمِينِ الْكَعْبَةِ وَشَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ طَيِّبُ الرَّائِحَةِ هَيُوبٌ، وَمَعَ هَيْبَتِهِ مُتَقَرِّبٌ إِلَى النَّاسِ۔

فَتَكَلَّمَ فَلَمْ أَرَ أَحْسَنَ مِنْ كَلَامِهِ، وَلَا أَعْذَبَ مِنْ مَنْطِقِهِ فِي حُسْنِ جُلُوسِهِ ، فَذَهَبْتُ أُكَلِّمُهُ فَزَبَرَنِي النَّاسُ۔

فَسَأَلْتُ بَعْضَهُمْ: مَنْ هٰذَا؟

فَقَالَ: ابْنُ رَسُولِ اللهِ، يَظْهَرُ لِلنَّاسِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْمًا لِخَوَاصِّهِ، فَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُونَهُ۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! مُسْتَرْشِدٌ أَتَاكَ فَأَرْشِدْنِي هَدَاكَ اللهُ؟

قَالَ: فَنَاوَلَنِي حَصَاةً فَحَوَّلْتُ وَجْهِي۔

فَقَالَ لِي بَعْضُ جُلَسَائِهِ: مَا الَّذِي دَفَعَ إِلَيْكَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ؟

فَقُلْتُ: حَصَاةً۔

فَكَشَفْتُ عَنْ يَدِي، فَإِذَا أَنَا بِسَبِيكَةٍ مِنْ ذَهَبٍ۔

فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَنَا بِهِ قَدْ لَحِقَنِي فَقَالَ: ثَبَتَتْ عَلَيْكَ الْحُجَّةُ وَظَهَرَ لَكَ الْحَقُّ وَذَهَبَ عَنْكَ الْعَمَى أَتَعْرِفُنِي؟

فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ لَا۔

قَالَ عليه السلام : أَنَا الْمَهْدِيُّ أَنَا قَائِمُ الزَّمَانِ، أَنَا الَّذِي أَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا ۔ إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ وَلَا يَبْقَى النَّاسُ فِي فَتْرَةٍ أَكْثَرَ مِنْ تِيهِ بَنِي إِسْرَائِيلَ، وَقَدْ ظَهَرَ أَيَّامُ خُرُوجِي ۔ فَهٰذِهِ أَمَانَةٌ فِي رَقَبَتِكَ فَحَدِّثْ بِهَا إِخْوَانَكَ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ۔

اُودی نامی شخص کہتا ہے: میں ۳۰۰ ہجری قمری سے پہلے یا اس کے قریب مکہ مکرمہ کی زیارت سے شرف یاب ہوا تھا۔ ایک دن میں مسجد الحرام میں مشغولِ طواف تھا، ساتویں چکر کی ابتداء تھی کہ میری نگاہ کچھ حاجیوں پر پڑی جو کعبہ کے دائیں سمت ایک خوب رو جوان کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے، وہ جوان باوقار تھا اور اس سے خوشبو آرہی تھی۔ میں آگے بڑھ کر ان سے گفتگو کرنا چاہتا تھا لیکن لوگوں کے سیلاب نے مجھے ایک طرف دھکیل دیا۔ میں نے ان کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ اس نے کہا: رسولِ خدا کے فرزند ہیں اور ہر سال اپنے خاص شیعوں کے ساتھ گفتگو کرنے کے لیے ظاہر ہوتے ہیں۔ میں جیسے کیسے ان تک پہنچا۔ میں نے عرض کیا: میرے آقا! میں ہدایت حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں، مجھے ہدایت فرمائیں۔

آں حضرتؑ نے مجھے مٹھی بھر سنگریزے دیے۔ جب میں وہاں سے لوٹا تو وہاں پر بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے پوچھا: رسولِ خدا کے فرزند نے آپ کو کیا عطا فرمایا ہے؟ میں نے کہا: مٹھی بھر سنگریزے۔ لیکن جب میں نے مٹھی کھولی تو وہ سونے کے سکے تھے۔ میں جلدی سے واپس ہوا۔ جب انھوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا: تمھارے اوپر حجت تمام ہو چکی ہے اور حقیقت آشکار، تمھارا اندھا پن ختم ہو چکا ہے۔ کیا مجھے پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم، میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔

آں حضرتؑ نے فرمایا: میں مہدی اور قائم زمان ہوں، زمین کو اُس وقت عدل و انصاف سے بھر دوں گا جب وہ ظلم و بربریت سے پُر ہو چکی ہو گی۔ زمین کبھی

بھی حجت خدا سے خالی نہیں رہتی ہے۔ جتنی مدت بنی اسرائیل بیابان میں رہے، لوگ اس سے زیادہ فترت غیبت میں نہیں رہیں گے۔ میرے ظہور کے ایام آشکار ہو چکے ہیں، یہ تمھاری گردن پر امانت ہے اور اسے اپنے اہل حق بھائیوں کے سامنے بیان کرو"۔ (الغیبۃ شیخ طوسی: ص ۲۵۴۔ الخرائج والجرائح: ج ۲، ص ۷۸۵، بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۱)

میرے نومولود بیٹے کا نام منتخب فرمائیں

أَبُو الْحَسَنِ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ قَالَ: كَتَبَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَرَجِ الرُّخَّجِيُّ فِي أَشْيَاءَ۔

وَكَتَبَ فِي مَوْلُودٍ وُلِدَ يَسْأَلُ أَنْ يُسَمِّيَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ الْجَوَابُ فِيمَا سَأَلَ۔

وَلَمْ يَكْتُبْ إِلَيْهِ فِي الْمَوْلُودِ شَيْءٌ فَمَاتَ الْوَلَدُ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

"ابوالحسن جعفر بن احمد کہتے ہیں: ابراہیم بن محمد بن فرج رُخجی نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور آں حضرتؑ سے کچھ اشیاء کی درخواست کی، من جملہ اس نے حضرتؑ سے گزارش کی کہ میرے نومولود بیٹے کا نام انتخاب فرمائیں۔

امام زمان علیہ السلام نے تمام سوالات کے جوابات عنایت فرمائے اور نومولود کے بارے میں کچھ بھی تحریر نہیں کیا۔ تھوڑے عرصے کے بعد وہ بچہ فوت ہو گیا۔ تمام تعریفیں رب العالمین کے لیے ہیں"۔ (کمال الدین: ج ۲، ص ۴۹۸۔ بحارالانوار:

ج ۵۱، ص ۳۳۴)

التماس کرتا ہوں کہ اہلِ یمن کے کاروان کے ساتھ سفر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں

عَلِيٌّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الْيَمَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ بِبَغْدَادَ فَتَهَيَّأَتْ قَافِلَةٌ لِلْيَمَانِيِّينَ، فَأَرَدْتُ الْخُرُوجَ مَعَهَا فَكَتَبْتُ أَلْتَمِسُ الْإِذْنَ فِي ذٰلِكَ۔

فَخَرَجَ: لَا تَخْرُجْ مَعَهُمْ، فَلَيْسَ لَكَ فِي الْخُرُوجِ مَعَهُمْ خِيَرَةٌ، وَأَقِمْ بِالْكُوفَةِ۔

قَالَ: وَأَقَمْتُ وَخَرَجَتِ الْقَافِلَةُ، فَخَرَجَتْ عَلَيْهِمْ حَنْظَلَةُ فَاجْتَاحَتْهُمْ۔

وَكَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ فِي رُكُوبِ الْمَاءِ۔

فَلَمْ يَأْذَنْ لِي۔

فَسَأَلْتُ عَنِ الْمَرَاكِبِ الَّتِي خَرَجَتْ فِي تِلْكَ السَّنَةِ فِي الْبَحْرِ، فَمَا سَلِمَ مِنْهَا مَرْكَبٌ خَرَجَ عَلَيْهَا قَوْمٌ مِنَ الْهِنْدِ يُقَالُ لَهُمْ: الْبَوَارِجُ، فَقَطَعُوا عَلَيْهَا۔

قَالَ: وَزُرْتُ الْعَسْكَرَ، فَأَتَيْتُ الدَّرْبَ مَعَ الْمَغِيبِ وَلَمْ أُكَلِّمْ أَحَدًا وَلَمْ أَتَعَرَّفْ إِلَى أَحَدٍ، وَأَنَا أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ فَرَاغِي مِنَ الزِّيَارَةِ إِذَا بِخَادِمٍ قَدْ جَاءَنِي فَقَالَ لِي:

قُمْ!

فَقُلْتُ لَهُ: إِذَنْ إِلَى أَيْنَ؟

فَقَالَ لِي: إِلَى الْمَنْزِلِ۔

قُلْتُ: وَمَنْ أَنَا؟ لَعَلَّكَ أُرْسِلْتَ إِلَى غَيْرِي؟

فَقَالَ: لَا مَا أُرْسِلْتُ إِلَّا إِلَيْكَ، أَنْتَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ رَسُولُ جَعْفَرِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ۔ فَمَرَّ بِي حَتَّى أَنْزَلَنِي فِي بَيْتِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ، ثُمَّ سَارَّهُ فَلَمْ أَدْرِ مَا قَالَ لَهُ حَتَّى آتَانِي جَمِيعَ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ، وَجَلَسْتُ عِنْدَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَاسْتَأْذَنْتُهُ فِي الزِّيَارَةِ مِنْ دَاخِلٍ۔

فَأَذِنَ لِي، فَزُرْتُ لَيْلًا۔

"علی بن حسین یمانی کہتے ہیں: میں شہر بغداد میں تھا کہ اہل یمن کا کارواں روانہ ہونے کے لیے تیار تھا۔ میں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا اور اس کاروان کے ہمراہ سفر کرنے کی اجازت مانگی۔ آں حضرتؑ نے مرقوم فرمایا: ان کے ہمراہ مت جاؤ، تمھارے لیے ان کے ساتھ جانا بہتر نہیں ہے، اور کوفہ ہی میں رہو۔ میں اپنے مولا کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے کوفہ میں رک گیا اور کاروان چلا گیا۔ بعد میں اطلاع ملی کہ دورانِ سفر حنظلیوں نے کاروان پر حملہ کیا ہے اور ان کے سارے اَموال لوٹ لیے ہیں۔ میں نے دوبارہ خط لکھا اور آں حضرتؑ سے التماس کی کہ مجھے اجازت دیں کہ میں سمندر کے راستے اپنے وطن واپس چلا جاؤں۔

آں حضرتؑ نے سمندری سفر کرنے کی بھی اجازت نہ دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ کشتی کے جانے کے بعد سمندری ڈاکوؤں نے اس کشتی کو بھی لوٹ کر نابود کر دیا ہے۔

علی بن حسین یمانی مزید بیان کرتے ہیں: میں امامین عسکریین علیہما السلام کی زیارت کرنے کے لیے سامرہ گیا۔ غروب کے وقت حرم میں داخل ہوا، کسی سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی کسی کو اپنی شناخت کرائی۔ میں زیارت سے فارغ ہونے کے بعد حرم کی مسجد میں نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ اچانک ایک غلام آیا اور کہا: اٹھو اور میرے ہمراہ آؤ۔

میں نے کہا: کہاں؟

اس نے کہا: گھر۔

میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ ہو سکتا ہے کہ تمھیں کسی اور کے لیے بھیجا گیا ہو۔

اس نے کہا: نہیں، مجھے صرف تمھارے لیے بھیجا گیا ہے۔ کیا تم جعفر بن ابراہیم یمنی کے بھیجے ہوئے علی بن حسین نہیں ہو؟ میں اس کے ہم راہ حسین بن احمد کے گھر گیا اور وہ میرے آنے کی وجہ سے بے انتہا خوش ہوا۔ میں نہیں سمجھا کہ اس نے اسے کیا کہا: اس نے میری ضروریات پوری کیں اور میں تین دن تک اس کے پاس رہا۔ پھر میں نے اس سے ضریح میں داخل ہونے کی اجازت مانگی تاکہ وہاں پر عبادت کروں۔ اس نے مجھے اجازت دی اور میں رات کے وقت ضریح میں داخل ہوا اور زیارت سے مشرف ہوا"۔ (الکافی: ج۱، ص۵۱۹۔ بحارالانوار: ج۵۱، ص۳۳۰)

کیا آپ اجازت دیں گے کہ میں اپنی کنیز سے بچے کا باپ بنوں؟

أَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ: كَتَبْتُ أَسْأَلُ الدُّعَاءَ لِبادا شاكه وَقَدْ حَبَسَهُ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَاسْتَأْذَنَ فِي جَارِيَةٍ لِي أَسْتَوْلِدُهَا۔

فَخَرَجَ: اسْتَوْلِدْهَا وَيَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ، وَالْمَحْبُوسُ يُخَلِّصُهُ اللهُ۔

فَاسْتَوْلَدْتُ الْجَارِيَةَ۔ فَوَلَدَتْ فَمَاتَتْ، وَخُلِّيَ عَنِ الْمَحْبُوسِ يَوْمَ خَرَجَ إِلَيَّ التَّوْقِيعُ۔

"محمد بن صالح کہتے ہیں: میں نے آں حضرتؑ کے نام خط لکھا اور التجا کی کہ "یاداشا کہ" کی رہائی کے لیے دعا فرمائیں، کیوں کہ اسے عبدالعزیز کے بیٹے نے قید کر رکھا ہے۔ اس طرح میں نے آں حضرتؑ سے یہ بھی التماس کی کہ میں کنیز سے بچے کا باپ بننا چاہتا ہوں۔ انھوں نے جواب میں مرقوم فرمایا: کنیز سے نزدیکی کرو، جو خدا چاہے گا وہی ہوگا اور قیدی کو بھی خدا آزاد کردے گا۔ کچھ عرصہ بعد وہ کنیز حاملہ ہوئی، ولادت کے وقت خود فوت ہوگئی اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور جس روز آں حضرتؑ نے خط لکھ کر مجھے افتخار بخشا اسی دن قیدی بھی آزاد ہوگیا"۔ (بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۲۷)

میرے خط کا جواب عنایت فرمائیں

أَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حَامِدٍ الْمَرَاغِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ: بَعَثَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَلْخٍ بِمَالٍ وَرُقْعَةٍ لَيْسَ فِيهَا كِتَابَةٌ وَقَدْ خَطَّ فِيهَا بِإِصْبَعِهِ، كَمَا تَدُورُ مِنْ غَيْرِ كِتَابَةٍ وَقَالَ لِلرَّسُولِ: احْمِلْ هَذَا الْمَالَ فَمَنْ أَخْبَرَكَ بِقِصَّتِهِ۔

وَأَجَابَ عَنِ الرُّقْعَةِ فَأُوْصِلَ إِلَيْهِ الْمَالُ ، فَصَارَ الرَّجُلُ إِلَى الْعَسْكَرِ وَقَصَدَ جَعْفَراً وَأَخْبَرَهُ الْخَبَرَ۔

فَقَالَ لَهُ جَعْفَرٌ: تُقِرُّ بِالْبَدَاءِ؟

قَالَ الرَّجُلُ: نَعَمْ۔

قَالَ : فَإِنَّ صَاحِبَكَ قَدْ بَدَا لَهُ وَقَدْ أَمَرَكَ أَنْ تُعْطِيَنِي هٰذَا الْمَالَ۔

فَقَالَ لَهُ الرَّسُولُ: لَا يُقْنِعُنِي هٰذَا الْجَوَابُ۔

فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ وَجَعَلَ يَدُورُ أَصْحَابَنَا ، فَخَرَجَتْ إِلَيْهِ رُقْعَةٌ:

هٰذَا مَالٌ كَانَ قَدْ غُدِرَ بِهِ ، كَانَ فَوْقَ صُنْدُوقٍ فَدَخَلَ اللُّصُوصُ الْبَيْتَ فَأَخَذُوا مَا كَانَ فِي الصُّنْدُوقِ وَسَلِمَ الْمَالُ۔

وَرُدَّتْ عَلَيْهِ الرُّقْعَةُ وَقَدْ كُتِبَ فِيهَا : كَمَا تَدُورُ ، وَسَأَلْتَ الدُّعَاءَ فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ وَفَعَلَ۔

"محمد بن شاذان کہتے ہیں: شہر بلخ کے ایک شخص نے ایک خط کے ہم راہ کچھ مال امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں ارسال کیا۔ اس نے خط لکھتے وقت قلم کے مانند انگلی کاغذ پر چلائی، البتہ اس کے کوئی نشانات نہیں لگے تھے۔ (اس نے اس عجیب اور نامرئی عبارت کے ذریعے امام سے سوال کیا تھا)۔ اس نے قاصد سے کہا: یہ خط انھیں دینا جو تمھیں اس خط کا موضوع بتائے۔

قاصد سامرہ کی طرف روانہ ہوا، شہر میں گیا اور محلہ عسکر پہنچا۔ پہلے وہ جعفر کے پاس گیا اور اس سے اپنا مقصود پوچھا۔ جعفر نے کہا: کیا تم بداء[1] کے قائل ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ جعفر نے کہا: صاحب نامہ کو بداء حاصل ہوئی اور اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ یہ مال میرے حوالے کردو۔

اس شخص نے کہا: اس جواب نے مجھے مطمئن نہیں کیا ہے۔

اس کے بعد وہ جعفر کے ہاں سے نکلا اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں شیعوں کے درمیان پھرتا رہا، اچانک اسے ایک خط ملا جس کا مضمون یہ تھا:

"یہ ایسا مال ہے جو حیلہ سازی کر کے تم سے چھیننا چاہتے ہیں تم نے اسے ایک صندوق کے اوپر رکھا ہوا تھا، چور وہ سب کچھ لے گئے ہیں لیکن جو کچھ صندوق کے اندر تھا وہ مال صحیح وسالم بچ گیا ہے"۔

صاحب بال کے خط کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اس میں لکھا گیا تھا: تم نے کاغذ پر اپنی انگلی پھیری ہے اور اس نامرئی عبارت کے ذریعے دعا کی التماس کی ہے، خداوند تمہاری حاجت پوری کرے۔

اس بلخی شخص کی حاجت بھی پوری ہوگئی تھی"۔ (کمال الدین: ج۲، ص ۴۸۸ و ۴۸۹۔ بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۲۷)

دُعا کریں کہ خداوند مجھے ایک فقیہ بیٹا عطا کرے

قال ابن نوح: وحدثني أبو عبد الله الحسين بن محمد

[1] بداء: کسی امر میں دوسری رائے پیدا ہونے کو بداء کہتے ہیں۔ فرہنگ معین: ج ۱، ص ۳۶۹

بْنِ سَوْرَةَ الْقُمِّيُّ حِيْنَ قَدِمَ عَلَيْنَا حَاجًّا قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ يُوسُفَ الصَّائِغُ الْقُمِّيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الدَّلَّالِ وَغَيْرُهُمَا مِنْ مَشَايِخِ أَهْلِ قُمَّ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ عَمِّهِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ، فَلَمْ يُرْزَقْ مِنْهَا وَلَدًا۔

فَكَتَبَ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَحِمَهُ اللهُ أَنْ يَسْأَلَ الْحَضْرَةَ أَنْ يَدْعُوَ اللهَ أَنْ يَرْزُقَهُ أَوْلَادًا فُقَهَاءَ۔

فَجَاءَ الْجَوَابُ:

إِنَّكَ لَا تُرْزَقُ مِنْ هٰذِهِ، وَسَتَمْلِكُ جَارِيَةً دَيْلَمِيَّةً وَتُرْزَقُ مِنْهَا وَلَدَيْنِ فَقِيهَيْنِ۔

قَالَ: وَقَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ سَوْرَةَ حَفِظَهُ اللهُ:

وَلِأَبِي الْحَسَنِ بْنِ بَابَوَيْهِ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ: مُحَمَّدٌ وَالْحُسَيْنُ فَقِيهَانِ مَاهِرَانِ فِي الْحِفْظِ، يَحْفَظَانِ مَا لَا يَحْفَظُ غَيْرُهُمَا مِنْ أَهْلِ قُمَّ وَلَهُمَا أَخٌ اسْمُهُ الْحَسَنُ، وَهُوَ الْأَوْسَطُ مُشْتَغِلٌ بِالْعِبَادَةِ وَالزُّهْدِ لَا يَخْتَلِطُ بِالنَّاسِ وَلَا فِقْهَ لَهُ۔

قَالَ ابْنُ سَوْرَةَ: كُلَّمَا رَوَى أَبُو جَعْفَرٍ وَأَبُو عَبْدِ اللهِ ابْنَا عَلِيِّ الْحُسَيْنِ شَيْئًا يَتَعَجَّبُ النَّاسُ مِنْ حِفْظِهِمَا

وَيَقُولُونَ لَهُمَا : هَذَا الشَّأْنُ خُصُوصِيَّةٌ لَكُمَا بِدَعْوَةِ الْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَكُمَا۔
وَهَذَا أَمْرٌ مُسْتَفِيضٌ فِي أَهْلِ قُمَّ۔

"علی بن حسن بن یوسف صائغ قمی، محمد بن احمد صیرفی اور دوسرے قمی بزرگان کہتے ہیں، علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ نے اپنے چچا محمد بن موسیٰ کی بیٹی سے شادی کی، لیکن اس عورت سے کوئی بچہ پیدا نہ ہوا۔ لہٰذا انھوں نے شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے نام ایک خط لکھا کہ وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام سے التماس کریں کہ وہ اس کے لیے دعا فرمائیں کہ خداوندا سے ایک فقیہ اولاد عطا کرے۔

خط کا جواب یوں آیا: تمھارا اس بیوی سے کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا، عنقریب تم ایک دیلمی کنیز خریدو گے اس سے تمھارے دو بیٹے پیدا ہوں گے جو فقیہ ہوں گے۔

ابن نوح کہتے ہیں: ابوعبداللہ بن سورہ نے مجھے بتایا کہ علی بن بابویہ کے تین بیٹے تھے، ان میں سے محمد اور حسین، یہ دونوں حفظ حدیث میں ماہر فقیہ تھے۔ وہ احادیث جو انھیں حفظ تھیں قم کے دانش مندوں میں سے کسی کو حفظ نہیں تھیں۔ ان دونوں فقیہ بھائیوں کا ایک بھائی بنام حسن تھا جو ان دونوں کے درمیان پیدا ہوا تھا۔ وہ عبادت و زہد میں مشغول رہتا، اس کا لوگوں سے میل جول نہیں تھا اور وہ فقہ سے بھی بے بہرہ تھا۔

ابن سورہ نے کہا: علی بن حسین قمی کے دونوں بیٹے ابوجعفر اور ابوعبداللہ جب بھی کوئی روایت نقل کرتے تو لوگ ان دونوں بھائیوں کے حافظہ پر حیران رہ جاتے اور ان سے کہتے کہ تم لوگوں کو یہ مخصوص مقام و مرتبہ امام زمان علیہ السلام کی دعا کی برکت سے نصیب ہوا ہے۔ البتہ یہ موضوع اہل قم کے درمیان مشہور ہے"۔ (بحار الانوار:

ج۵۱، ص ۳۲۵)

امام زمانؑ کی دُعا سے شیخ صدوقؒ پیدا ہوئے

الْفِهرِستُ لِلنَّجَاشِي: اِجْتَمَعَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ وَسَأَلَهُ مَسَائِلَ، ثُمَّ كَاتَبَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَلٰى يَدِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الْأَسْوَدِ يَسْأَلُهُ أَنْ يُوصِلَ لَهُ رُقْعَةً إِلَى الصَّاحِبِ عليه السلام وَيَسْأَلُهُ فِيهَا الْوَلَدَ۔ فَكَتَبَ إِلَيْهِ: قَدْ دَعَوْنَا اللهَ لَكَ بِذٰلِكَ، وَسَتُرْزَقُ وَلَدَيْنِ ذَكَرَيْنِ خَيِّرَيْنِ ۔ فَوُلِدَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ وَأَبُو عَبْدِاللهِ مِنْ أُمِّ وَلَدٍ۔

وَكَانَ أَبُو عَبْدِاللهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ يَقُولُ: أَنَا وُلِدْتُ بِدَعْوَةِ صَاحِبِ الْأَمْرِ عليه السلام وَيَفْتَخِرُ بِذٰلِكَ۔

"نجاشی اپنی کتاب "فہرست" میں لکھتے ہیں: کسی زمانے میں علی بن حسین بن بابویہ قمی (شیخ صدوقؒ کے والد) نے امام زمان علیہ السلام کے تیسرے نائب خاص ابوالقاسم حسین بن روح قمی نوبختی کے ساتھ ملاقات کی اور کچھ سوالات مطرح کیے۔ (واپس آنے کے بعد) انھوں نے ان کے نام ایک خط لکھا اور امام زمان علیہ السلام سے التجا کی کہ وہ دعا فرمائیں کہ خداوند متعال انھیں ایک بیٹا عطا کرے۔

اس نے وہ خط علی بن جعفر بن اسود جو قم کے بزرگوں میں سے تھے، کے ذریعے حسین بن روح کی خدمت میں بھیجا تا کہ امام زمان علیہ السلام تک پہنچ جائے۔

حضرتؑ نے اس کے جواب میں یوں تحریر فرمایا: تم نے جو کچھ مانگا تھا ہم نے اس کی تمھارے لیے دعا کر دی ہے اور خداوند متعال عنقریب تمھیں دو نیک و صالح بیٹے عطا کرے گا۔ کچھ مدت کے بعد خداوند متعال نے اسے ایک کنیز سے دو بیٹے بنام محمد اور حسین عطا کیے۔

ابو عبداللہ حسین بن عبداللہ کہتے ہیں: میں نے شیخ صدوق سے سنا کہ انھوں نے فرمایا: میں امام زمان علیہ السلام کی دعا سے پیدا ہوا ہوں۔ وہ اس پر فخر بھی کرتے تھے"۔ (رجال نجاشی: ص ۲۶۱۔ بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۰۶)

میں حضرت سے التماس کرتا ہوں کہ خداوند متعال میری زبان کھول دے

قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ بْنَ سَوْرَةَ الْقُمِّيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ سَرُوراً، وَكَانَ رَجُلاً عَابِداً مُجْتَهِداً لَقِيْتُهُ بِالْأَهْوَازِ غَيْرَ أَنِّي نَسِيتُ نَسَبَهُ يَقُولُ:

كُنْتُ أَخْرَسَ لَا أَتَكَلَّمُ، فَحَمَلَنِي أَبِي وَعَمِّي فِي صِبَائِي وَسِنِّي، إِذْ ذَاكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ أَوْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رضی اللہ عنہ۔

فَسَأَلَاهُ أَنْ يَسْأَلَ الْحَضْرَةَ أَنْ يَفْتَحَ اللهُ لِسَانِي۔

فَذَكَرَ الشَّيْخُ أَبُو الْقَاسِمِ الْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ: أَنَّكُمْ أُمِرْتُمْ بِالْخُرُوجِ إِلَى الْحَائِرِ۔

قَالَ سَرُورٌ: فَخَرَجْنَا أَنَا وَأَبِي وَعَمِّي إِلَى الْحَيْرِ، فَاغْتَسَلْنَا

وَرُزِنْتَا۔

قَالَ: فَصَاحَ بِي أَبِي وَعَمِّي: يَا سَرُورُ!

فَقُلْتُ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ: لَبَّيْكَ۔

فَقَالَا لِي: وَيْحَكَ تَكَلَّمْتَ؟!

فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ سَوْرَةَ: وَكَانَ سَرُورٌ هٰذَا رَجُلًا لَيْسَ بِجَهُورِيِّ الصَّوْتِ۔

"ابو عبداللہ بن سورہ قمی کہتے ہیں: سرور ایک عابد و زاہد شخص تھا جو کبھی اپنی آواز بلند نہیں کرتا تھا۔ ایک دن میں نے اسے اہواز میں دیکھا، لیکن اس کا خاندانی نسب بھول گیا تھا۔ اس نے کہا: میں گونگا تھا اور بات نہیں کر سکتا تھا۔ میں تیرہ یا چودہ سال کا تھا کہ میرے والد اور چچا مجھے ابو القاسم حسین بن روح کی خدمت میں لے گئے اور ان سے گزارش کی کہ وہ حضرت امام زمان علیہ السلام سے التجا کریں کہ میری زبان کھل جائے۔

شیخ نے فرمایا: اس کام کے بارے میں تمھارے لیے یہ حکم ہے کہ آپ کربلا جائیں۔ میں اپنے والد اور چچا کے ہمراہ کربلا گیا۔ ہم غسل کرنے کے بعد امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے چلے گئے۔ دوران زیارت میرے والد اور چچا میری طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی: اے سرور! میں نے فصیح زبان میں کہا: جی ہاں۔ انھوں نے کہا: تم بول رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں"۔ (الغیبۃ شیخ طوسی: ص ۳۰۹۔ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۲۵)

التجا کرتا ہوں کہ اجازت فرمائیں کہ میں بغداد سے کاروان کے ہمراہ سفر کروں

عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ بْنِ صَالِحٍ قَالَ:
خَرَجْتُ سَنَةً مِنَ السِّنِينَ إِلَى بَغْدَادَ ، وَاسْتَأْذَنْتُ فِي الْخُرُوجِ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي۔ فَأَقَمْتُ اثْنَيْنِ وَعِشْرِينَ يَوْمًا بَعْدَ خُرُوجِ الْقَافِلَةِ إِلَى النَّهْرَوَانِ۔
ثُمَّ أُذِنَ لِي بِالْخُرُوجِ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَقِيلَ لِي: اخْرُجْ فِيهِ! فَخَرَجْتُ وَأَنَا آيِسٌ مِنَ الْقَافِلَةِ أَنْ أَلْحَقَهَا فَوَافَيْتُ النَّهْرَوَانَ، وَالْقَافِلَةُ مُقِيمَةٌ فَمَا كَانَ إِلَّا أَنْ عَلَفْتُ جَمَلِي حَتَّى رَحَلَتِ الْقَافِلَةُ ، وَرَحَلْتُ وَقَدْ دَعَا لِي بِالسَّلَامَةِ، فَلَمْ أَلْقَ سُوءًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

"ابوعبداللہ بن صالح کہتے ہیں: میں ایک سال بغداد گیا، جب میں نے بغداد کو ترک کرنا چاہا تو میں نے امام زمان علیہ السلام سے ان کے خاص نائب کے توسط سے رخصت ہونے کی اجازت مانگی۔ انھوں نے مجھے اجازت نہ دی اور کاروان چلا گیا۔

میں بائیس دن تک بغداد میں رہا، بدھ کے دن مجھے رخصت ہونے کی اجازت ملی تو انھوں نے امر فرمایا: اپنے آپ کو قافلے تک پہنچاؤ۔ میں اپنے آپ کو قافلے تک پہنچانے سے ناامید ہو چکا تھا، اس کے باوجود، میں وہاں سے روانہ ہوا۔ جب نہروان پہنچا تو دیکھا کہ قافلہ وہاں پر ٹھہرا ہوا ہے، میں نے اپنے اونٹ کو ابھی پانی اور چارا ڈالا ہی تھا کہ کاروان روانہ ہو گیا، میں بھی اس کے ہمراہ چل پڑا۔ چوں کہ آں حضرتؑ

نے مجھے دعا دی تھی کہ سلامت رہوں۔ خدا کا شکر کہ میرے ساتھ کوئی بڑا اتفاق نہیں ہے"۔ (الکافی: ج ۱، ص ۵۱۹۔ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۲۹۷)

میرے لیے خدا سے فرزند کی التجا کریں

قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَجْلِسِی رحمہ اللہ: وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَيْنَاهُ بِإِسْنَادِنَا إِلَى الشَّيْخِ أَبِي جَعْفَرٍ الطَّبَرِيِّ أَيْضًا مِنْ كِتَابِهِ عَنْ أَبِي الْمُفَضَّلِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْكُلَيْنِيِّ قَالَ الْقَاسِمُ بْنُ الْعَلَاءِ:

كَتَبْتُ إِلَى صَاحِبِ الزَّمَانِ علیہ السلام ثَلَاثَةَ كُتُبٍ فِي حَوَائِجَ لِي، وَأَعْلَمْتُهُ أَنَّنِي رَجُلٌ قَدْ كَبِرَ سِنِّي، وَأَنَّهُ لَا وَلَدَ لِي۔

فَأَجَابَنِي عَنِ الْحَوَائِجِ، وَلَمْ يُجِبْنِي فِي الْوَلَدِ بِشَيْءٍ۔

فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ فِي الرَّابِعَةِ كِتَابًا وَسَأَلْتُهُ أَنْ يَدْعُوَ إِلَى اللهِ أَنْ يَرْزُقَنِي وَلَدًا۔

فَأَجَابَنِي وَكَتَبَ بِحَوَائِجِي وَكَتَبَ: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ وَلَدًا ذَكَرًا تَقَرُّ بِهِ عَيْنُهُ، وَاجْعَلْ هٰذَا الْحَمْلَ الَّذِي لَهُ وَلَدًا ذَكَرًا۔

فَوَرَدَ الْكِتَابُ وَأَنَا لَا أَعْلَمُ أَنَّ لِي حَمْلًا، فَدَخَلْتُ إِلَى جَارِيَتِي، فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ فَأَخْبَرَتْنِي أَنَّ عِلَّتَهَا قَدِ ارْتَفَعَتْ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا۔

"جناب علامہ مجلسیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ قاسم بن علا کہتے ہیں: میں نے تین

خطوں میں کچھ سوالات حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیے اور ان کے ضمن میں یہ اضافہ کیا کہ میں ایک بوڑھا شخص ہوں لیکن ابھی تک صاحب اولاد نہیں ہوں۔

حضرتؑ نے میرے سوالات کے جواب مرقوم فرما دیے لیکن اولاد کے بارے میں کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں فرمایا۔

میں نے چوتھی مرتبہ پھر خط لکھا اور آپؑ سے التجا کی کہ وہ خدا کی بارگاہ میں میرے لیے دعا فرمائیں کہ خداوند عالم مجھے اولاد عطا فرمائے۔

آں حضرتؑ نے جواب میں لکھا: خداوندا! اسے بیٹا عطا کرتا کہ وہ اس کے آنکھوں کا نور ہو اور اس نطفے کا لڑکا بنا دے جو اس سے وجود میں آیا ہے۔ جب میں نے خط پڑھا تو سمجھ گیا کہ مجھ سے نطفہ وجود میں آچکا ہے لیکن اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ جب میں نے اس بارے میں اپنی بیوی سے بات کی تو اس نے کہا: جو مشکل تھی وہ ختم ہو چکی ہے اور اب میں حاملہ ہوں۔ کچھ عرصے کے بعد میری بیوی نے ایک بیٹے کو جنم دیا"۔ (دلائل الامامۃ: ص۲۸۱۔ بحار الانوار: ج۵۱، ص ۳۰۳)

میری حاملہ بیوی کے لیے دعا فرمائیں

وَمِمَّا رُوِّيْنَا بِإِسْنَادِنَا إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ فِي الْجُزْءِ الثَّانِي مِنْ كِتَابِ ﴿الدَّلَائِلِ﴾ قَالَ:

وَكَتَبَ رَجُلٌ مِنْ ﴿رَبَضِ حُمَيْدٍ﴾ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ فِي حَمْلٍ لَهُ۔ فَوَرَدَ عَلَيْهِ:

اَلدُّعَاءُ فِي الْحَمْلِ قَبْلَ الْأَرْبَعَةِ الْأَشْهُرِ سَتَلِدُ ابْنًا۔

فَجَاءَ كَمَا قَالَ۔

"شیخ ابی العباس عبداللہ بن جعفر حمیری کتاب "الدلائل" کے دوسرے حصے میں تحریر کرتے ہیں: بغداد کے نواح میں "ربعِ حمید" نامی محلے میں ایک شخص رہتا تھا، اس کی بیوی حاملہ ہوئی۔ اس نے حضرت حجت علیہ السلام کے نام ایک خط لکھا اور حضرتؑ سے التجا کی کہ ولادت کے وقت میری بیوی کی آسانی اور بچے کی سلامتی کے لیے دعا فرمائیں۔

خط کا جواب یوں آیا: حمل میں دعا نطفے کو چار ماہ ہونے سے قبل ہوتی ہے۔ عنقریب تیری زوجہ ایک بیٹے کو جنم دے گی۔ جس طرح سے حضرتؑ نے فرمایا اسی طرح ہوا کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا"۔ (کمال الدین: ج۲،ص ۴۹۳۔ بحارالانوار: ج۵۱،ص ۳۰۶)

بیٹے کی دُعا کا وقت کون سا ہے؟

أَبِي عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ أَبِي حَابِسٍ قَالَ:

قَالَ: وَكَتَبَ رَجُلٌ مِنْ ﴿رَبَضِ حُمَيْدٍ﴾ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ فِي حَمْلٍ لَهُ۔

فَوَرَدَ: الدُّعَاءُ فِي الْحَمْلِ قَبْلَ الْأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَسَتَلِدُ أُنْثَى فَجَاءَ كَمَا قَالَ۔

"ایک اور روایت میں ابوالقاسم بن ابی حابس کہتے ہیں: محلہ ربض کے ایک شخص نے حضرت امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا اور اپنی بیوی کے ہاں آسانی سے ولادت ہونے کے لیے دعا کی درخواست کی۔

خط کا جواب یوں آیا: بیٹے کے لیے دعا حمل سے چار ماہ قبل ہونی چاہیے۔ عنقریب تمھاری زوجہ ایک بیٹی کو جنم دے گی۔

جس طرح سے حضرتؑ نے فرمایا تھا اسی طرح ہوا کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی"۔ (بحارالانوار: ج۵۱، ص۳۳۱)

میری اہم مشکل کے لیے دعا فرمائیں کہ جس نے مجھے غمگین کر رکھا ہے

أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِاللهِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ الزُّرَارِيِّ قَالَ:

قَدِمْتُ مِنَ الْكُوفَةِ وَأَنَا شَابٌّ إِحْدَى قَدَمَاتِي وَمَعِي رَجُلٌ مِنْ إِخْوَانِنَا قَدْ ذَهَبَ عَلَى أَبِي عَبْدِاللهِ اسْمُهُ، وَذٰلِكَ فِي أَيَّامِ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ وَاسْتِتَارِهِ وَنَصْبِهِ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْمَعْرُوفَ بِالشَّلْمَغَانِيِّ، وَكَانَ مُسْتَقِيمًا لَمْ يَظْهَرْ مِنْهُ مَا ظَهَرَ مِنْهُ مِنَ الْكُفْرِ وَالْإِلْحَادِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقْصِدُونَهُ وَيَلْقَوْنَهُ، لِأَنَّهُ كَانَ صَاحِبَ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ سَفِيرًا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ فِي حَوَائِجِهِمْ وَمُهِمَّاتِهِمْ۔

فَقَالَ لِي صَاحِبِي: هَلْ لَكَ أَنْ تَلْقَى أَبَا جَعْفَرٍ وَتُحْدِثَ بِهِ عَهْدًا، فَإِنَّهُ الْمَنْصُوبُ الْيَوْمَ لِهٰذِهِ الطَّائِفَةِ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ شَيْئًا مِنَ الدُّعَاءِ يَكْتُبُ بِهِ إِلَى النَّاحِيَةِ؟

قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

فَدَخَلْنَا إِلَيْهِ فَرَأَيْنَا عِنْدَهُ جَمَاعَةً مِنْ أَصْحَابِنَا، فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَجَلَسْنَا۔

فَأَقْبَلَ عَلَىٰ صَاحِبِي فَقَالَ: مَنْ هَذَا الْفَتَى مَعَكَ؟

فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ آلِ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ۔

فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ: مِنْ أَيِّ زُرَارَةٍ أَنْتَ؟

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! أَنَا مِنْ وُلْدِ بُكَيْرِ بْنِ أَعْيَنَ أَخِي زُرَارَةَ۔

فَقَالَ: أَهْلُ بَيْتٍ جَلِيلٌ عَظِيمُ الْقَدْرِ فِي هَذَا الْأَمْرِ۔

فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ صَاحِبِي فَقَالَ لَهُ: يَا سَيِّدَنَا! أُرِيدُ الْمُكَاتَبَةَ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ۔

فَقَالَ: نَعَمْ۔

قَالَ: فَلَمَّا سَمِعْتُ هَذَا اعْتَقَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ أَنَا أَيْضًا مِثْلَ ذٰلِكَ۔

وَكُنْتُ اعْتَقَدْتُ فِي نَفْسِي مَا لَمْ أُبْدِهِ لِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِ اللهِ حَالَ وَالِدَةِ أَبِي الْعَبَّاسِ ابْنِي، وَكَانَتْ كَثِيرَةَ الْخِلَافِ وَالْغَضَبِ عَلَيَّ وَكَانَتْ مِنِّي بِمَنْزِلَةٍ۔

فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: أَسْأَلُ الدُّعَاءَ لِي مِنْ أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّنِي وَلَا أُسَمِّيهِ۔

فَقُلْتُ: أَطَالَ اللهُ بَقَاءَ سَيِّدِنَا، وَأَنَا أَسْأَلُ حَاجَةً۔

قَالَ: وَمَا هِيَ؟

قُلْتُ: الدُّعَاءَ لِي بِالْفَرَجِ مِنْ أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّنِي۔

قَالَ: فَأَخَذَ دَرْجًا بَيْنَ يَدَيْهِ كَانَ أَثْبَتَ فِيهِ حَاجَةَ الرَّجُلِ

فَكَتَبَ: وَالزُّرَارِيُّ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ لِي أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّهُ۔

قَالَ: ثُمَّ طَوَاهُ، فَقُمْنَا وَانْصَرَفْنَا، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَيَّامٍ

قَالَ لِي صَاحِبِي: أَلَا نَعُودُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ فَنَسْأَلَهُ عَنْ

حَوَائِجِنَا الَّتِي كُنَّا سَأَلْنَاهُ؟

فَمَضَيْتُ مَعَهُ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَحِينَ جَلَسْنَا عِنْدَهُ أَخْرَجَ

الدَّرْجَ وَفِيهِ مَسَائِلُ كَثِيرَةٌ قَدْ أُجِيبَتْ فِي تَضَاعِيفِهَا۔

فَأَقْبَلَ عَلَى صَاحِبِي فَقَرَأَ عَلَيْهِ جَوَابَ مَا سَأَلَ۔

ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ وَهُوَ يَقْرَأُ فَقَالَ:

وَأَمَّا الزُّرَارِيُّ وَحَالُ الزَّوْجِ وَالزَّوْجَةِ فَأَصْلَحَ اللهُ ذَاتَ

بَيْنِهِمَا۔

قَالَ: فَوَرَدَ عَلَيَّ أَمْرٌ عَظِيمٌ وَقُمْنَا فَانْصَرَفْنَا۔

فَقَالَ لِي: قَدْ وَرَدَ عَلَيْكَ هَذَا الْأَمْرُ۔

فَقُلْتُ: أَعْجَبُ مِنْهُ۔

قَالَ: مِثْلَ أَيِّ شَيْءٍ؟

فَقُلْتُ: لِأَنَّهُ سِرٌّ لَمْ يَعْلَمْهُ إِلَّا اللهُ تَعَالَى وَغَيْرِي فَقَدْ أَخْبَرَنِي بِهِ۔

فَقَالَ: أَتَشُكُّ فِي أَمْرِ النَّاحِيَةِ أَخْبِرْنِي الْآنَ مَا هُوَ؟

فَأَخْبَرْتُهُ، فَعَجِبَ مِنْهُ، ثُمَّ قَضَى أَنْ عُدْنَا إِلَى الْكُوفَةِ،

فَدَخَلْتُ دَارِي وَكَانَتْ أُمُّ أَبِي الْعَبَّاسِ مُغَاضِبَةً لِي فِي مَنْزِلِ أَهْلِهَا - فَجَاءَتْ إِلَيَّ فَاسْتَرْضَتْنِي وَاعْتَذَرَتْ وَوَافَقَتْنِي، وَلَمْ تُخَالِفْنِي حَتَّى فَرَّقَ الْمَوْتُ بَيْنَنَا۔

"ابوغالب زُراری کہتے ہیں: جب شیخ ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی امامِ زمان علیہ السلام کے نائب تھے تو وہ خود غائب ہو گئے اور ابوجعفر محمد بن علی معروف سلمغانی کو اپنے اور شیعوں کے درمیان رابطہ قائم رکھنے کے لیے منسوب کیا۔ البتہ وہ اس وقت تک صحیح و سالم عقیدے کا مالک تھا اور اس نے اپنے کفر و الحاد کو آشکار نہیں کیا تھا۔ میں اپنے دوست کے ہمراہ کوفہ سے باہر آیا۔ اس نے مجھ سے کہا: تم چاہتے ہو کہ ابوجعفر محمد بن علی سلمغانی کے ساتھ ملاقات کرو اور اس کی بیعت کرو؟ کیوں کہ وہ شیعوں کا رئیس ہے۔ میں اس سے ملاقات کرنے جا رہا ہوں اور اس سے کہوں گا کہ وہ ایک خط لکھیں اور امامِ زمان علیہ السلام سے میرے لیے دعا کی التماس کریں۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے۔

ہم دونوں بغداد میں سلمغانی کے پاس گئے، جب کہ ہمارے دوستوں کا ایک گروہ بھی اس کے اردگرد بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے بھی سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ اس نے میرے دوست کی طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ جوان جو تمھارے ہم راہ ہے کون ہے؟

اس نے کہا: یہ زُرارہ بن اعین کے خاندان سے ہے۔

سلمغانی نے میری طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کون سے زُرارہ سے ہو؟

میں نے کہا: میرے آقا! میں زُرارہ بن اعین کے بھائی بکیر بن اعین کا بیٹا ہوں۔ انھوں نے کہا: زُرارہ کا خاندان شیعوں کے اندر بلند مقام رکھتا ہے۔ اس کے بعد میرے دوست نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اے میرے آقا! میں چاہتا ہوں

کہ التماس دعا کے لیے امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھوں۔ انھوں نے کہا: ٹھیک ہے۔

جب میں نے یہ مطلب سنا تو میں بھی معتقد ہو گیا کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے دعا کی التجا کروں۔ میں نے اپنے دل میں نیت کی، کسی کو بھی میری نیت کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔ میں نے اپنی بیوی یعنی ابو العباس کی ماں کے ساتھ اپنے اختلاف کی مشکل کے بارے میں نیت کی تھی۔ کیوں کہ کئی سالوں سے میرا اس کے ساتھ اختلاف چل رہا تھا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں اپنی زندگی کی اہم ترین مشکل کے لیے دعا کی التجا کرتا ہوں۔ اس کے بغیر کہ میں اپنی مشکل بیان کرتا، میں نے سلمغانی سے کہا: خدا میرے آقا کی عمر طولانی کرے، میری بھی ایک حاجت ہے۔ سلمغانی نے کہا: تمھاری حاجت کیا ہے؟ میں نے کہا: حضرت امام مہدی علیہ السلام میرے لیے ایک دعا فرمائیں کہ میرا غم برطرف ہو جائے۔

انھوں نے اپنے سامنے سے ایک کاغذ اُٹھایا اور اس پر میری حاجت لکھوا دی۔ اس کے بعد ایک خط میں لکھا کہ زُراری نے ایک اہم مشکل کے لیے دعا کی التجا کی ہے جس نے اسے غمگین کر رکھا ہے۔

اس کے بعد انھوں نے خط کو لپیٹا، ہم وہاں سے اٹھے اور چلے گئے۔ کچھ عرصے کے بعد خط کا جواب لینے کے لیے جناب سلمغانی کے پاس گئے۔

جب ہم ان کے قریب بیٹھے تو انھوں نے ایک طومار نکالا جس پر بہت سے سوالوں کے جوابات لکھے ہوئے تھے۔ انھوں نے میرے دوست کی طرف متوجہ ہو کر اس کے سوال کا جواب پڑھا۔ اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور یوں پڑھا: ہاں، خدا نے زُراری اور اس کی زوجہ کے درمیان صلح برقرار کر دی ہے۔

میں بہت حیران ہوا۔ جب ہم واپس آئے تو اس نے مجھ سے کہا: تمھاری نظر میں کیا ہے؟

میں نے کہا: مجھے بہت زیادہ تعجب ہوا ہے۔

اس نے کہا: کس لیے؟

میں نے کہا: کیوں کہ میری درخواست میں ایک ایسا راز تھا جس سے خدا کے سوا کوئی بھی آگاہ نہیں تھا، لیکن انھوں نے اس کے بارے میں بتایا ہے۔

اس نے کہا: کیا تمھیں امام علیہ السلام کے بارے میں شک ہے؟ موضوع کیا تھا؟

میں نے سارا ماجرا بیان کیا تو وہ بھی بہت حیران ہوا۔

اس کے بعد ہم کوفہ کی طرف لوٹ آئے۔ میں گھر میں داخل ہوا۔ ابو العباس کی ماں مجھ سے ناراض ہو کر میکے چلی گئی تھی۔ آں حضرتؑ کی دعا کے بعد خداوند عالم نے اسے میرا مطیع بنا دیا لہٰذا وہ گھر لوٹ آئی اور مجھ سے رضایت طلب کرتے ہوئے معذرت کی۔ اس نے زندگی بھر میرا ساتھ دیا اور کبھی میری مخالفت نہیں کی یہاں تک کہ زمانے نے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر دیا اور وہ دنیا سے رخصت ہو گئی"۔

(الغیبۃ شیخ طوسی: ص ۳۰۲۔ بحار الانوار: ج ۵۱، ص ۳۲۰)

فصلِ ششم

آخرالزمان امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں سوالات

اے رسولؐ خدا کے فرزند! قیام کب ہوگا؟

حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى بْنِ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عليهم السلام قَالَ:

وَجَدْتُ فِي كِتَابِ أَبِي رحمه الله حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوَالُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الطَّبَرِيِّ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ:

سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ جَدِّي عَلِيَّ بْنَ مَهْزِيَارَ يَقُولُ:

كُنْتُ نَائِمًا فِي مَرْقَدِي إِذْ رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ قَائِلًا يَقُولُ لِي: حُجَّ فِي هَذِهِ السَّنَةِ، فَإِنَّكَ تَلْقَى صَاحِبَ زَمَانِكَ۔

قَالَ عَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارَ: فَانْتَبَهْتُ فَرِحًا مَسْرُورًا فَمَا زِلْتُ فِي صَلَاتِي حَتَّى انْفَجَرَ عَمُودُ الصُّبْحِ وَفَرَغْتُ مِنْ صَلَاتِي وَخَرَجْتُ أَسْأَلُ عَنِ الْحَاجِّ۔

فَوَجَدْتُ رِفْقَةً تُرِيدُ الْخُرُوجَ، فَبَادَرْتُ مَعَ أَوَّلِ مَنْ خَرَجَ فَمَا زِلْتُ كَذَلِكَ حَتَّى خَرَجُوا وَخَرَجْتُ بِخُرُوجِهِمْ أُرِيدُ الْكُوفَةَ۔ فَلَمَّا وَافَيْتُهَا نَزَلْتُ عَنْ رَاحِلَتِي، وَسَلَّمْتُ مَتَاعِي إِلَى ثِقَاتِ إِخْوَانِي وَخَرَجْتُ أَسْأَلُ عَنْ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ عليه السلام۔

فَمَا زِلْتُ كَذٰلِكَ فَلَمْ أَجِدْ أَثَرًا وَلَا سَمِعْتُ خَبَرًا وَخَرَجْتُ فِي أَوَّلِ مَنْ خَرَجَ أُرِيدُ الْمَدِينَةَ۔

فَلَمَّا دَخَلْتُهَا لَمْ أَتَمَالَكْ أَنْ نَزَلْتُ عَنْ رَاحِلَتِي، وَسَلَّمْتُ رَحْلِي إِلَى ثِقَاتِ إِخْوَانِي وَخَرَجْتُ أَسْأَلُ عَنِ الْخَبَرِ وَأَقْفُو الْأَثَرَ، فَلَا خَبَرًا سَمِعْتُ وَلَا أَثَرًا وَجَدْتُ۔

فَلَمْ أَزَلْ كَذٰلِكَ إِلَى اَنْ نَفَرَ النَّاسُ إِلَى مَكَّةَ، وَخَرَجْتُ مَعَ مَنْ خَرَجَ حَتّٰى وَافَيْتُ مَكَّةَ وَنَزَلْتُ وَاسْتَوْثَقْتُ مِنْ رَحْلِي ، وَخَرَجْتُ أَسْأَلُ عَنْ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍؑ ۔ فَلَمْ أَسْمَعْ خَبَرًا وَلَا وَجَدْتُ أَثَرًا۔

فَمَا زِلْتُ بَيْنَ الْإِيَاسِ وَالرَّجَاءِ مُتَفَكِّرًا فِي أَمْرِي وَعَاتِبًا عَلٰى نَفْسِي ، وَقَدْ جَنَّ اللَّيْلُ وَأَرَدْتُ أَنْ يَخْلُوَ لِي وَجْهُ الْكَعْبَةِ لِأَطُوفَ بِهَا ، وَأَسْأَلَ اللّٰهَ يُعَرِّفُنِي أَمَلِي فِيهَا ۔

فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ وَقَدْ خَلَا لِي وَجْهُ الْكَعْبَةِ، إِذْ قُمْتُ إِلَى الطَّوَافِ ، فَإِذَا أَنَا بِفَتًى مَلِيحِ الْوَجْهِ طَيِّبِ الرَّوْحِ مُتَّزِرٍ بِبُرْدَةٍ مُتَّشِحٍ بِأُخْرٰى وَقَدْ عَطَفَ بِرِدَائِهِ عَلٰى عَاتِقِهِ۔

فَحَرَّكْتُهُ ، فَالْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟

فَقُلْتُ: مِنَ الْأَهْوَازِ۔

فَقَالَ: أَتَعْرِفُ بِهَا ابْنَ الْخَصِيبِ؟

فَقُلْتُ: رَحِمَهُ اللّٰهُ دُعِيَ۔

فَأَجَابَ فَقَالَ: رَحِمَهُ اللّٰهُ فَلَقَدْ كَانَ بِالنَّهَارِ صَائِمًا، وَبِاللَّيْلِ قَائِمًا وَلِلْقُرْآنِ تَالِيًا، وَلَنَا مُوَالِيًا أَتَعْرِفُ بِهَا عَلِيَّ بْنَ مَهْزِيَارَ؟

فَقُلْتُ: أَنَا عَلِيُّ بْنُ مَهْزِيَارَ۔ فَقَالَ: أَهْلًا وَسَهْلًا بِكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ! أَتَعْرِفُ الضَّرِيحَيْنِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ۔ قَالَ: وَمَنْ هُمَا؟ قُلْتُ: مُحَمَّدٌ وَمُوسٰى۔

قَالَ: وَمَا فَعَلْتَ الْعَلَامَةَ الَّتِي بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام؟

فَقُلْتُ: مَعِي۔

قَالَ: أَخْرِجْهَا إِلَيَّ!

فَأَخْرَجْتُ إِلَيْهِ خَاتَمًا حَسَنًا عَلٰى فَصِّهِ: ﴿مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ﴾۔

فَلَمَّا رَآهُ بَكٰى بُكَاءً طَوِيلًا وَهُوَ يَقُولُ: رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! فَلَقَدْ كُنْتَ إِمَامًا عَادِلًا ابْنَ أَئِمَّةٍ أَبَا إِمَامٍ أَسْكَنَكَ اللّٰهُ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى مَعَ آبَائِكَ۔

ثُمَّ قَالَ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! صِرْ إِلٰى رَحْلِكَ وَكُنْ عَلٰى أُهْبَةِ السَّفَرِ حَتّٰى إِذَا ذَهَبَ الثُّلُثُ مِنَ اللَّيْلِ وَبَقِيَ الثُّلُثَانِ فَالْحَقْ بِنَا، فَإِنَّكَ تَرٰى مُنَاكَ۔

قَالَ ابْنُ مَهْزِيَارَ: فَانْصَرَفْتُ إِلٰى رَحْلِي أُطِيلُ الْفِكْرَ حَتّٰى إِذَا هَجَمَ الْوَقْتُ: فَقُمْتُ إِلٰى رَحْلِي فَأَصْلَحْتُهُ وَقَدَّمْتُ رَاحِلَتِي فَحَمَلْتُهَا وَصِرْتُ فِي مَتْنِهَا حَتّٰى لَحِقْتُ الشِّعْبَ۔

فَإِذَا أَنَا بِالْفَتَى هُنَاكَ يَقُولُ: أَهْلاً وَسَهْلاً يَا أَبَا الْحَسَنِ!
طُوبَى لَكَ فَقَدْ أُذِنَ لَكَ ، فَسَارَ وَسِرْتُ بِسَيْرِهِ حَتَّى جَازَ بِي
عَرَفَاتٍ وَمِنًى وَصِرْتُ فِي أَسْفَلِ ذِرْوَةِ الطَّائِفِ، فَقَالَ لِي:
يَا أَبَا الْحَسَنِ! انْزِلْ وَخُذْ فِي أُهْبَةِ الصَّلَاةِ!
فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَفَرَغْتُ۔
ثُمَّ قَالَ لِي: خُذْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَأَوْجِزْ!
فَأَوْجَزْتُ فِيهَا ، وَسَلَّمَ وَعَفَّرَ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ ، ثُمَّ رَكِبَ
وَأَمَرَنِي بِالرُّكُوبِ ، ثُمَّ سَارَ وَسِرْتُ بِسَيْرِهِ حَتَّى عَلَا
الذِّرْوَةَ، فَقَالَ: الْمَحْ هَلْ تَرَى شَيْئًا ؟
فَلَمَحْتُ فَرَأَيْتُ بُقْعَةً نَزِهَةً كَثِيرَةَ الْعُشْبِ وَالْكَلَاءِ ،
فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! أَرَى بُقْعَةً كَثِيرَةَ الْعُشْبِ وَالْكَلَاءِ۔
فَقَالَ لِي: هَلْ فِي أَعْلَاهَا شَيْءٌ؟
فَلَمَحْتُ فَإِذَا أَنَا بِكَثِيبِ رَمْلٍ فَوْقَهُ بَيْتٌ مِنْ شَعْرٍ
يَتَوَقَّدُ نُورًا۔
فَقَالَ لِي: هَلْ رَأَيْتَ شَيْئًا ؟
فَقُلْتُ: أَرَى كَذَا وَكَذَا۔
فَقَالَ لِي: يَا بْنَ مَهْزِيَارَ! طِبْ نَفْسًا وَقَرَّ عَيْنًا ، فَإِنَّ هُنَاكَ
أَمَلَ كُلِّ مُؤَمِّلٍ۔
ثُمَّ قَالَ لِي: انْطَلِقْ بِنَا۔

فَسَارَ وَسِرْتُ حَتّٰى صَارَ فِي أَسْفَلِ الذِّرْوَةِ، ثُمَّ قَالَ لِي:
انْزِلْ فَهَاهُنَا يَذِلُّ كُلُّ صَعْبٍ۔
فَنَزَلَ وَنَزَلْتُ حَتّٰى قَالَ لِي: يَا ابْنَ مَهْزِيَارَ! خَلِّ عَنْ زِمَامِ الرَّاحِلَةِ۔
فَقُلْتُ: عَلٰى مَنْ أُخَلِّفُهَا؟ وَلَيْسَ هَاهُنَا أَحَدٌ۔
فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا حَرَمٌ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا وَلِيٌّ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا وَلِيٌّ۔
فَخَلَّيْتُ عَنِ الرَّاحِلَةِ وَسَارَ وَسِرْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْخِبَاءِ سَبَقَنِي وَقَالَ لِي: هُنَاكَ إِلٰى أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ۔
فَمَا كَانَ إِلَّا هُنَيْئَةً، فَخَرَجَ إِلَيَّ وَهُوَ يَقُولُ: طُوبٰى لَكَ فَقَدْ أُعْطِيتَ سُؤْلَكَ۔
قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰى نَمَطٍ عَلَيْهِ نَطْعُ أَدَمٍ أَحْمَرَ مُتَّكِئٌ عَلٰى مِسْوَرَةِ أَدَمٍ، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ۔
وَلَمَحْتُهُ فَرَأَيْتُ وَجْهًا مِثْلَ فِلْقَةِ قَمَرٍ لَا بِالْخَرِقِ وَلَا بِالنَّزِقِ، وَلَا بِالطَّوِيلِ الشَّامِخِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ اللَّاصِقِ، مَمْدُودَ الْقَامَةِ، صَلْتَ الْجَبِينِ، أَزَجَّ الْحَاجِبَيْنِ، أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ أَقْنَى الْأَنْفِ، سَهْلَ الْخَدَّيْنِ، عَلٰى خَدِّهِ الْأَيْمَنِ خَالٌ۔ فَلَمَّا أَنَا بَصُرْتُ بِهِ حَارَ عَقْلِي فِي نَعْتِهِ وَصِفَتِهِ، فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ مَهْزِيَارَ! كَيْفَ خَلَّفْتَ إِخْوَانَكَ بِالْعِرَاقِ؟

قُلْتُ: فِي ضَنْكِ عَيْشٍ، وَهَنَاةٍ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَلَيْهِمْ سُيُوفُ بَنِي الشَّيْصَبَانِ۔

فَقَالَ: قَاتَلَهُمُ اللهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ، كَأَنِّي بِالْقَوْمِ وَقَدْ قُتِلُوا فِي دِيَارِهِمْ، وَأَخَذَهُمْ أَمْرُ رَبِّهِمْ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا۔

فَقُلْتُ: مَتَىٰ يَكُونُ ذٰلِكَ يَابْنَ رَسُولِ اللهِ؟

فَقَالَ عليه السلام: إِذَا حِيلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ سَبِيلِ الْكَعْبَةِ بِأَقْوَامٍ لَا خَلَاقَ لَهُمْ وَاللهُ وَرَسُولُهُ مِنْهُمْ بَرَاءٌ، وَظَهَرَتِ الْحُمْرَةُ فِي السَّمَاءِ ثَلَاثًا فِيهَا أَعْمِدَةٌ كَأَعْمِدَةِ اللُّجَيْنِ تَتَلَأْلَأُ نُورًا وَيَخْرُجُ الشَّرُوسِيُّ مِنْ إِرْمِينِيَّةَ وَآذَرْبِيجَانَ يُرِيدُ وَرَاءَ الرَّيِّ الْجَبَلَ الْأَسْوَدَ الْمُتَلَاحِمَ بِالْجَبَلِ الْأَحْمَرِ لَزِيقَ جِبَالِ طَالَقَانَ۔ فَتَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَرْوَزِيِّ وَقْعَةٌ صَيْلَمَانِيَّةٌ يَشِيبُ فِيهَا الصَّغِيرُ وَيَهْرَمُ مِنْهَا الْكَبِيرُ، وَيَظْهَرُ الْقَتْلُ بَيْنَهُمَا۔

فَعِنْدَهَا تَوَقَّعُوا خُرُوجَهُ إِلَى الزَّوْرَاءِ، فَلَا يَلْبَثُ بِهَا حَتَّىٰ يُوَافِيَ مَاهَانَ، ثُمَّ يُوَافِي وَاسِطَ الْعِرَاقِ، فَيُقِيمُ بِهَا سَنَةً أَوْ دُونَهَا۔ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَىٰ كُوفَانَ۔ فَتَكُونُ بَيْنَهُمْ وَقْعَةٌ مِنَ النَّجَفِ إِلَى الْحِيرَةِ إِلَى الْغَرِيِّ وَقْعَةٌ شَدِيدَةٌ تَذْهَلُ مِنْهَا الْعُقُولُ، فَعِنْدَهَا يَكُونُ بَوَارُ الْفِئَتَيْنِ وَعَلَى اللهِ حَصَادُ الْبَاقِينَ۔ ثُمَّ تَلَا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ﴿أَتَاهَا أَمْرُنَا

لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَأَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ﴾

(سورۂ یونس: آیت ۲۴)

فَقُلْتُ: سَيِّدِي! يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مَا الْأَمْرُ؟

قَالَ: نَحْنُ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَجُنُوْدُهُ۔

قُلْتُ: سَيِّدِي! يَابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! حَانَ الْوَقْتُ؟

قَالَ: وَ ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾ (سورۂ قمر: آیت ۱)

"محمد بن علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں نے اپنے والد گرامی سے سنا کہ انھوں نے کہا کہ میرے جد علی بن مہزیار نے فرمایا:

ایک رات میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا تھا، اس سال حج پر جاؤ، اپنے امام کی زیارت کر سکو گے۔ میں شاد و خوش حال نیند سے بیدار ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر میں نے نماز صبح بجالائی۔ اس کے بعد میں حاجیوں کے کاروان کی تلاش میں نکلا۔ پتا چلا کہ کچھ رفقا مکہ جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو میں سب سے پہلے اس کاروان کے ہمراہ کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں کوفہ پہنچا، سواری سے اُترا، اور اپنا سامان وغیرہ اپنے امین بھائیوں کے سپرد کیا۔ اس کے بعد میں روانہ ہوا تا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں پوچھوں۔ لیکن مجھے ان کا نہ کوئی نام ونشان ملا اور نہ ہی کوئی خبر۔

مجبوراً میں سب سے پہلے کاروان کے ہمراہ مدینہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں مدینہ میں داخل ہوا تو اپنی سواری سے اُترا، اپنا سامان وغیرہ اپنے دوستوں کے سپرد کیا اور اپنے مطلوب کی تلاش میں نکل گیا، لیکن پھر بھی نہ کوئی نام ونشان ملا اور نہ

ہی کوئی خبر ہوئی۔ اس کے بعد میں مکہ جانے والے کاروان کے ہم راہ روانہ ہوا۔ مکہ میں داخل ہوا، وہاں پر بھی اپنا سامان اپنے امین دوستوں کے حوالے کیا اور اپنے مقصود کی جستجو میں نکل گیا لیکن کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ اسی طرح میں خوف اور اُمید کے درمیان اپنے ہدف کے بارے میں سوچ رہا تھا اور اپنے آپ سے کہہ رہا تھا کہ یہ کیا کام تھا جو میں نے کیا ہے؟

جب رات کی تاریکی نے ہر جگہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو میں مسجد الحرام میں داخل ہوا اور منتظر تھا کہ خانہ کعبہ کے اطراف سے ہجوم کم ہو تو میں بھی طواف میں مشغول ہو جاؤں اور خداوند کی بارگاہ میں التجا کروں کہ مجھے میرے مقصود تک پہنچا دے۔

جب خانہ کعبہ کے اطراف سے ہجوم کم ہوا تو میں اُٹھا اور طواف کرنے میں مشغول ہو گیا۔ اس وقت مجھے ایک جوان نظر آئے جن کے رخسار ملیح اور چہرہ خوب صورت تھا۔ انھوں نے لباس پر یمانی چادر پہنی ہوئی تھی اور اپنی ردا کا کچھ حصہ اپنے کاندھے پر ڈالے ہوئے تھے۔

میں نے انھیں ہاتھ سے ہلایا۔ انھوں نے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کہ تم کون ہو؟

میں نے کہا: میں اہواز سے آیا ہوں۔ انھوں نے فرمایا: وہاں پر ابن خضیب کو پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: خدا ان پر رحمت کرے، انھوں نے حکم خدا پر لبیک کہا ہے۔ انھوں نے فرمایا: خدا ان پر رحمت کرے وہ دنوں میں روزہ رکھتے، راتیں عبادت میں بسر کرتے اور مسلسل قرآن کی تلاوت کرتے تھے، ان کا شمار ہمارے دوستوں میں ہوتا ہے۔ اس کے بعد پوچھا: کیا علی بن مہزیار کو بھی جانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: علی بن مہزیار میں ہی ہوں۔ انھوں نے فرمایا: اے ابوالحسن!

خوش آمدید! کیا آپ ان دو افراد کو پہچانتے ہو جو شہر اور دیار سے دُور ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پوچھا: وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا: محمد اور موسیٰ۔ اس کے بعد پوچھا: وہ نشانی جو آپ اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے درمیان تھی، وہ کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا: وہ میرے ہمراہ ہے۔

آپ نے فرمایا: وہ مجھے دکھائیں۔

میں نے ایک خوب صورت انگوٹھی جس کے نگین پر محمد و علی علیہما السلام نقش تھا انھیں دکھائی۔ جب انھوں نے وہ انگوٹھی دیکھی تو کافی دیر تک گریہ کرتے رہے اور اسی حالت میں فرماتے رہے: اے ابو محمد! خدا آپ پر رحمت کرے۔ آپ امامِ عادل ہیں، آئمہ کے بیٹے اور امام کے والد ہیں۔ خداوند متعال نے آپ کو آپؑ کے آباء واجداد کے ہمراہ فردوس اعلیٰ میں ہم نشین کیا ہے۔ اس کے بعد کہا: اے ابوالحسن! اپنے ٹھکانے پر واپس چلے جائیں اور سفر کی تیاری کریں۔ جب رات کا تیسرا حصّہ گزر جائے تو اس وقت ہمارے پاس آنا تا کہ آپ ہمارے ہاں اپنی آرزو کو پاسکیں گے۔

ابن مہزیار کہتے ہیں: میں اپنی قیام گاہ پر واپس آیا اور کافی دیر تک فکر میں ڈوبا رہا، یہاں تک کہ وعدے کا وقت ہو گیا تو میں اٹھا، سامان وغیرہ اکٹھا کیا، اُونٹ پر لادا اور سوار ہو کر وہاں سے روانہ ہوا، یہاں تک کہ ایک درّے کے کنارے پہنچا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں پر وہی جوان ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں:

اے ابوالحسن! خوش آمدید۔ تم خوش قسمت ہو کہ تمھیں ملاقات کی اجازت مل گئی ہے۔ اس کے بعد وہ میرے آگے اور میں ان کے پیچھے روانہ ہوا۔ ہم عرفات و منیٰ سے آگے بڑھ گئے اور کوہ طائف کے دامن میں پہنچے۔ اس جوان نے مجھ سے کہا: اے ابوالحسن نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو نماز کے لیے تیار کرو۔

اس کے بعد وہ گھوڑے سے اُترے، جب وہ اور مَیں نماز ختم کر چکے تو انھوں نے کہا: صبح کی نماز پڑھ لو، البتہ مختصر۔ مَیں نے بطور مختصر نماز پڑھی۔ اس جوان نے بھی سلام دینے کے بعد اپنا چہرہ خاک پر رکھا، اس کے بعد وہ کھڑے ہوئے، اپنی سواری پر سوار ہوئے اور مجھے بھی حکم دیا کہ میں بھی اپنی سواری بیٹھ جاؤں۔ میں سوار ہوا اور وہاں سے باہم روانہ ہوئے۔ جب ہم طائف کی بلندی پر پہنچے تو انھوں نے مجھ سے پوچھا: دیکھو! کوئی چیز نظر آرہی ہے؟

مَیں نے اطراف میں نگاہ دوڑائی تو ایک وسیع اور سرسبز وشاداب دشت دیکھا، اور عرض کیا: اے میرے آقا! ایک وسیع اور سرسبز وشاداب دشت دیکھ رہا ہوں۔

اُنھوں نے فرمایا: کیا اس سرسبز زمین کے اوپر کوئی چیز بھی دیکھ رہے ہو؟

جب مَیں نے غور سے دیکھا تو ریت کا ایک بلند ٹیلہ تھا جس کے اُوپر بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ تھا اور اس سے نُور چمک رہا تھا۔

انھوں نے پوچھا: کیا کچھ دیکھ رہے ہو؟

مَیں نے کہا: ہاں! یوں، یوں دیکھ رہا ہوں۔

اُنھوں نے فرمایا: اے ابن مہزیار! تم خوش قسمت ہو اور تمھاری آنکھیں روشن ہوں، کیوں کہ تمام آرزومندوں کی آرزو وہاں پر ہے۔

پھر فرمایا: میرے ہمراہ آؤ۔

میں ان کے ہم راہ روانہ ہوا اور ہم ریت کے اس ٹیلے کے دامن میں پہنچے۔

پھر فرمایا: اتر آؤ کہ یہاں پر ہر مشکل آسان ہوجاتی ہے۔ جب میں اپنی سواری سے اُترا تو فرمایا: اے ابن مہزیار! اپنی سواری کو کھلا چھوڑ دو۔

مَیں نے کہا: میں اپنی سواری کس کے سپرد کروں، یہاں پر تو کوئی بھی نہیں ہے؟

انھوں نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ یہ ایسا حرم ہے کہ دوست کے سوا کوئی اور یہاں پر نہیں آتا اور نہ ہی دوست کے سوا کوئی باہر جاتا ہے۔

میں نے اپنی سواری کی مہار چھوڑ دی اور ان کے ہم راہ چل دیا۔ جب خیمہ نزدیک ہوا تو وہ جوان مجھ سے پہلے اندر گئے اور مجھ سے کہا کہ یہاں پر ٹھہرو تا کہ داخل ہونے کا اذن لیا جائے۔ کوئی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ آئے اور فرمایا: تم خوش قسمت ہو کہ اپنی آرزو تک پہنچ گئے ہو۔ اس کے بعد وہ مجھے اپنے ہمراہ خیمے کے اندر لے گیا۔

جب میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو دیکھا کہ آں حضرتؑ ایک قالیچے پر سرخ رنگ کے تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جس کے اوپر چمڑے کا سرخ رنگ کا فرش بچھا ہوا تھا۔ میں نے آں حضرتؑ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو انھوں نے میرے سلام کا جواب عنایت فرمایا۔

آں حضرتؑ کے جمال سے میری آنکھیں روشن ہوئیں۔ میں نے چاند کے ٹکڑے کے مانند رخسار دیکھے، نہ کمزور تھے، نہ موٹے، نہ زیادہ بلند تھے اور نہ ہی چھوٹے، بلکہ آپؑ کا قد درمیانہ تھا، پیشانی چوڑی، ابرو لمبے، آنکھیں سیاہ، ناک ستواں، چہرہ صاف اور دائیں رخسار پر تل تھا۔ جب میں نے غور سے آں حضرتؑ کی طرف دیکھا تو آپؑ کی تعریف و توصیف کرنے میں میری عقل دنگ رہ گئی۔

حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا: اے فرزند مہزیار! تم نے عراق میں اپنا دینی بھائیوں کو کس حالت میں چھوڑا ہے۔؟

میں نے عرض کیا: ان کی زندگی بہت سخت ہے۔ شیطان کی اولاد کی تلوار ہمیشہ ان پر برستی رہتی ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: خداوند انھیں (دشمنانِ اہل بیتؑ) کو برباد کرے، ان لوگوں کا کیا ارادہ ہے، میں وہ دن دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے گھروں میں قتل کیے جائیں گے اور وہ شب و روز عذاب الٰہی میں گرفتار ہیں۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ کا قیام کس زمانے میں ہوگا؟

آں حضرتؑ نے فرمایا: جس وقت بدکردار لوگ جن سے خدا اور اس کا رسولؐ بے زار ہیں، وہ تمھارے لیے خانہ خدا کا راستہ بند کردیں گے،، آسمان پر سرخی ظاہر ہو گی، اس سے نورانی ستون چمکیں گے، ارمنستان اور آذربائیجان سے شروی، شہر رَے کے پیچھے سیاہ پہاڑ جو سرخ پہاڑ اور طالقان کے پہاڑوں کے ساتھ متصل ہے، پر قبضہ کرنے کے لیے قیام کرے گا۔ اس کے اور مروزی "مرو کے ایک شخص" کے درمیان سخت جنگ ہوگی جو بچوں کو بوڑھا اور بوڑھوں کو فرسودہ حال کر دے گی اور دونوں طرفوں سے لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد قتل ہوگی۔

اس وقت "زوراء" سے ان کے خروج کا انتظار کرو۔ وہ وہاں پر آرام نہیں کریں گے، یہاں تک کہ ماہان "دینور و نہاوند" تک پہنچیں گے۔ پھر واسط "عراق" کی طرف جائیں گے اور ایک سال یا اس سے کم تر وہاں پر رکیں گے۔ اس کے بعد کوفہ جائیں گے۔ ان دو فوجوں کے درمیان نجف سے حیرہ اور وہاں سے غربی تک ایسی سخت جنگ ہوگی کہ عقلیں دھنگ رہ جائیں گی۔ اس کے بعد دونوں گروہ ہلاک ہوجائیں گے اور خداوند دوسرے گروہوں کو بھی جڑ سے ختم کر دے گا۔ اس کے بعد آں حضرتؑ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

"بنام خدائے رحمان و رحیم" ہمارا حکم رات یا دن کے وقت آگیا
اور ہم نے اسے بالکل کٹا ہوا کھیت بنا دیا گویا کہ اس میں کل

کچھ تھا ہی نہیں"۔ (سورۂ یونس، آیت ۲۴)

میں نے عرض کیا: میرے آقا! اس آیت میں امرِ خدا سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کا امر اور اس کا لشکر ہم ہیں۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! اے فرزند رسولؐ! کیا آپؑ کے ظہور کا وقت قریب ہے؟

آں حضرتؑ نے میرے سوال کے جواب میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

"قیامت قریب ہو گئی اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے"۔ (سورۂ قمر: آیت ۱)

(کمال الدین: ج ۲، ص ۱۴۰ ۔ بحارالانوار: ج ۵۲، ص ۴۲)

ظہور فرج کب ہوگا؟

مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ رحمه الله أَنْ يُوصِلَ لِي كِتَابًا قَدْ سَأَلْتُ فِيهِ عَنْ مَسَائِلَ أَشْكَلَتْ عَلَيَّ۔

فَوَرَدَ التَّوْقِيعُ بِخَطِّ مَوْلَانَا صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام...

..... وَأَمَّا ظُهُورُ الْفَرَجِ، فَإِنَّهُ إِلَى اللهِ وَكَذَبَ الْوَقَّاتُونَ.....

محمد بن یعقوب کلینی تحریر کرتے ہیں کہ اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں: میں نے محمد بن عثمان العمریؒ سے تقاضا کیا کہ میرا ایک خط جو کچھ مشکل مسائل پر مشتمل ہے، وہ ناحیہ مقدس (امام زمانؑ) کی خدمت میں پہنچا دیں۔ انھوں نے قبول کیا اور پہنچا دیا: میرے سوالات کے جواب میں امام زمان علیہ السلام کے ہاتھ سے لکھی ہوئی توقیع یوں

صادر ہوئی:

......تم نے ظہور فرج کے متعلق پوچھا ہے، ظہور کا تعلق ارادہ خدا سے وابستہ ہے۔ وہ لوگ جو اس کا وقت تعیین کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں"۔ (بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۱۸۲)

امام کا ظہور کب ہوگا؟

قَالَ أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ: وَكَتَبْتُ أَسْأَلُهُ عَنْ ظُهُورِ الْفَرَجِ مَتَى يَكُونُ؟ فَخَرَجَ التَّوْقِيعُ: كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ۔

"محمد بن ہمام کہتا ہے کہ میں نے ایک خط میں حضرت امام زمان علیہ السلام سے پوچھا: آپ کا ظہور کب ہوگا؟ آں حضرتؑ نے خط کے جواب میں لکھا: جو لوگ اس کی تعیین کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں"۔ (اعلام الوریٰ: ص ۴۵۱)

غیبت کی علت کیا ہے؟

مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ رحمه الله أَنْ يُوصِلَ لِي كِتَاباً قَدْ سَأَلْتُ فِيهِ عَنْ مَسَائِلَ أَشْكَلَتْ عَلَيَّ۔

فَوَرَدَ التَّوْقِيعُ بِخَطِّ مَوْلَانَا صَاحِبِ الزَّمَانِ علیہ السلام.....

وَأَمَّا عِلَّةُ مَا وَقَعَ مِنَ الْغَيْبَةِ، فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ۱۰۱) إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ آبَائِي إِلَّا وَقَدْ وَقَعَتْ فِي عُنُقِهِ لِطَاغِيَةِ زَمَانِهِ وَإِنِّي أَخْرُجُ

حِينَ أَخْرُجُ وَلَا بَيْعَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الطَّوَاغِيتِ فِي عُنُقِي.....

محمد بن یعقوب کلینی لکھتے ہیں کہ میں نے محمد بن عثمان عمریؒ سے خواہش کی کہ میرا ایک خط جو مختلف مشکل مسائل پر مشتمل ہے، وہ ناحیہ مقدسہ (امامِ زمانؑ) کی خدمت میں تقدیم کریں۔ انھوں نے میری گزارش قبول کی اور خط امامؑ کی خدمت میں تقدیم کیا۔ میرے مولا کی جانب سے میرے خط کے سوالات کے جوابات یوں صادر ہوئے: غیبت جو کہ واقع ہو چکی ہے اس کی علت یہ ہے؟

خداوند متعال فرماتا ہے: "اے ایمان والو! ان چیزوں کے بارے میں سوال مت کرو جو تم پر ظاہر ہو جائیں تو تمھیں بری لگیں"۔ (سورۂ مائدہ: آیت ۱۰۱)

میرے آباء و اجداد نے ہر زمانے میں اپنے زمانے کے سرکشوں کی بیعت اپنی گردن پر لی، لیکن جب میں ظہور کروں گا تو اس وقت میری گردن پر زمانے کے کسی طاغوت کی بیعت نہیں ہوگی"۔ (بحار الانوار: ج ۵۳، ص ۱۸۲)

امامِؑ غائب سے کس طرح استفادہ کر سکتے ہیں؟

مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ رحمه الله أَنْ يُوصِلَ لِي كِتَابًا قَدْ سَأَلْتُ فِيهِ عَنْ مَسَائِلَ أَشْكَلَتْ عَلَيَّ۔

فَوَرَدَ التَّوْقِيعُ بِخَطِّ مَوْلَانَا صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام.....

وَأَمَّا وَجْهُ الْاِنْتِفَاعِ بِي فِي غَيْبَتِي فَكَالْاِنْتِفَاعِ بِالشَّمْسِ إِذَا غَيَّبَهَا عَنِ الْأَبْصَارِ السَّحَابُ، وَإِنِّي لَأَمَانٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ، كَمَا أَنَّ النُّجُومَ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ۔

فَأَغْلِقُوا أَبْوَابَ السُّؤَالِ عَمَّا لَا يَعْنِيكُمْ، وَلَا تَتَكَلَّفُوا عِلْمَ مَا قَدْ كُفِيتُمْ، وَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ فَرَجُكُمْ۔

"اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں: میں نے محمد بن عثمان عمریؒ سے گزارش کی کہ میرا خط مختلف سوالات پر مشتمل ہے وہ امامِ زمان علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیں۔ انھوں نے میری گزارش قبول کی اور خط آپؑ کی خدمت میں تقدیم کیا۔ میرے مولا امامِ زمان علیہ السلام کی طرف سے میرے سوالات کے لکھے ہوئے جوابات یوں صادر ہوئے:

میرے وجود سے غیبت کے زمانے میں استفادہ یوں ہے جیسے بادلوں کے پیچھے چھپے ہوئے آفتاب سے ہو؛ یقیناً! میں اہلِ زمین کے لیے زمین پر اَمان ہوں جیسے ستارے اہلِ آسمان کے لیے اَمان ہیں۔ لہٰذا آپ ان سوالوں کے دروازے بند کر دیں جن کی آپ کو ضرورت نہیں ہے اور جن چیزوں کے بارے میں آپ سے کوئی نہیں پوچھتا، انھیں جاننے کے لیے اپنے آپ کو زحمت میں مت ڈالیں اور تعجیل فرج کے لیے بہت زیادہ دعا کریں، کیوں کہ تعجیل فرج کے لیے دعا کرنا رہائی کا باعث ہے"۔ (بحارالانوار: ج ۵۳، ص ۱۸۲)

میرے آقا! آپؑ کب قیام فرمائیں گے؟

جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ رَجُلٍ ذَكَرَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ قَزْوِينَ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ بْنِ شَاذَانَ الصَّنْعَانِيِّ قَالَ:

دَخَلْتُ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَهْزِيَارَ الْأَهْوَازِيِّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ علیہ السلام۔

قَالَ: يَا أَخِي! لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيْمٍ، حَجَجْتُ عِشْرِيْنَ حَجَّةً كُلًّا أَطْلُبُ بِهِ عِيَانَ الْإِمَامِ، فَلَمْ أَجِدْ إِلٰى ذٰلِكَ سَبِيْلًا، فَبَيْنَا أَنَا لَيْلَةً نَائِمٌ فِي مَرْقَدِي إِذْ رَأَيْتُ قَائِلًا يَقُوْلُ: يَا عَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيْمَ! قَدْ أَذِنَ اللّٰهُ لِي فِي الْحَجِّ.....

..... فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُهُ بَدَرْتُهُ بِالسَّلَامِ فَرَدَّ عَلَيَّ أَحْسَنَ مَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَشَافَهَنِي۔ وَسَأَلَنِي عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ۔

فَقُلْتُ: سَيِّدِي! قَدْ أُلْبِسُوا جِلْبَابَ الذِّلَّةِ وَهُمْ بَيْنَ الْقَوْمِ أَذِلَّاءُ۔

فَقَالَ لِي: يَا ابْنَ الْمَازِيَارِ! لَتَمْلِكُوْنَهُمْ كَمَا مَلَكُوْكُمْ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَذِلَّاءُ۔

فَقُلْتُ: سَيِّدِي! لَقَدْ بَعُدَ الْوَطَنُ وَطَالَ الْمَطْلَبُ۔

فَقَالَ علیہ السلام: يَا ابْنَ الْمَازِيَارِ! أَبِي أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنْ لَا أُجَاوِرَ قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَهُمُ الْخِزْيُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْكُنَ مِنَ الْجِبَالِ إِلَّا وَعْرَهَا وَمِنَ الْبِلَادِ إِلَّا قَفْرَهَا وَاللّٰهِ مَوْلَاكُمْ أَظْهَرَ التَّقِيَّةَ فَوَكَلَهَا بِي فَأَنَا فِي التَّقِيَّةِ إِلٰى يَوْمٍ يُؤْذَنُ لِي فَأَخْرُجُ۔

فَقُلْتُ: يَا سَيِّدِي! مَتٰى يَكُوْنُ هٰذَا الْأَمْرُ؟

فَقَالَ: إِذَا حِيلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ سَبِيلِ الْكَعْبَةِ وَاجْتَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَاسْتَدَارَ بِهِمَا الْكَوَاكِبُ وَالنُّجُومُ۔

فَقُلْتُ: مَتَى يَابْنَ رَسُولِ اللهِ؟

فَقَالَ لِي: فِي سَنَةِ كَذَا وَكَذَا تَخْرُجُ دَابَّةُ الْأَرْضِ مِنْ بَيْنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَمَعَهُ عَصَا مُوسَى علیہ السلام وَخَاتَمُ سُلَيْمَانَ علیہ السلام تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ۔

قَالَ: فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ أَيَّامًا وَأَذِنَ لِي بِالْخُرُوجِ بَعْدَ أَنِ اسْتَقْصَيْتُ لِنَفْسِي، وَخَرَجْتُ نَحْوَ مَنْزِلِي، وَاللهِ لَقَدْ سِرْتُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْكُوفَةِ وَمَعِي غُلَامٌ يَخْدُمُنِي، فَلَمْ أَرَ إِلَّا خَيْرًا، وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا۔

"حبیب بن محمد بن یونس بن شاذان صنعانی کہتے ہیں: ایک دن میں علی بن ابراہیم بن مہزیار اہوازی کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی آل اولاد کے بارے میں پوچھا۔ علی بن مہزیار نے فرمایا: اے بھائی! آپ نے ایک امرِ عظیم کے بارے میں سوال کیا ہے۔ میں بیس مرتبہ خانۂ خدا کی زیارت سے شرف یاب ہو چکا ہوں، ان تمام سفروں میں میری کوشش یہ ہوتی تھی کہ میں امامِ زمان علیہ السلام کی زیارت کروں، لیکن ان بیس سفروں میں میری آپؑ سے کوئی ملاقات نہ ہو سکی۔ ایک رات میں اپنے بستر پر سویا ہوا تھا، میں نے دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے: اے علی بن مہزیار! خداوند نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اس سال بھی حج پر جاؤ...... جب میں نے آں حضرت کا دیدار کیا تو ان کی خدمت میں سلام عرض کیا اور اپنے سلام سے بہتر جواب سنا۔ اس کے بعد آں حضرتؑ نے میری طرف متوجہ ہو کر

فرمایا: عراق کے لوگوں (شیعوں) کا کیا حال ہے؟

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! ان لوگوں نے ذلّت وخواری کا لباس پہن رکھا ہے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ذلیل وخوار ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن مہزیار! ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ ان پر غالب آئیں گے اور غیر شیعہ لوگوں کے اسی طرح مالک ہوں گے جس طرح آج وہ تمھارے اوپر غالب ہیں۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! آپؑ کا وطن ہم سے دور ہے اور آپ کی خدمت میں پہنچنے میں دیر ہو جاتی ہے۔

آں حضرتؑ نے فرمایا: اے ابن مہزیار! میرے والد بزرگوار امام حسن عسکریؑ نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں لوگوں کے ہمسائے میں نہ رہوں کیوں کہ خداوند متعال ان پر غضب ناک ہے اور وہ دنیا وآخرت میں مورد نفرت اور دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ انھوں نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں سخت پہاڑوں اور ہموار بیابانوں کے سوا کہیں اور نہ رہوں۔ خدا کی قسم! آپ کے مولیٰ امام حسن عسکری علیہ السلام تقیہ میں تھے اور مجھے بھی تقیہ کرنے کا حکم دیا ہے اور میں خداوند عالم کی جانب سے قیام کا حکم آنے تک تقیہ کی حالت میں رہوں گا۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! آپؑ کب قیام فرمائیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: جب آپ لوگوں پر حج کا راستہ بند کر دیا جائے گا، سورج اور چاند ایک مقام پر اکٹھے ہو جائیں گے اور ستارے ان کے اردگرد چکر لگائیں گے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ خدا! یہ علامتیں کب ظاہر ہوں گی؟

آں حضرتؑ نے فرمایا: فلاں فلاں سال میں دابۃ الارض (ایسا موجود جو

زمین پر حرکت کرتا ہے) صفا و مروہ کے درمیان قیام کرے گا، درحالانکہ عصائے موسیٰ اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی اس کے ہم راہ ہوگی اور وہ لوگوں کو محشر کی طرف دھکیل رہا ہوگا۔

علی بن مہزیار کہتے ہیں: میں کچھ دن تک حضرت کی خدمت میں رہا، جب میری آرزو پوری ہوگئی تو میں اجازت لے کر اپنے گھر کی طرف لوٹ آیا۔

خدا کی قسم! میں مکّہ سے کوفہ تک آیا ہوں، میرے ساتھ فقط ایک خدمت گار غلام تھا اور مجھے کسی قسم کا کوئی خطرہ درپیش نہیں آیا۔ محمدؐ و آل محمد علیہم السلام پر خدا کا درود و سلام ہو"۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۱۲) ①

آپ پر قربان جاؤں، میرے لیے وضاحت فرمائیں

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَلَوِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي طَرِيفٌ أَبُو نَصْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى صَاحِبِ الزَّمَانِ عليه السلام فَقَالَ: عَلَيَّ بِالصَّنْدَلِ الْأَحْمَرِ!

فَأَتَيْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَعْرِفُنِي؟

فَقُلْتُ: نَعَمْ۔

قَالَ: مَنْ أَنَا؟

فَقُلْتُ: أَنْتَ سَيِّدِي وَابْنُ سَيِّدِي۔

---

① قابل ذکر ہے کہ علامہ مجلسیؒ نے اس روایت کی جو وضاحت بیان کی ہے اُسے ہم نے مکمل متن اور اس کی وضاحت کے ساتھ تیسری فصل یعنی امامت و ولایت سے متعلق سوالات و جوابات میں ذکر کیا ہے۔

فَقَالَ: لَيْسَ عَنْ هٰذَا سَأَلْتُكَ۔

قَالَ طَرِيفٌ: فَقُلْتُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ فَبَيِّنْ لِي؟

قَالَ: أَنَا خَاتِمُ الْأَوْصِيَاءِ، وَبِي يَدْفَعُ اللهُ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِي وَشِيعَتِي۔

"ابونصر طریف کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں شرف یاب ہوا تو آں حضرتؑ نے فرمایا: اے طریف! میرے لیے تھوڑا سا سرخ صندل ① لے کر آؤ۔ میں نے لا کر آپؑ کی خدمت میں پیش کیا تو انھوں نے فرمایا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی (ہاں! میرے آقا)۔

آپؑ نے فرمایا: میں کون ہوں؟

طریف کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: آپؑ میرے آقا کے بیٹے اور میرے آقا ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اس سوال سے میرا مقصود یہ نہیں تھا۔

طریف کہتا ہے: میں نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں! میرے لیے وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہم خاتم الاوصیاء ہیں، خداوند متعال ہمارے ذریعے میرے رشتہ داروں اور شیعوں سے مصیبتوں کو دور کرے گا۔ (بحار الانوار: ج ۵۲، ص ۳۰)

---

① ہندوستان میں ایک درخت ہے جس کی لکڑی خوشبودار ہوتی ہے، اس سے دیسی دوائیاں اور عطر بنانے کے لیے استفادہ کیا جاتا ہے اور بازار میں اس کی بہت زیادہ شہرت ہے۔ (فرہنگ معین: ج ۲، ص ۲۱۶۵)

میرے آقا! آپ کا امر کب آشکار ہوگا؟

قَالَ أَبُو عَبْدِاللهِ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ: فَحَدَّثْتُ أَبَابَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي دَارِمِ الْيَمَانِيَّ- وَهُوَ مِنْ أَحَدِ مَشَايِخِ الْحَشْوِيَّةِ- بِهٰذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ فَقَالَ:

هٰذَا حَقٌّ جَاءَ نِي مُنْذُ سَنَيَاتٍ ابْنُ أُخْتِ أَبِي بَكْرِ بْنِ النُّخَالِ الْعَطَّارُ- وَهُوَ صُوفِيٌّ يَصْحَبُ الصُّوفِيَّةَ- فَقُلْتُ- مِنْ أَيْنَ؟ وَأَيْنَ كُنْتَ؟

فَقَالَ لِي: أَنَا مُسَافِرٌ مُنْذُ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً-

فَقُلْتُ لَهُ: فَأَيْشٍ أَعْجَبُ مَا رَأَيْتَ؟

فَقَالَ: نَزَلْتُ بِالْإِسْكَنْدَرِيَّةِ فِي خَانٍ يَنْزِلُهُ الْغُرَبَاءُ، وَكَانَ فِي وَسَطِ الْخَانِ مَسْجِدٌ يُصَلِّي فِيهِ أَهْلُ الْخَانِ، وَلَهُ إِمَامٌ-

وَكَانَ شَابٌّ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتٍ لَهُ غُرْفَةٌ، فَيُصَلِّي خَلْفَ الْإِمَامِ، وَيَرْجِعُ مِنْ وَقْتِهِ إِلَى بَيْتِهِ، وَلَا يَلْبَثُ مَعَ الْجَمَاعَةِ-

قَالَ: فَقُلْتُ- لَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ، وَرَأَيْتُ مَنْظَرَهُ شَابٌّ نَظِيفٌ عَلَيْهِ عَبَاءٌ- أَنَا وَاللهِ أُحِبُّ خِدْمَتَكَ وَالتَّشَرُّفَ بَيْنَ يَدَيْكَ!

فَقَالَ: شَأْنَكَ-

فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَنِسَ بِيَ الْأُنْسَ التَّامَّ، فَقُلْتُ لَهُ

ذَاتَ يَوْمٍ: مَنْ أَنْتَ؟ أَعَزَّكَ اللهُ!

قَالَ: أَنَا صَاحِبُ الْحَقِّ۔

فَقُلْتُ لَهُ: يَاسَيِّدِي! مَتَى تَظْهَرُ؟

فَقَالَ: لَيْسَ هٰذَا أَوَانَ ظُهُورِي ، وَقَدْ بَقِيَ مُدَّةٌ مِنَ الزَّمَانِ۔

فَلَمْ أَزَلْ عَلَى خِدْمَتِهِ تِلْكَ وَهُوَ عَلَى حَالَتِهِ مِنْ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ وَتَرْكِ الْخَوْضِ۔

فِيمَا لَا يَعْنِيهِ۔ إِلَى أَنْ: أَحْتَاجُ إِلَى السَّفَرِ!

فَقُلْتُ لَهُ: أَنَا مَعَكَ۔

ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: يَاسَيِّدِي! مَتَى يَظْهَرُ أَمْرُكَ؟ قَالَ:

عَلَامَةُ ظُهُورِ أَمْرِي كَثْرَةُ الْهَرْجِ وَالْمَرْجِ وَالْفِتَنِ، وَآتِي مَكَّةَ فَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

فَيُقَالُ: انْصِبُوا لَنَا إِمَامًا!

وَيَكْثُرُ الْكَلَامُ حَتّٰى يَقُومَ رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ ، فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي ثُمَّ يَقُولَ: يَامَعْشَرَ النَّاسِ! هٰذَا الْمَهْدِيُّ انْظُرُوا إِلَيْهِ۔

فَيَأْخُذُونَ بِيَدِي وَيَنْصِبُونِّي بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ ، فَيُبَايِعُ النَّاسُ عِنْدَ إِيَاسِهِمْ عَنِّي۔

قَالَ: وَسِرْنَا إِلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ ، فَعَزَمَ عَلَى رُكُوبِ الْبَحْرِ،

فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَيِّدِي! أَنَا وَاللهِ أَفْرَقُ مِنَ الْبَحْرِ!

قَالَ: وَيْحَكَ! تَخَافُ وَأَنَا مَعَكَ؟

فَقُلْتُ: لَا، وَلٰكِنْ أَجْبُنُ۔

قَالَ: فَرَكِبَ الْبَحْرَ، وَانْصَرَفْتُ عَنْهُ۔

"فرقہ حشویہ ① کا ایک بزرگ ابوبکر محمد بن ابی دارم یمامی کہتا ہے: ایک دن میں نے ابوبکر بن نخالی عطار کے بھانجے کو جو خود صوفی تان اور صوفیوں سے دوستی کو پسند کرتا تھا، کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کہاں پر ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا: سترہ سال سے مسلسل سفر میں ہوں۔ میں نے کہا: تم نے سفر میں کون سی حیران کن چیزیں دیکھی ہیں؟ اس نے کہا: ایک دن میں نے اسکندریہ میں کاروان سرا میں ایک منزل کرائے پر لی کہ اس میں رہنے والوں کی اکثریت مسافروں کی تھی۔ کاروان سرا کے درمیان میں ایک مسجد تھی جس میں مسافرین نماز پڑھتے تھے اور اس میں امام مسجد بھی تھا۔

وہاں پر ایک جوان بھی ایک کمرے میں ساکن تھا جو نماز کے وقت کمرے سے باہر آتا اور پیش نماز کے پیچھے نماز پڑھتا اور لوٹ جاتا، لیکن اس کی لوگوں کے ساتھ کوئی نشست و برخاست نہ تھی۔ چوں کہ میرا قیام وہاں پر لمبا ہو گیا، میں نے اسے پاک وصاف جوان پایا، وہ اپنے کاندھوں پر صاف ستھری عبا لیتا تھا۔

ایک دن میں نے اس سے کہا: خدا کی قسم! میں پسند کرتا ہوں کہ میں آپ کے سامنے آپ کی خدمت میں رہوں۔ جوان نے کہا: تمھاری مرضی ہے۔

---

① حشویہ ایک ایسا گروہ ہے جو اُمویوں کی امامت کا قائل ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کی امامت پر اعتقاد نہیں رکھتا۔ (ر۔ک بحار الانوار: ج ۴۳، ص ۱۶۵)

میں مسلسل اس کی خدمت میں رہتا تھا اور مکمل طور پر اس سے مانوس ہو گیا تھا۔

ایک دن میں نے اس سے کہا: خداوند آپ کے ساتھ محبت کرے، آپ کون ہیں؟

اس جوان نے کہا: میں صاحب حق ہوں۔

میں نے عرض کیا: آپ کب ظہور کریں گے؟

انھوں نے فرمایا: ابھی اس کا وقت نہیں آیا اور اس میں کچھ عرصہ باقی ہے۔ اس کے بعد میں ہمیشہ ان کی خدمت میں رہا اور وہ اسی طرح اپنی اسی حالت میں تھے، نماز جماعت میں شریک ہوتے اور لوگوں کے ساتھ میل جول نہ رکھتے تھے۔ ایک دن فرمایا: میں سفر پر جا رہا ہوں۔

میں نے عرض کیا: میں بھی آپ کے ہمراہ آتا ہوں۔ ہم اکٹھے روانہ ہوئے۔ میں نے راستے میں عرض کیا: میرے آقا! آپ کا امر کب ہوگا؟ انھوں نے فرمایا: میرے امر کے آشکارا ہونے کی نشانی یہ ہے کہ ہرج ومرج اور فتنہ وفساد زیادہ ہو جائے گا تو میں اس وقت مسجد الحرام میں جاؤں گا، وہاں پر ایک گروہ کہے گا کہ اپنا رہبر منتخب کرو۔ اس سے متعلق آپس میں بہت زیادہ بات چیت کریں گے، یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے ایک شخص اٹھے گا اور میری طرف دیکھتے ہوئے کہے گا: لوگو! یہ مہدیؑ ہیں، ان کی طرف نگاہ کرو۔

اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑیں گے اور رکن ومقام کے درمیان مجھے رہبر کے طور پر منتخب کریں گے۔ وہاں پر میری بیعت کریں گے درحالانکہ لوگ میرے ظہور سے ناامید ہو چکے ہوں گے۔

ہم اکٹھے سمندر کے کنارے پہنچے اور وہ پانی میں داخل ہونا چاہتے تھے تو میں نے عرض کیا: میرے آقا! خدا کی قسم! میں سمندر سے ڈرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: تمھارے اُوپر افسوس ہے! میرے ساتھ ہو اور پھر بھی سمندر سے ڈرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں، لیکن ڈرپوک ہوں۔ اس کے بعد وہ پانی پر روانہ ہوگئے اور میں لوٹ آیا"۔ (الغیبۃ شیخ طوسی: ص ۳۰۱-۳۰۲۔ بحارالانوار: ج ۵۱، ص ۳۲۰)

تمت بالخیر!

مشہد مقدس، ۴ جمادی الاولی ۱۴۳۴ھ
مطابق ۱۵ اپریل ۲۰۱۳ء، بروز جمعۃ المبارک

ادارہ منہاج الصالحین لاہور